اظہارِ حق و حقیقت

تحقیق و تالیف

میر مراد علی خان

ترتیب و پیشکش

ڈاکٹر سید منظور تقی رضوی

ادارۂ پیام امن نیوجرسی

Message of Peace Inc
P.O. Box 390
Bloom field N.J 07003
USA

اظہارِ حق و حقیقت

تحقیق و تالیف

میر مراد علی خان

ترتیب و پیشکش

ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

ادارۂ پیامِ امن نیو جرسی

Message of Peace Inc
P.O.Box 390
Bloom field N.J. 07003
USA

نامِ کتاب : اظہارِ حق و حقیقت

تحقیق و تالیف : میر مراد علی خان

سنہ اشاعت : ۲۰۰۷ء

کمپوزنگ : مشکوٰۃ کمپیوٹرس، نزد سلیمان ہال، علی گڑھ، 09897674550

طباعت : فرید پرنٹنگ پریس دریا گنج دہلی

ترتیب و پیشکش : ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

فہرست

بسمہ تعالیٰ

پیش لفظ

مانیں نہ مانیں آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

جہل انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اگر انسان علم حاصل کرے اور اس کی روشنی میں عقل و دانش سے کام لے تو آپس کے یہ فساد، یہ جھگڑے اگر ختم نہیں تو کم ضرور ہو سکتے ہیں۔ یہ کتاب اسی نظریے سے منظرِ عام پر لائی جارہی ہے کہ ''سواد اعظم'' کی ان کی تصانیف سے کچھ حقیقتیں پیش کی جائیں تا کہ نور کے متلاشی کو بصیرت حاصل ہو اور راہِ راست درخشاں ہو سکے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس سے کسی کو تکلیف پہنچانا مقصود نہیں ہے تاہم انسانی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمیں لکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ اگر کسی کو اس سے تکلیف پہنچے تو ہم سب معذرت خواہ ہیں۔

اتنا لکھنے کے بعد غالب کا ایک شعر یاد آ گیا۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

چودہ صدیاں بیت گئیں ان چودہ صدیوں میں مسلمانوں کے ایک خاص طبقہ میں ایک بات عام رہی ہے اور وہ شیعوں کے خلاف نفرت پھیلانا اور ان کو قتل کرنا ہے۔

وہ ابوذر غفاری کی مدینہ سے دربدری ہو، محمد ابن ابی بکر کا قتل ہو، حُجر بن عدی، رشید ہجری، عدی بن حاتم الطائی، عمرو بن الحمق الخزاعی ہو، یا امیر شام کا شیعوں کی جان و مال کو حلال ہونے کا حکم ہو، وہابیوں کا کربلا پر حملہ ہو یا آج کے مسلم ممالک

میں شیعوں کی بات ہو، ہزارہ شاہ (افغانستان) میں شیعوں کا قتل عام ہو، صدام کی شیعہ قوم کو ختم کرنے کی سازش ہو یا پاکستان میں چن چن کر شیعوں کو قتل کرنے کی بات ہو۔ یہ مہم ہمیشہ سے جاری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے گی۔

بقول مولانا ابوالکلام آزاد معاویہ نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب پر لعنت کی ایسی بری مثال قائم کی کہ کسی نہ کسی شکل میں وہ اب بھی جاری ہے۔ بقولِ غالبؔ

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالبؔ

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

آج جب غلط یا صحیح یہ افواہ پھیلی کہ عراق میں شیعہ ہی سنیوں کو مار رہے ہیں تو امریکہ میں فوراً شیعہ سنی اتحاد کی بات شروع ہوگئی۔

ایک بات اور بھی واضح ہے جس کا تجربہ تمام شیعہ حضرات کو بخوبی ہے کہ عام سنی مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ اس مار دھاڑ سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ اس کو سخت ناپسند کرتے ہیں، وہ نہایت صلح پسند، میانہ رو ہیں۔ انھیں اہلبیت سے بھی اتنا ہی لگاؤ ہے جتنا کہ قرآن سے۔ ان کو اہلبیت اور قرآن کا تعلق معلوم ہے اور اہلبیت سے رسول اکرمؐ کے تعلقات کا بھی احساس ہے۔ یہ تو صرف ایک خاص طبقہ ہے جس کو نہ معلوم کیوں اہلبیت سے اور ان کے ماننے والوں سے کد ہے۔ ایسا تو نہیں کہ دراصل کد اللہ اور رسول سے ہو مگر اس کو اس طرح ظاہر کیا جا رہا ہو۔ بہر حال اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی ان سے سمجھے گا۔ آج نہیں تو کل۔ ہم کو عابد جعفری کینیڈا کا یہ شعر بڑا حسبِ حال لگ رہا ہے

امیر شہر سے کوئی پوچھے کہ آخر

ہم اپنے ضبط کی قیمت چکائیں گے کہاں تک

آمدم برسرِ مطلب۔ ہم نے قتل ہونا گوارا کیا مگر قاتل بننا نہیں۔ ہم کو معلوم ہے ہم مظلوم بن کے خدا کے حضور حاضر ہو سکتے ہیں مگر ظالم بن کر نہیں لیکن ہاں جب تحریر کی بات آئی تو ہم نے دشمنوں کی ہر تحریر کا دندان شکن جواب دیا۔ یہ کتاب اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ ''سواد اعظم'' کی تصانیف میں کیا لکھا ہے۔ یہ بھی ہمارا

حق ہے کہ ان کو بتائیں۔

حال میں ایک برتھ ڈے پارٹی میں جنگ بدر پر ایک کتابچہ بانٹا گیا تھا جس میں امیر حمزہ اور عبیدہ اور ایک "اور شخص" کا تذکرہ تھا جنھوں نے جنگِ بدر میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جناب علیؑ کا نام سرے سے غائب تھا مطلب یہ ہے کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ کی گنجائش بھی نہ رہ جائے۔ اس لیے بھی یہ بات ضروری تھی کہ حقایق "غیروں" کی کتابوں سے نکال کر یکجا کر دیئے جائیں تاکہ وقت ضرورت کام آئیں۔

آج کل کی نام نہاد مسلم حکومتوں کی یہ بھی ایک منحوس کوشش ہے کہ کتابوں کو اور حقائق کو بالکل تبدیل کر دیا جائے۔ اوپر کی مثال سے یہ بات روشن ہے۔

بے شک ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مگر کام صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے نہیں چلتا، بے شک اس سلسلے میں بھی ہم پر کچھ کم ظلم نہیں ہوئے، ہاتھ کاٹے گئے، زبانیں کھینچی گئیں، لائبریریاں جلائی گئیں، مگر حق کے جیالوں نے ہمت نہیں ہاری جس کے نتیجہ میں ہم نے حق کا پرچم بلند کر رکھا ہے اور سر اونچا اٹھا کر چلنے کی جرأت ہے۔

ہم اللہ کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد کسی کا دل دکھانا نہیں ہے اور اللہ جانتا ہے کہ اس کتاب میں بات حقیقت کے خلاف نہیں ہے اور قسمیہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا سارا مواد دوسروں کی کتابوں سے مستعار ہے ہماری طرف سے اس میں کوئی اضافہ نہیں ہے لیکن پھر بھی کسی کے تکلیف کے لئے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔

یہ کتاب ہمارے برادرِ عزیز بزرگ و محترم عالی جناب مراد علی خاں (رضوی) کی تحقیقاتی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ وہ ایک متقی و پرہیزگار، شب زندہ دار، روزہ دار مومن باعمل ہیں۔ امریکہ میں وہ اور ان کا خانوادہ ذکر و مجالس سید الشہداء کے اولین بانیان میں ہیں۔ ان کی اپنی لائبریری ہے اور گھر میں چھوٹا مگر امریکہ کا پہلا امام باڑہ ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام حقائق حوالوں کے ساتھ ہیں اور وہ

حوالے اصل کتاب کے ساتھ موصوف کی لائبریری میں موجود ہیں ان کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسری خصوصیت اس کتاب کی یہ ہے کہ بعض مضامین جو ابھی تک اندھیرے میں تھے ان پر سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔ مثلاً مالک بن نویرہ کے واقعات۔ اسی طرح مختلف تاریخی واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہاں یہ بات بھی غالباً مناسب ہوگی کہ ہم اپنے عقائد کا بھی مختصراً تذکرہ کردیں کیونکہ ہمارے خلاف جھوٹ کا ایک پلندہ گزشتہ چودہ صدیوں سے باندھا جارہا ہے یعنی ۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

سو وہ باتیں بھی سب کو معلوم ہونی چاہئیں۔ ہم اہلِ شیعہ اللہ کو وحدہ لاشریک، خالق کون ومکان مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ہر جگہ موجود ہوتے ہوئے بھی کہیں نظر نہیں آسکتا۔ یقین رکھتے ہیں کہ اس کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا، وہی خالقِ حیات وممات ہے، رازقِ کل ہے اور حاکمِ ارض وسما ہے۔

ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مانتے ہیں جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے جن کے اول حضرت آدمؑ اور آخر ختمی مآب حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ ہماری نظر میں تمام انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطا ہیں اور ان سے خطا کا تصور بھی خطا ہے۔

ہم قرآن کو ''ب'' بسم اللہ سورہ الحمد سے سورہ ''والناس'' کی 'س' تک صحیح مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان دو دفتیوں کے بیچ جو ہے وہی قرآن ہے۔ ہم کسی تغیر وتبدیلی، کسی انحراف کے قائل نہیں ہیں۔

قرآن کی آیت کہ ''جو رسول دے دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے دور رہو'' کے مصداق ہم نے اہلبیت کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے کہ رسول نے بحکم خدا ایسا حکم دیا ہے اور قرآن کی آیتِ مودت کی بموجب ان کی محبت کو واجب جانا ہے۔ اور ہم سب کے لئے یہ جزوِ قرآن اور جزوِ ایمان ہے۔ محبت آل محمدؐ کے ہم صرف اسی لئے قائل

نہیں ہیں کہ وہ رسول کے قریب ترین قرابت دار ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ ان کی محبت کا حکم قرآن نے دیا ہے۔ان کی قربانیاں عظیم ہیں ان سے ہمیں صحیح معنوں میں اسلام کا واضح تصور اور عمل کی روشن تصویریں ملی ہیں۔وہ بحکم خدا اور رسول، بعد رسول ان کے جانشین ہیں اور ہمارے امام ورہبر ہیں جن کے آخری امام مہدیؑ آخرالزماں ہیں جو زندہ وسلامت ہیں اور ایک دن اِن شاءاللہ تعالیٰ ظاہر ہو کر اس ظلم وجور سے بھری دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

ہم اصحابِ کرام کی عظمت کے قائل ہیں عصمت کے نہیں۔ان کی قربانیاں، ان کی خدا اور اس کے رسول سے محبت کے بتہِ دل سے قائل ہیں۔ان کی محبت وعزت وعظمت صرف اس لئے نہیں کہ وہ رسول کے صحابی تھے بلکہ اس لئے بھی کہ انھوں نے اللہ کے نام پر اور اسلام ورسولِ اسلام کے لئے تن من دھن سے قربانیاں دی ہیں۔

مگر اسی قرآن میں سورہ منافقین بھی ہے جو مسلمانوں کے لئے آیا ہے اور جس طرح ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں صحابہ کے بھی مختلف طبقات ہیں۔

ہم نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ خمس اور جہاد کے پوری طرح قائل ہیں اسی پر عمل پیرا ہیں مگر اپنی عقل کو اس میں دخل نہیں دیتے، اس پر آنکھ بند کر کے ویسے ہی عمل کرتے ہیں جیسا کہ رسول نے ہمیں بتایا ہے اور عمل کر کے دکھایا ہے۔

ہم معاد کے قائل ہیں، اللہ کے رحم وکرم کے قائل ہیں، اس کے عدل کے معنی سمجھتے ہیں مگر بہ روئے قرآن اس کے بھی قائل ہیں کہ انبیاءؑ اور ائمہ اطہار بہ اجازت خداوندی شفاعت کر سکتے ہیں اور کریں گے مگر اس کے بھی قائل ہیں کہ یزید جیسے شخص کی شفاعت ناممکن ہے۔اللہ حقوق اللہ معاف کر سکتا ہے حقوق العباد معاف نہیں کر سکتا۔

ہم کعبہ کے قبلۂ اسلام ہونے کے قائل ہیں اسی کی طرف رخ کر کے نماز بجا لاتے ہیں مگر شاید کعبہ سے کچھ ذرا زیادہ ہی انسیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ جائے ولادت امیر المومنین ہے۔کعبہ میں ولادت کی اصل وجہ تو اللہ کو ہی معلوم ہوگی مگر شاید علی کی کعبہ میں ولادت کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ نور رسالت کی جائے پیدائش تو بدبخت نام نہاد مسلمانوں نے مٹا دی نور امامت کی جائے ولادت مٹاؤ تو جانیں۔

ہم شعائر اللہ کی عزت واحترام کے قائل ہیں (قبروں کی پوجا نہیں کرتے) وہ اس لئے کہ اللہ نے قرآن میں اس رسّی کی تعظیم کا بھی حکم دیا ہے جس سے قربانی کے جانور باندھے جاتے ہیں۔

ہم تمام انبیاء اور ائمہ کے معجزات کے قائل ہیں اس لئے کہ یہ نبی اور ائمہ کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں ان حضرات کی منزلت کے ساتھ ساتھ خدا کی عظمت اور اس کی لامتناہی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس ذرہ ذرہ پر خدا کی حاکمیت ثابت کرتے ہیں اور ان حضرات کا عنداللہ نائب ہونے کا واضح ثبوت ہیں۔

یہ خدا کا وہ راستہ ہے جو ہم کو اللہ کے رسول سے ملا ہے جس کی تصدیق قرآن کر رہا ہے ائمہ معصومین نے اس پر چل کر بتایا ہے یہ عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور قیاس سے دور ہے۔

درگاہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مراد بھائی کی اس محنت کو قبول کرے ان کو اجر عظیم عطا کرے۔ مسلمانوں میں باہمی اخوت کو فروغ دے۔ صلح وصفائی اور میل ومحبت سے رہنے کے مواقع فراہم کرے۔ ہم میں وہم وگمان کے بجائے عقل وخرد سے کام لینے کی جرأت پیدا کرے۔ ہم اگر آج ایک ہو جائیں اور بہ روئے قرآن سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تو ہماری دین ودنیا دونوں درست ہو سکتے ہیں۔ ہم اپنی اپنی فقہ پر قائم رہ کر بھی ایک ہو سکتے ہیں مذہب بدلنے کی شرط نہیں، شرط عقل سے کام لے کر محبت واخوت کے ساتھ رہنے کی ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ

اس خط کو چاک کیجئے گا دیکھ بھال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

فقط

والسلام

منظور نقی رضوی

مسئلہ تحریف قرآن

پر ایک نظر

عالم تشیع کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ شیعوں میں ''مذہبی حیثیت'' سے کسی دور میں نہ تحریف قرآن کا عقیدہ تھا اور نہ آج ہے۔ ہم تو قرآن کریم کے ''ب'' کے نکتے تک کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دو چار افراد اگر کسی قسم کا تصور رکھتے ہیں تو وہ انکا ذاتی نظریہ ہے جسے مذہبی عقیدہ کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مذہبی عقیدہ کے لیے حسب ذیل ارشادات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

۱- حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم نے بندوں کو حَکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حَکم بنایا ہے اور قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔ وہ زبان سے نہیں بولتا بلکہ اس کے لیے ترجمان کی ضرورت ہے''۔ (نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷ رحمانیہ مصر)

۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا'' قرآن کلام خدا، کتاب خدا اور وحی و تنزیل خدا ہے یہی وہ کتاب ہے کہ جس کے قریب بھی باطل کا گذر نہیں ہے، نہ اب کوئی اس کو باطل قرار دینے والا ہے اور نہ ہی پہلے تھا یہ حکیم وحمید خدا کا نازل کردہ ہے'' (امالی الشیخ الصدوق، ص ۵۴۵ طبع ایران)۔

آج قرآنِ مجید کے متعدد قلمی نسخے حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتاب خانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں جن کی ترتیب بعینہ موجودہ قرآن کے عین مطابق ہے۔ آج کسی شیعہ مسجد، امام بارگاہ، اور گھر میں دعوت عام ہے کہ جا کر دیکھیں کہ آیا قرآن میں جو اہل سنت کے ہاں ہے کسی قسم کی تبدیلی پائی جاتی ہے۔ اس کے باوجود شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگانا پرلے درجے کی حماقت اور زیادتی کے سوا اور کچھ نہیں۔ حسب ذیل علماء شیعہ نے انکار تحریف کیا ہے:

۱- شیخ المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین الصدوق (متوفی ۳۸۱ھ) جنہوں نے انکار تحریف کو مذہب کی ضروریات میں قرار دیا (حاشیہ باب حاوی عشر)۔

۲- عمید الطائفہ محمد بن محمد بن النعمان المفید (۴۱۳ھ) کتاب اوائل المقالات۔
۳- الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ علی بن الحسین (۴۳۶ھ) اجوبۃ المسائل السطر المبیات۔
۴- شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (۴۶۰ھ) مقدمہ تفسیر البیان جلد ۱، ص ۳
۵- ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی (۵۴۸ھ) جمع البیان جلد ۱، ص ۱۵۔
۶- جمال الدین ابو منصور الحسن بن یوسف بن المطہر الحلی (۷۲۶ھ) اجوبتہ المسائل المبنادیہ۔
۷- محقق احمد اردبیلی (۹۹۳ھ) مجمع الفائدہ جلد ۲، ص ۲۱۸۔
۸- الشیخ الکبیر کشف الغطاء (۱۲۲۸ھ) کشف الغطاء کتاب القرآن من الصلوٰۃ۔
۹- السید شرف الدین العاملی (۱۳۸۱ھ) فی المہمہ، ص ۱۶۳۔
۱۰- السید محسن الامین العاملی۔ (۱۳۸۱ھ) اعیان الشیعہ، جلد ۱، ص ۴۱۔
۱۱- السید العلامہ الطباطبائی (۱۴۰۲ھ) تفسیر المیزان، جلد ۱۲، ص ۱۰۶-۱۰۷۔
۱۲- السید الخمینی -تہذیب الاصول، جلد ۲، ص ۱۶۵۔
۱۳- السید ابوالقاسم الخوئی (۱۴۱۳ھ) البیان، ص ۲۱۵، ص ۲۵۴۔

(نوٹ: حوالے ۱ تا ۱۳ ماخوذ کتاب رمضان ۱۴۱۸ھ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ۔ طبع تنظیم المکاتب ہندوستان)

'بہر کیف جو بھی ہو واقعہ ہے کہ قرآن جمع کرنے کا کام شروع ہوا اور بجائے اس کے کہ یہ کام حفاظ کے سپرد کیا جاتا ان کے سپرد کیا گیا جو لاونعم، تذکیروتانیث وغیرہ کی تمیز نہیں رکھتے تھے اور قرآن کے معنی ومطالب سے ایسے بے بہرہ تھے کہ زندگی کی آخری ساعت میں ابوبکر یہ افسوس کرتے ہوئے پائے گئے کہ ''کاش میں رسول اللہ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کرتا (تاریخ طبری حصہ دوم صفحہ ۲۵۴، مسعودی جلد دوم، صفحہ ۲۳۶)''۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ اولاً مکی ومدنی آیتیں اور سورتیں اس طرح خلط ملط ہوئیں کہ ایک کا دوسرے سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ سورۂ اقراء کی اول آیت جو رسول اکرمؐ پر نازل ہوئی وہ تیسویں پارہ میں ہے۔ اکملت لکم دینکم جو قرآن کی آخری آیت ہونا

چاہیے وہ چھٹے پارہ میں آ گئی۔ لا و نـعـم کی تمیز سے یہ کاتب قرآن ایسے بے بہرہ تھے کہ جہاں لا ہونا چاہیے تھا اُس کو بھول کر قرآن کے معنی ہی کو بدل کر رکھ دیا۔

ملاحظہ ہو سورہ بقر آیت ۱۸۴ –وعـلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين۔ یعنی جس کو طاقت ہو اور وہ روزہ نہ رکھے اس کو ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔ حالانکہ یہ حکم اُس کے لیے ہے جس کو طاقت نہ ہو اور لا يطيقونه کے عیوض يطيقونه لکھ دیا۔

دوسری مثال سورہ الانفال آیت ۲۷۔ یا ایھاالذین امنوا لا تخونوا الله والـرسول و تخونوا امنتكم و انتم تعلمون یعنی اے ایمان دارومت خیانت کرو اللہ ورسولؐ کے ساتھ اور خیانت کروا پنے امانتوں کے ساتھ جان بوجھ کر۔ یہاں بھی کاتبین قرآن جو دوسرا تخونوا کے قبل لا تھا اُس کو بھول گیا۔ اگر کوئی صاحب بات بنادیں کہ لا تـخـونـو میں اول لا کالفظ کافی تھا اور فصاحت کے معنی اقلال لفظ بے اخلال معنی ہیں تو قرآن کی فصاحت ذیل کے آیات میں ملاحظہ کیجئے لا تـاخـذ بلحيتى و لا براسى ۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۹۹ میری داڑھی اور سر کو مٹ پکڑو یہاں صرف یہ کافی ہوتا اور معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا لہٰذا ''لا '' اور '' ب'' راسی کے قبل زائد ہے۔

يالا رطب ولا يابس، ولا سنة ولا نوم۔

ایسے کئی مقامات ہیں جہاں ''لا'' آیا تو تکرار یقیناً ہوئی ہے۔

سورۃ التوبہ آیت ۶۴ کہ يـحـذر الـمـنـفقون ان تنزل عليهم سورة تنبيئهم بما فى قلو بهم قل استهزۂ وان الله مخرج ماتحذرون ۔یعنی منافقین ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی سورہ نازل ہوجائے جوان کو جو کچھ منافقین کے دل میں ہے بتادے، (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ تم مسخراپن کیئے جاؤ بے شک جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ظاہر کردے گا۔'' اس آیت کے تحت میں عبداللہ ابن عباس سے تفسیر معالم التنزیل علامہ بغوی میں نقل کیا ہے قال عبدالله ابن عباس انزل الله تعالى ذكر سبـعـيـن رجـلا من الـمـنـافـقـيـن با سمائهم واسماء ابائهم ثم نسخ ذكر الا سـمـاء رحـمة لـلـمـومـنـيـن لئلا يعيرون بعضهم بعض لا ن اولا دهم

کانواامومنین یعنی عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بہتر منافقین کے نام مع ولدیت کے نازل ہوئے تھے پھر مسلمان پر محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کر سکے کیونکہ اُن کی اولاد مسلمان ہوگئی تھی''۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے نام مع ولدیت بتلا دیا تھا اور وہ رسول اللہؐ کے آخر وقت تک موجود تھے۔ مگر جب ابوبکر خلیفہ ہوگئے تو صرف اس بہانے سے کہ قرآن کو یکجا کیا جائے اس کو مٹا دیا۔ حالانکہ زمانہ رسولؐ اکرم میں حضرت علیؑ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۷۱)۔ قرآن جس طرح نبی اکرمؐ پر نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے محفوظ اور مرتب شکل میں اُمت کو دے دیا اور یہ مصحف (قرآن) رسولؐ کی زندگی میں لکھا ہوا مرتب شکل میں بھی موجود تھا۔ (احسن البیان ''ترتیب قرآن'' قسط نمبر ۲، ڈاکٹر فرحت جمشید ہیوسٹن، ٹیکساس امریکہ طبع اُردو ٹائمز، نیویارک مورخہ ۹ راگست ۲۰۰۱ء۔

والسلام

خادم

میر مراد علی خان

مسئلہ تحریف قرآن پر ایک نظر

شمارہ	عنوان	کتاب	صفحہ
۱	قرآن میں چار حروف غلط ہیں	المصاحف ابی بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان لبنان	۴۲ ۴۳
۲	سورۃ الحمد میں عمر ابن خطاب نے اضافہ کیا صراط الذین انعمت کے بدلے میں صراط من انعمت، علیھم المغضوب علیھم وغیر الضالین	المصاحف ابی بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان لبنان	۶۰
۳	قرآن میں لفظی تحریف کی گئی	فیض الباری علی صحیح البخاری الجزء الثالث	۳۹۵
۴	آیت رجم موجودہ قرآن میں نہیں ہے	مسند الامام احمد بن حنبل جلد السادس	۳۶۹
۵	صحابہ کی رائے کے خلاف اگر کوئی آیت ہو تو اس کو منسوخ جانو	اصول الکرخی امام عبیداللہ بن حسن کرخی	۲۴
۶	سورۃ الحمد میں عمر ابن خطاب غیر الضالین پڑھتے تھے	الدر المنثور سیوطی الجز اول	۱۵

۷	عائشہ کہتی ہیں کہ ''رجم اور رضاعت کی آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی وہ ایک کاغذ میں میرے بستر کے نیچے رکھی تھی جب رسول اللہ کی وفات ہوئی اور ہم مشغول ہوئے تو گھر میں ایک بکری گھس گئی اور اس نے وہ کاغذ کھالیا''	سنن ابن ماجہ (اُردو) اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی	جلد اول صفحہ ۵۴۳
۸	عائشہ سے روایت ہے کہ آیت عشر رضاعات معلومات اور معنی اس کے دس گھونٹ معلوم کے یہ ہے حرام کرتے ہیں نکاح کو پھر منسوخ ہوگئی پہلی آیت سے یعنی پانچ گھونٹ خمس معلومات پھر وفات پائی رسول اللہؐ نے اور وہ آیت قرآن میں پڑھی جاتی تھی مگر اب قرآن میں یہ آیت نہیں ہے	سنن نسائی شریف مترجم اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی	جلد دوم کتاب النکاح، ص۴۲۲
۹	سورہ آل عمرآن آیت ۱۴۴: عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس کی قراۃ میں ''الرسل''نہیں''رسل'' تھا	تفسیر عثمانی ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن تفسیر شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی	جلد اول ۲۲۹
۱۰	سورہ النساء آیت ۱۲: متعدد صحابہ کی قرآۃ وله اخ او اخت کے بعد من الام کا کلمہ صریح موجود تھا جواب نہیں ہے	ایضاً	ص۲۵۹
۱۱	سورہ الانعام آیت نمبر ۱۵۸ ابن المنیر وغیرہ محققین کے نزدیک لا ینفع نفساً ایمانها کسبها او خیرالم تکن آمنت من قبل اولم تکن کسبت فی ایمانها خیراً	ایضاً	ص۴۴۳

۱۲	سورہ مریم آیت ۵۵ عبداللہ ابن مسعود کے مصحف میں اهله کی جگہ قومه تھا جواب نہیں ہے	ایضاً	جلد دوم ۶۹
۱۳	سورہ النور آیت ۲: آیت رجم پہلے قرآن میں تھی جواب نہیں ہے	ایضاً	جلد دوم، ص ۱۷۳
۱۴	سورۃ العنکبوت آیت ۱۱: ابن عباس کے نزدیک لیعلمن الله کے بجائے لیرین الله ۔حوالہ تفسیر ابن کثیر	ایضاً	ص ۲۹۸
۱۵	سورہ احزاب آیت تطہیر بحوالہ مسند احمد پنجتن پاک کے نام صریحاً	ایضاً	۳۵۳
۱۶	سورہ احزاب آیت ۶: کعب ابن ابی کی قرآت میں آیت النبی اولیٰ بالمومنین کے ساتھ وهواب لهم تھا	ایضاً	۳۴۳
۱۷	سورہ یٰسین آیت ۳۵: لیاکلوامن ثمره و ما عملته ایدیهم افلا یشکرون ابن مسعود کی قرات میں ''مما عملته ایدیهم'' ہے	ایضاً	۴۰۶
۱۸	سورہ الصافات آیت ۱۳۰: سلام علیٰ اِل یاسین: بعض نے اس کو آل یسین بھی پڑھا ہے	ایضاً	۴۲۷
۱۹	سورہ الزمر آیت ۵۳: ''ان الله یغفر الذنوب جمیعا'' کو ''لمن یشاء'' کے ساتھ مقید سمجھنا	ایضاً	۴۶۰
۲۰	سورہ المومن آیت ۶: انهم اصحاب النار کو لانهم سے معنی لی گئی ہیں	ایضاً	۴۶۸

۲۱	سورہ الشوریٰ آیت ۲۳: قربیٰ سے مراد بعض علماء نے اہلبیت نبوی کی محبت مراد لی ہے	ایضاً	۵۱۲
۲۲	سورہ الحدید آیت ۲۹ ''لئلا یعلم اصل میں ''لکی یعلم'' ہے	ایضاً	۶۵۳
۲۳	سورہ طلاق آیت ۶: اسکنوهن من حيث سكنتم من وجد كم. مصحف ابن مسعود میں یہ آیت اس طرح تھی اسکنوهن من حيث سكنتم وانفقو عليهن من وجد كم.	ایضاً	۷۰۰
۲۴	معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور والناس) ابن مسعود ان دو سوروں کو اپنی مصحف میں نہیں لکھتے تھے	ایضاً	۸۶۰
۲۵	معاذ اللہ آنحضرتؐ پر ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ ایک کام کیا نہیں اور خیال ہوتا تھا کر چکے ہیں، کئی مرتبہ نماز میں سہو ہو گیا۔	ایضاً	۸۶۰
۲۶	زید بن ثابت نے جب قرآن جمع کیا دور ابو بکر میں تو ہر آیت کے لیے دو گواہ طلب کرتے تھے صرف ابی خزیمہ انصاری کی ایک گواہی کافی سمجھتے تھے	اتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین السیوطی طبع ادارہ اسلامیہ لاهور پاکستان ۱۹۸۲ء	جلد اول ۱۵۷
۲۷	''جب عمر ابن خطاب نے آیۂ رجم پیش کی تو اسے نہیں لکھا کیونکہ اس بارے میں تنہا عمر کے سوا اور کوئی شہادت بہم نہیں پہنچی''	ایضاً	۱۵۷

اور سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۰۹ پر ذہبی نے بھی یہی لکھا ہے۔ ابن حنبل اور دیگر ائمہ نے کہا کہ اُس کا صحابی رسول ہونا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وقت وفاتِ رسول اکرمؐ یہ صغیر السن تھا۔ آخر عمر میں یہ پاگل ہو گیا تھا۔ یہ نہایت بُرا آدمی تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسلمان عورتوں کو فروخت کیا۔ تاریخ طبری جلد ۴ ص ۱۰۷ میں ہے کہ اس نے کثرت سے شیعان علیؑ کو یمن میں قتل کیا۔

الثقات جلد ۴ ص ۲۹۹ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ہند۔ موسسۃ الکتب الثقافیۃ میں ابن حبان متوفی ۳۵۴ھ لکھتے ہیں کہ یہ جب مدینہ پر قابض ہوا تو منبر رسولؐ پر چڑھ گیا اور اعلان کیا کہ اگر میں معاویہ سے عہد نہ لے چکا ہوتا تو ایک بھی بالغ کو اہل مدینہ کے زندہ نہیں چھوڑتا۔ جب تک تم لوگ معاویہ کی بیعت نہ کرو گے میں تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑنے کا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری، برائے مشورہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس آئے اور رائے لی۔ آپ نے فرمایا "اے جابر یہ لوگ تم کو قتل کر دیں گے میری رائے ہے کہ تم بیعت کر لو حالاں کہ یہ بیعت معاویہ اصل میں بیعت گمراہی ہے (بیعۃ ضلالۃ)"۔ ۸۶ھ زمانہ ولید بن عبد الملک میں یہ پاگل ہو کر مر گیا۔

بشر بن رافع

بِشْرُ بن رافع الحارثی : ان سے بھی بخاری اور دیگر نے روایت لی ہے۔ تقریب التہذیب جلد اول ص ۶۹ سلسلہ ۷۳۰ طبع دار الفکر بیروت میں مذکور ہے کہ ضعیف الحدیث۔ حدیث میں ضعیف ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۴۶۹ سلسلہ ۷۲۹ طبع دار الفکر بیروت میں ابن حجر لکھتے ہیں قال عبد اللہ بن أحمد عن ابیہ (بن حنبل) لیس بشیء، ضعیف فی الحدیث۔ وقال البخاری لا یتابع فی حدیثہ، قال الترمذی یضعف فی الحدیث وقال النسائی ضعیف، وقال ابو حاتم

ضعیف الحدیث منکر الحدیث، لا نری له حدیثا قائما۔ وقال الحاکم لیس بالقوی..... الخ۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا اس کی حدیثیں ضعیف ہوتی ہے، بخاری کہتے ہیں حدیث میں اس کی پیروی نہ کی جائے، ترمذی کہتے ہیں حدیث میں یہ ضعیف سمجھے گئے، نسائی نے بھی ان کو ضعیف قرار دیا ابو حاتم لکھتے ہیں یہ ضعیف الحدیث ہیں بلکہ ان کی حدیثیں جھوٹی ہوتی ہیں کوئی صحیح حدیث میں نے اِن کی نہیں دیکھی۔ عقیلی نے ان کی حدیثوں سے انکار کیا، دار قطنی نے بھی انکار کیا۔

بشیر بن مھاجر

بشیر بن المهاجر الغنوی الکوفی: طبقات المدلسین میں ابن حجر سلسلہ نمبر ۳۸ ص نمبر ۸۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تدلیس کرتا تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ا ص ۴۶۷۔ اثــــرم، سے نقل کرتے ہیں بشیر بن مہاجر کی حدیثیں نا قابل قبول ہیں میں نے اُس کی حدیثوں کو پرکھا تو یہ عجیب باتیں نقل کرتا ہے ابن حبان ثقات میں شامل کر کے کہتے ہیں کہ یہ انس سے روایت کرتا ہے حالانکہ اُس نے انس کو نہیں دیکھا۔ عجلی کہتے ہیں کہ یہ کوفہ کا رہنے والا تھا عقیلی کہتے ہیں کہ یہ مرجہ فرقہ کا تھا، ساجی کے نزدیک اس کی حدیثیں جھوٹی ہیں۔

تقریب التہذیب جلد اول ص ۲۷ سلسلہ نمر ۶۸۷ ہے کہ اس کی حدیثیں کمزور ہیں اور یہ مرجہ فرقہ سے تھا۔

میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۳۰ میں کم وبیش یہی لکھا ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ بخاری نے کہا کہ یہ بھول جاتا تھا۔ ابن عدی نے بھی اس کی حدیثوں کو ضعیف بتلایا ہے۔

بکار بن عبدالعزیز

بکار بن عبدالعزیز: ان سے بھی صحاح ستہ میں روایت لی گئی ہیں۔

میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۴۱ سلسلہ ۱۲۶۱ میں ذہبی لکھتے ہیں ابن معین نے کہا کہ یہ کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ ابن عدی نے انہیں ضعیف راویان میں شامل کیا، عقیلی نے بھی انہیں ضعیف قرار دیا۔

تہذیب التہذیب جلد اول ص ۴۹۹ ابن حجر عسقلانی میں ہر ایک نے ان کو ضعیف قرار دیا۔

ثور بن یزید

ثور بن یزید: یہ بھی قدری مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو مجہول لکھا گیا ہے میزان الاعتدال جلد ا ص ۳۷۳۔

حارث بن عمیر

الحارث بن عمیر البصری: میزان الاعتدال جلد اول ص ۴۴۰ سلسلہ ۱۶۳۸ میں ذہبی نے اور تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۱۳۲ سلسلہ ۱۰۸۶ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ قال ابو زرعة وابو حاتم والنسائی وما أراه الا بین الضعفاء فان ابن حبان قال فی الضعفاء، روی عن الاثبات الاشیاء الموضوعات، وقال حاکم روی عن حمید و جعفر الصادقؑ أحادیث موضوعة۔ ابوزرعۃ، ابوحاتم اور نسائی نے ان کی حدیثوں کو ضعیف قرار دیا، اور ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ نہ صرف ضعیف ہے بلکہ ثقہ لوگوں کے حوالے سے یہ حدیثیں گڑھتا تھا۔ حاکم نے لکھا کہ یہ حمید اور امام جعفر الصادق (علیہ السلام) کے حوالے سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ ابن حجر نے اس میں مزید لکھا کہ ابن جوزی نے ابن خزیمۃ کے حوالے سے لکھا کہ یہ جھوٹا ہے۔

حبیب بن ثابت

حبیب بن ثابت: ان کے بارے میں ابن حبان کا یہ قول ہے کہ یہ

جھوٹا تھا اور تدلیس کرتا تھا۔ تہذیب التہذیب جلد۲ ص ۱۵۶ ابن حجر۔

حبیب بن مسلمۃ

حبیب بن مسلمة: سنن ابوداؤد، ابن ماجہ میں ان سے روایت لی گئی ہے۔ انساب الاشراف میں بلاذری اور طبری میں باب ذکر ما کان خوارج میں جلد۴ ص ۵۲ اور تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۵۳۶ (اردو) نفیس اکیڈیمی کراچی میں یہ مذکور ہے کہ حضرت علی نماز صبح کے قنوت میں اس طرح لعنت کرتے تھے۔ اللهم العن معاوية وعمرا وحبيبا وعبدالرحمٰن والضحاك بن قيس والوليد واباالاعور۔ یہ جنگ صفین میں معاویہ کا دست و بازو بنا رہا اور جب معاویہ نے حضرت علیؑ کے پاس اس کو گفتگو کے لئے بھیجا تو اس نے کہا کہ عثمان خلیفہ برحق تھے اور تم نے اس کی زندگی ختم کردی اگر تمہارا خیال ہے کہ تم نے انہیں قتل کیا ہے تو ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو۔ تاریخ ابن خلدون جلد۴ ص ۳۵۱۔

حجاج بن ابی زینب

حجاج ابن ابی زینب: انہیں امام احمد بن حنبل، ابن مدینی، امام نسائی، دارقطنی اور ابن معین ہر ایک نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

میزان الاعتدال جلد۱ ص ۴۶۲ سلسلہ نمبر ۱۷۵۶۔

حجاج بن یوسف

حجاج بن يوسف بن أبى عقيل الثقفى: تہذیب التہذیب جلد۲ ص ۱۸۶ میں مذکور ہے کہ یہ ۴۵ھ ہجری میں پیدا ہوا اور اس کا باپ شیعان معاویہ میں سے تھا۔ مروان کے ہمراہ اس نے مصعب ابن زبیر اور عبداللہ ابن زبیر سے جنگ کی اور ان کا قاتل ہے۔ اسی کے حکم سے کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینکے گئے

اور کعبہ کی تاراجی ہوئی۔ اس کے ظلم اور فساد کی کوئی انتہا نہیں۔ بخاری نے اعمش کے حوالے سے اس کی روایت لی ہے اور مسلم نے بھی اس سے روایت لی ہے۔ تقریب التہذیب جلد اول ص ۱۰۷ میں اس کو الظالم المبیر کے نام سے تعارف کیا گیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۴۶۶ سلسلہ ۱۷۵۳ میں نسائی کا قول ہے کہ لیس بثقة۔ یہ ثقہ نہیں ہوسکتا۔

حریز بن عثمان

حریز بن عثمان الرجی: یہ بھی راویان صحاح میں ہے تقریب التہذیب جلد اول ص ۱۱۱ سلسلہ ۱۲۳۸ میں مذکور ہے کہ ثقة رُمی **بالنصبیہ** ثقہ ہے مگروہ ناصبی یعنی دشمن اہل بیتؑ ہونے سے نسبت دی گئی ہے۔ تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۲۱۹ تا ۲۲۲ میں اس کے حالات بیان کے گئے ہیں غور طلب یہ ہے کہ یہ حضرت علیؑ کی برائیاں کرتا تھا ینقص علیا۔ وکان یحمل علی علیؑ وقال الحسن بن علی الخلال سمعت عمران بن ایاس سمعت حریز بن عثمان یقول: لا أحبه قتل آبائی. یعنی علیا۔ کہا کہ میں علیؑ سے محبت ہرگز نہیں کرسکتا اس لئے کہ اُنہوں نے میرے آباء کو قتل کیا تھا۔

قال الضحاك بن عبد الوهاب: و هو متروك متهم: ضحاک نے کہا یہ متروک ہے اور الزام سے بری نہیں ہے۔

حدثنا اسمٰعیل بن عیاش سمعت حریز بن عثمان یقول: هذا الذی یرویه الناس النبی ﷺ أنه لعلی: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ حق: ولكن أخطا السامع، قلت فما هو؟ فقال: انما هو أنت منی بمنزلة قارون من موسیٰ؛ قلت: عمن ترویه؟ قال: سمعت الولید بن عبد الملک

يقوله وهو على المنبر۔ یعنی مجھ سے اسماعیل بن عیاش نے کہا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حریز بن عثمان سے یہ سُنا کہ یہ حدیث جس کو لوگ نبی اکرم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یا علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے۔ یہ سچ ہے مگر سننے والوں کو دھوکا ہوا نبی اکرم نے درحقیقت یہ فرمایا تھا (معاذ اللہ) یا علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کو موسیٰ سے تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سُنی کہنے لگا میں نے منبر پر ولید بن عبدالملک کو کہتے ہوئے سُنا۔ اسی تہذیب التہذیب میں ص ۲۲۲ پر ہے کہ قال غنجار: قيل ليحيى بن صالح: لم تكتب عن حريز؟ فقال: كيف أكتب عن رجل صليت معه الفجر سبع سنين فكان لا يخرج من المسجد حتى يلعن عليا سبعين مرة: یعنی غنجار کہتے ہیں کہ کسی نے یحییٰ بن صالح سے پوچھا تم حریز بن عثمان سے روایت کیوں نہیں لیتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں کیسے اُس مرد کی حدیث لکھوں میں نے نماز صبح حریز کے ساتھ سات سال پڑھی ہے جب تک وہ ۷۰ مرتبہ حضرت علیؑ پر لعنت نہیں کر لیتا تھا مسجد سے نہیں نکلتا تھا اور ابن حبان کہتے ہیں یہ ۷۰ مرتبہ صبح اور ۷۰ مرتبہ شام لعنت کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ حضرت علی نے اُس کے آباء واجداد کے سر کاٹے تھے۔ اسی طرح کا ذکر میزان الاعتدال جلد اول ص ۴۷۵ سلسلہ ۱۷۹۲ میں ہے۔ یہ ۱۶۳ھ میں فوت ہوا

حسن بن ابی الحسن البصری

الحسن بن أبي الحسن البصرى: طبقات المدلسین ص ۲۹ میں ابن حجر لکھتے ہیں وصفه بالتدليس الاسناد نسائي وغيره۔ یعنی امام نسائی نے اور دیگر نے ان میں تدلیس کرنے کا عیب بتلایا۔ تقریب التہذیب جلد ۱ ص ۱۱۵ سلسلہ ۱۲۸۳ اور تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۲۴۶ تا ۲۴۸ میں ہے وكان يرسل كثير او يدلس قال البزار كان يروى عن جماعة لم

يسمع منهم فيتجوز و يقول : حدثنا و خطبنا يعني قومه الذين حدثوا خطبوا بالبصرة: یعنی حسن بصری ارسال بہت کرتے تھے اور تدلیس بھی بہت کرتے تھے بزار کہتے ہیں کہ جن لوگوں سے حسن بصری نے سُنا نہیں اُن سے روایت کرتے ہیں اور صرف اپنی روایت کو باوثوق کرنے کے لئے کہہ دیا کرتے تھے کہ خطبنا یا حدثنا یعنی اس سے مراد یہ لیتے تھے کہ جن لوگوں نے بصرہ میں حدیث بیان کی یا خطبہ پڑھا۔

دور جدید کے مشہور عالم علامہ شبلی نعمانی اپنی تصنیف سیرۃ النعمان ص ۱۸۱، طبع مدینہ پبلشنگ کراچی میں لکھتے ہیں: حسن بصری نے متعدد روایتوں میں کہا حدثنا ابو هريره یعنی مجھ سے بیان کیا ابوہریرہ نے حالانکہ وہ ابوہریرہ سے کبھی نہیں ملے آگے تحریر کرتے ہیں کہ محدث بزار نے لکھا ہے کہ حسن بصری نے اُن لوگوں سے روایت کی ہے جن سے وہ کبھی نہیں ملے اور تاویل کرتے تھے کہ وہ حدیث اُن لوگوں سے سُنی ہے (بحوالہ فتح المغيث ص ۱۷۱)۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں یہ امر اس لئے کہ یہ غلط بیانی تھی۔ حدیث کے اسناد کو مشتبہ کر دیتا تھا کیونکہ راوی نے جب خود حدیث نہیں سُنی تو درمیان میں کوئی واسطہ ضرور ہوگا اور چونکہ راوی نے اُس درمیان والے کا نام نہیں لیا اس لئے اِس کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کا حال معلوم نہیں ہوسکتا، صرف حُسن ظن پر دارومدار رہ گیا۔ امام ابوحنیفہ نے اس طریقہ کو ناجائز قرار دیا اور ان کے بعد اور ائمہ حدیث نے بھی ان کی متابعت کی۔

شرح نهج البلاغة ابن ابی الحديد معتزلی جلد۴ص ۹۵: و مما قيل انه يبغض عليا و يذمه الحسن بن ابی الحسن البصری ، ابو سعيد روىٰ عنه حماد بن انه سلمة قال لو كان علی ياكل الخشف بالمدينة لكان خيرا مما دخل فيه ورواه عنه انه كان من المخذ ولين عن نصره: یہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے بغض

رکھتے تھے اور اُن کو بُرا کہتے تھے۔ حسن بصری سے حماد بن سلمہ نے روایت کی ہے کہ حسن بصری کہتے تھے کہ اگر حضرت علیؑ مدینہ میں قیام کرتے اور خشک روٹیوں پر قناعت کرتے تو بہتر تھا اس امر سے جس میں آپ نے مداخلت فرمائی۔ ان محدثوں نے یہ بھی روایت کی ہے حسن بصری اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے حضرت علی کی مدد نہیں کی اور آپ کی رفاقت چھوڑ دی۔

اس کتاب اور اسی صفحہ پر خود حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک دن حسن بصری نماز کے لئے وضو کر رہے تھے وسوسہ بہت تھا اس لئے اعضاء پر بہت پانی ڈال رہے تھے حضرت علیؑ نے بھی ان کی حالت دیکھی اور فرمایا اے حسن تم نے بہت سا پانی ضرورت سے زیادہ صرف کیا تو حسن بصری نے جواب دیا آپ نے مسلمانوں کا خون اس سے کہیں زیادہ بہا دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا تجھ کو رنج پہنچا کہنے لگے کہ بیشک۔ اس پر حضرت علی نے کہا تو ہمیشہ رنج میں رہے گا چنانچہ اس وجہ سے وہ ہمیشہ مکدر اور رنجیدہ رہا۔ یہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوا۔

حصین بن نمیر

حصین بن نمیر الواسطی: تقریب التہذیب جلد اص ۱۲۸ سلسلہ ۱۴۴۶ میں ہے ان سے بخاری اور دیگر صحاح میں حدیثیں لی گئی ہیں کہ لا بأس به رمی بالنصب ان سے حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں بے شک یہ ناصبی تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۵۷ میں مذکور ہے کہ قال ابن ابی خيثمة : قلت لابی : لم لا تكتب عن ابی محصن؟ قال : أتيته فاذا هو يحل على على ابن ابی طالب فلم اعد اليه : وقال حاكم أبو حمد : ليس بالقوى عندهم۔ یعنی ابن ابی خیثمة کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ ابی محصن سے کوئی روایت کیوں نہیں لیتے انھوں نے جواب دیا میں ایک دن اس کے پاس گیا تو یہ حضرت علی کو

نشانہ بنایا کرتا تھا (یعنی بُرا کہتا تھا) اس دن سے میں اس کے پاس نہیں گیا اور حاکم نے کہا یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۵۴ سلسلہ ۲۰۹۸ میں مذکور ہے کہ عن ابن معین قال: لیس بشئی۔ یعنی ابن معین نے کہا کہ یہ کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

حفص بن غیاث

حفص بن غیاث : علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ کثیر الغلط یعنی کثرت سے غلطیاں کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۵۶۸۔

حکیم بن ابی جبیر

حکیم بن ابن جبیر الاسدی : تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۴۰۶ سلسلہ ۱۵۲۷ میں ہے کہ قال احمد ضعیف الحدیث مضطرب وقال ابن معین لیس بشیء، وقال معاذ قلت لشعبة حدثنی بحدیث حکیم بن جبیر قال: أخاف النار۔ وقال یعقوب بن شیبة: ضعیف الحدیث وقال أبو حاتم ضعیف الحدیث، منکر الحدیث، قال النسائی: لیس بالقوی: وقال الدار قطنی: متروك، وقال أبی داود: لیس بشیء۔ یعنی احمد کہتے ہیں یہ ضعیف الحدیث اور مضطرب ہے۔ ابن معین کہتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں، معاذ بن معاذ کہتے ہیں میں نے شعبہ سے کہا کہ تم حکیم بن جبیر کی کوئی حدیث بیان کرو۔ انھوں نے کہا کہ مجھ کو جہنم کا خوف ہے۔ یعقوب بن شیبۃ نے کہا کہ یہ حدیث میں ضعیف ہیں، ابو حاتم نے بھی ایسا ہی کہا، اور اُن کے حدیثوں سے لینے سے انکار کیا۔ امام نسائی نے کہا کہ ان کی حدیثیں قوی نہیں دار قطنی نے ان کی حدیثیں متروک کر دیں۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۸۳ سلسلہ ۲۲۱۵ میں بھی ایسا ہی لکھا

مزید یہ کہ الجوزجانی نے بھی انہیں کذاب کہا ہے۔ یہ ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

حماد بن ابی سلیمان

حماد بن أبی سلیمان مسلم الاشعری: طبقات المدلسین میں ص ۳۰ سلسلہ ۴۵ پر ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ذکر الشافعی ان شعبة حدث بحدیث عن حماد عن ابراھیم قال فقلت لحماد سمعته من ابراھیم قال لا اخبرنی به مغیرة بن مقسم عنه۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ شعبہ نے ایک حدیث حماد سے روایت کی کہ وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے حماد سے پوچھا کیا اس حدیث کو تم نے ابراہیم سے سُنا؟ حماد نے جواب دیا میں نے ابراہیم سے نہیں سُنا بلکہ مغیرہ بن مقسم نے ابراہیم کی روایت کے ذریعہ مجھے خبر دی، تقریب التہذیب جلد اول ص ۱۳۸ سلسلہ ۱۵۵۹ احماد بن ابی مسلمان فقیه صدوق له اوهام، ورمی بالارجاء۔ یہ ثقہ ہیں مگر وہمی ہے اور اس کو فرقہ مرجئہ سے نسبت دی گئی ہے۔ تہذیب التہذیب جلد۲ ص ۴۲۵ میں بھی یہی مذکور ہے۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۹۵ میں اس اضافہ کے ساتھ کے بقول الاعمش یہ غیر ثقہ ہیں۔ یہ ۱۲۰ھ میں فوت ہوا۔

حماد بن سلمہ

حماد بن سلمه :علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ تغیر حفظه بالاخر اس کا خلل دماغ ہو گیا تھا۔ تہذیب التہذیب جلد۳ ص ۱۱۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۵۹۱۔

خالد بن سلمۃ

خالد بن سلمة بن العاص المعروف بالفأفاء:

۲۸	جب کفار مکہ رسول اکرم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا "اے محمد! آؤ اور چل کر ہمارے دیوتاؤں کو چھولو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں" (معاذاللہ) رسول اللہ دل سے چاہتے تھے کہ اُن کی قوم کسی طرح اسلام قبول کر لے اس لیے آپ کا دل اُن کی بات پر مائل ہو گیا اُس وقت خدا وند کریم نے آیت نازل فرمایا "وان كادو ليفتنونك عن الذى اوحينا اليك"	ایضاً	۸۲
۲۹	سورہ براءۃ طوالت میں سورۃ البقرہ کے ہم پلہ تھی۔ سورہ براءت میں اس وقت ۱۲۹ آیات ہیں۔ اور سورہ بقرہ میں ۲۸۶ آیات ہیں	ایضاً	۱۷۴
۳۰	ابن مسعود نے چونکہ اپنے مصحف میں معوذتین کو نہیں لکھا ہے اس لیے اُس میں ۱۱۲ سورتیں اور ابی بن کعب کے مصحف میں ۱۱۶ سورتیں ہیں اس لیے کہ انہوں نے آخر میں سورۃ الحفد اور الخلع دو سورتیں بڑھا دی ہیں۔	ایضاً	۱۷۴
۳۱-	حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن ایوب عن نافع عن عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کہ ابن عمر نے کہا "بیشک تم لوگوں میں سے کوئی شخص یہ بات کہے گا کہ "میں نے تمام قرآن اخذ کر لیا ہے"۔ حالانکہ اُسے یہ بات معلوم ہی نہیں کہ تمام قرآن کتنا تھا۔ کیونکہ قرآن میں سے بہت سا حصہ جاتا رہا"۔	الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اگست ۱۹۸۲ء	جلد دوم صفحہ ۶۴

تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۵۱۴ سلسلہ ۱۷۰۰ میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: وقال محمد بن حمید بن جریر: کان الفافا رأسا فی المرجئة وکان یبغض علیا۔ و ذکر ابن عائشة أنه کان ینشد بنی مروان الاشعار التی هجی بها المصطفیٰ ﷺ۔ یعنی محمد ابن حمید جریر سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن سلمۃ فافاء رئیس تھا فرقہ مرجئہ کا اور حضرت علی سے بغض رکھتا تھا اور ابن عائشہ نے ذکر کیا کہ یہ اولاد مروان کو وہ اشعار سنایا کرتا تھا جن میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی گئی تھی۔

ظاہر ہے جو رسولؐ اکرم کی ہجو کرے وہ مسلمان کب رہا۔ ایسے لوگوں سے صحاح میں روایت لی گئی ہے۔ تقریب التہذیب میں جلد اول ص ۱۵۰ میں بھی یہی لکھا کہ مرجئہ فرقہ سے اس کا تعلق تھا اور وہ ناصبی تھا۔

میزان الاعتدال جلد اول ص ۶۳۱ سلسلہ ۲۴۲۶ میں ہے کہ کان مرجئا یبغض علیا۔ ان أبا جعفر قطع لسانه ثم قتله سنة ۱۳۲۔ یعنی یہ مرجئہ فرقہ کا تھا اور حضرت علیؑ سے بغض رکھتا تھا۔ پہلے اس کی زبان کاٹی گئی پھر اس کو ۱۳۲ھ میں قتل کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ

خالد بن عبد الله القسری ۔ یہ بھی صحاح کے راویوں میں سے ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۵۲۰ سلسلہ ۱۷۰۸ میں ان کے بارے میں ابن حجر لکھتے ہیں کہ: قال یحیی الحمانی: قیل لسیار: تروی عن خالد؟ قال انه کان أشرف من أن یکذب۔ وقال عبدالله بن أحمد بن حنبل: سمعت یحیی بن معین، قال: خالد بن عبد الله القسری کان والیا لبنی أمیة وکان رجل سوء وکان یقع فی علی ابن ابی طالب رضی الله عنه، قال عقیلی لا

يتابع على حديثه، وله أخبار شهيرة وأقوال فظيعة ذكرها ابن جرير، وأبو الفرج الأصبهانى، والمبرد، وغيرهم. یحیٰ حمانی کہتے ہیں کہ سیار سے میں نے پوچھا کہ کیا تم خالد سے روایت کرتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ وقت قریب ہے کہ وہ جھوٹا ثابت ہو۔ عبداللہ ابن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن معین سے سُنا کہ وہ بنی اُمیہ کے جانب سے گورنر تھا اور خراب لوگوں میں سے تھا اور حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا۔ عقیلی نے کہا اس کی حدیثوں کی متابعت نہ کی جائے گی اس کے بُرے اقوال بہت شہرت رکھتے ہیں جن کا ذکر ابن جریر (طبری) ابوالفرج، اصفہانی اور مبرد وغیرہ نے کیا ہے۔

النصائح الكافيه لمن يتولىّٰ معاوية محمد بن عقیل متوفیٰ ۱۳۵۰ھ طبع دار الثقافة قم ص۱۰۵ میں تحریر کرتے ہیں کہ واعجب من هذا ما ذكره المبرد فى الكامل قال خالد بن عبد الله القسرى لما كان امير العراق كان يلعن عليا عليه السلام على المنبر فيقول اللهم ......على ابن ابى طالب بن عبد المطلب بن هاشم صهر رسول الله وابا لحسن والحسين ثم يقبل على الناس و يقول هل كنيت۔ یعنی اس سے زیادہ تعجب کی وہ بات ہے کہ جس کا ذکر مبرد نے کامل میں کیا ہے خالد بن عبداللہ بن قسری جب عراق کا حاکم ہوا تو منبر پر حضرت علیؑ پر لعنت کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے اللہ۔۔۔ علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم جو رسول کے داماد اور حسن اور حسین کے باپ ہیں۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ میں نے صاف صاف بات کہی ہے کوئی اشارہ و کنایہ سے نہیں کہا۔ (یعنی کھلم کھلا لعنت کی) اس کو ۱۳۶ھ میں قتل کیا گیا۔

خالد بن مہران

خـالـد بن مهران ہے علامہ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد۳ص۱۰۴ میں اور علامہ ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال جلد اص اور طبقات مدلسین ص ۲۰ میں مذکور ہے قال ابو حاتم یکتب حدیثه ولا یحتج۔ کہ اس کی احادیث قابل حجت نہیں اور اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

خلاد بن یحییٰ

خلاد بن يحيى بن صفوان السلمى : ان سے بخاری ترمذی، ابوداؤد نے روایت لی ہے ان کی تعریف میں تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۵۹۳ سلسلہ ۱۸۲۹ میں ہے کہ قال أحمد: ثقة أو صدوق، ولكن كا يرى شيئا من الارجاء یعنی امام احمد کہتے ہیں یہ ثقہ تھے مگر ان کا اعتقاد فرقہ مرجئہ کا سا تھا۔ اور قلت للدار قطنی: فخلاد بن يحيى؟ قال انما أخطا فى حديث دار قطنی نے پوچھا اور خلاد بن یحییٰ کے بارے میں؟ تو جواب دیا اس نے خطا کی حدیث میں۔ ان کا ذکر میزان الاعتدال جلد اول ص ۶۵۷ سلسلہ ۲۵۲۶ میں بھی ہے

خلف بن خلیفۃ

خلف بن خليفة بن الصاعد: تقریب التہذیب جلد اول ص ۱۵۷ میں ہے صدوق اختلط فى الاخر وادعى رأى عمرو بن حريث الصحابى فأنكر عليه ذلك ابن عيينة و أحمد۔ یعنی پہلے یہ سچ کہتا تھا بعد میں بگڑ گیا۔ یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے عمرو بن حریث صحابی کو دیکھا ہے مگر ابن عیینہ اور امام احمد نے اس دعوے کو غلط قرار دیا۔ تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۵۷۱ سلسلہ ۱۷۹۱ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ مزید یہ وکـان أبـو داود لا يـحـدث عن خـلـف ابن داؤد نے کہا خلف سے حدیث نہ لی

جائے۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۶۶۰ میں ہے کہ قال ابن سعد : تغیر قبل موته واختلط۔ بعد میں یہ بدل گیا تھا اور روایتوں میں اختلاط کرتا تھا۔ یہ ۱۷۱ھ میں فوت ہوا۔

داؤد بن حصین

داؤد بن حصین الاموی : تقریب التہذیب جلد اول ص ۱۶۲ سلسلہ ۱۸۴۲ ثقة الا فی عکرمة ورمی برأی الخوارج

یعنی ثقہ ہے سوا اس کے کہ جو روایت عکرمہ سے روایت کرتا ہے اور یہ خوارج مذہب رکھتا تھا۔ اور تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۴ سلسلہ ۱۸۴۲ میں ابن حجر ہے کہ یہ اپنے باپ سے روایت کرتا تھا، عکرمہ سے ابی سفیان غلام ابن ابی احمد سے، ام سعد بنت سعد بن الربیع سے اور اس سے روایت لینے والے ہیں، امام مالک، ابن ابی اسحاق، محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع وابراہیم بن ابی حبیبة، وابراہیم بن ابی یحیٰی وزید بن جبیرة وغیرہ۔

ابن علی المداینی نے کہا کہ اس کی روایتیں جو عکرمہ سے ہیں وہ انکار کے قابل ہیں۔ ابو حاتم نے اسے قوی نہیں مانا، اور اس کے احادیث کو ترک کر دیا۔ یہ ۱۳۵ھ میں فوت ہوا۔ میزان الاعتدال جلد دوم ص ۵ سلسلہ ۲۶۰۰ میں بھی یہی لکھا ہے اور یہ کہ عباس الدوری نے اس کے حدیثوں کو ضعیف قرار دیا۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال جلد اول ص ۱۲۹ داود بن حصین قال البیهقی ضعیف۔ یعنی بیہقی نے بھی اس ضعیف لکھا ہے۔

راشد بن سعد

راشد بن سعد المقرائی : تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۵۱ سلسلہ ۱۹۱۶ میں ہے کہ و ذکر الحاکم أن الدار قطنی ضعفه، وکذا ضعفه ابن حزم وقد ذکر البخاری انه شهد صفین مع معاویة: یعنی حاکم نے ذکر کیا ہے کہ دار قطنی نے انہیں ضعیف قرار دیا اور اسی

طرح ابن حزم نے بھی ضعیف قرار دیا اور بخاری نے کہا کہ یہ معاویہ کے ہمراہ صفین میں لڑا تھا۔ظاہر ہے جو معاویہ کے ساتھ صفین میں ہوگا یقیناً باغی گروہ سے اُس کا تعلق ہوگا جیسا کہ حدیث رسولؐ اکرم ہے کہ تقتل عمارا الفئة الباغية یعنی حضرت عمارؓ کو باغی لوگ قتل کریں گے۔میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۵ سلسلہ ۲۰۶۷ میں بھی یہی لکھا ہے۔

زبیر بن عوام

زبیر بن عوام : داماد خلیفۂ اول انھوں نے اسماء بنت ابی بکر سے متعہ کیا جس سے عبداللہ ابن زبیر اور عروۃ ابن زبیر پیدا ہوئے۔

عبداللہ ابن عباس نے عبداللہ ابن زبیر کو متعہ کے بارے میں کہا کہ ''متعہ کی انگیٹھی تیرے باپ اور ماں نے گرم کی تھی''۔ یہ سن کر عبداللہ ابن زبیر اپنی ماں کے پاس گئے اور اُن باتوں کی اطلاع دی تو اُس نے کہا: یہ درست ہے۔تاریخ مروج الذہب مسعودی جلد سوم ص ۱۱۲۔

ابن عباس نے کہا کہ ''یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہے کہ جو روایت کرتی ہے کہ رسولؐ نے اجازت دی ہے سو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو متعہ کے بارے میں''۔تو پھر ہم ان کے پاس گئے وہ ایک فربہ نابینا عورت تھیں سو انہوں نے کہا ''بے شک اجازت دی ہے متعہ کی رسولؐ نے''۔ یہ اسماء بنت ابی بکر تھیں۔ مروج الذہب مسعودی جلد سوم۔ص ۰۹۲۔

قتله سيف سلته عائشة و شهده طلحة و سمه علی قلت فما حال الزبير قال اشار بيده و صمت بلسانه۔

سعد ابن ابی وقاص نے کہا کہ حضرت عثمان کو اُس تلوار نے قتل کیا جس کو عائشہ نے کھینچا تھا، طلحہ نے اُس تلوار کو تیز کیا اور علیؑ نے اُس کو زہر میں بجھایا۔راوی کہتا ہے کہ میں نے زبیر کا حال پوچھا تو انہوں اشارۃ کہا ہاں یہ بھی مگر منہ سے نہیں کہا۔

(سعد ابن ابی وقاص کو حضرت علیؑ سے اتنی عداوت تھی کہ کبھی بھی انہوں نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی اور اسی عداوت کا اظہار سعد ابن ابی وقاص کے بیٹے عمر ابن سعد نے کربلا میں کھلم کھلا کیا)۔ الامامة والسياسة قتيبة دينوری متوفی ۲۷۶ھ جلد اول ص ۶۷۔ تاريخ المدينة المنورة عمير بن شبة النميری متوفی ۲۶۲ھ جلد ۴ ص ۱۱۷۳ طبع دار الفکر بیروت۔

قد قتلتما قتلة عثمان من اهل البصرة وانتم قبل قتلتهم اقرب الیٰ الا ستقاة منكم۔ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۵۰۳۔

مزید یہ اسی کتاب ص ۵۲۰ میں ہے کہ على قال للزبير أتطلب منى دم عثمان و أنت قتلته۔ حضرت علیؑ نے زبیر سے فرمایا کہ تم مجھ سے خون عثمان کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عثمان کو تم نے قتل کیا۔

اس سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کے قتل کی سازش میں زبیر اور طلحہ ضرور تھے۔

دوران جنگ جمل حضرت علی نے اس طرح زبیر سے ہم کلام ہوئے۔ هل يتذكر يوما مررت انا و انت برسول الله ﷺ ويدى فى يديک فقال لک رسول الله اتحبه قلت نعم فقال لک اما انک تقاتله وانت له ظالم فقال الزبير نعم انا ذاكر له۔ حضرت علی نے زبیر سے کہا تم کو یاد ہے کہ میں بھی تھا اور تم بھی تھے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں تھا اُس وقت آنحضرتؐ نے پوچھا کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو؟ تو تم نے کہا ہاں، اُس وقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ایک وقت تم علیؑ سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ زبیر نے یہ سُن کر اقرار کیا کہ ہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ مستدرك الصحيحين ذكر مقتل الزبير ج ۳ ص ۴۱۲ تا ۴۱۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان اس حدیث کو مختلف روات کے ذریعہ لکھا اور ذہبی نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی تصدیق کی اس کے علاوہ صواعق

محرقہ ص ۴۰۸، تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ حصہ اول ص ۴۹۷۔ اور بھی کئی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے۔ یاد رہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا "تم ظالم ہو گے"۔

خلیفہ ثانی نے جب مجلس شوریٰ طلب کی اور اُن لوگوں کو بلایا تو طلحہ، زبیر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص سے مخاطب ہو کر کہا۔ هذا الرجل يكفى امور كم لولا دعابة لها اى الخلافة۔ حضرت عمر نے کہا کیوں تم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ خلافت تم کو ملے:۔ جس پر زبیر نے جواب دیا اس منصب سے ہمیں کون ہٹا سکتا ہے جب کہ تم جیسے اس خلافت کے مالک بن بیٹھے حالاں کہ ہم تم سے کسی مرتبہ میں کم نہیں اور کسی حیثیت سے کم نہیں نہ سبقت اسلام سے اور نہ قرابت کے اعتبار سے (ابو عثمان جاحظ نے لکھا ہے کہ چونکہ زبیر کو یقین تھا کہ حضرت عمر مر جائیں گے اس لئے اُنھیں اتنا کہنے کی جرأت ہوئی ورنہ ہیبت عمر کے خیال سے کچھ بھی نہ کہہ سکتا تھا) اتنا سننے کے بعد حضرت عمر نے کہا اچھا سنو اب میں تم لوگوں کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہوں۔

اچھا سنو زبیر تم تو مومن الرضا اور کافر الغضب ہو راضی ہوئے تو یوں کہ کوئی انتہا نہیں اور غصہ کیا تو ایسا جس کی کوئی حد نہیں۔ ایک دن تم انسان رہتے ہو اور دوسرے دن شیطان ہو جاتے ہو کافر الغضب، یوما انسان و یوما شیطان، اگر تمہیں خلافت سپرد کی جائے تو تمہاری رعایا اور قوم میں تلاطم خیز طوفان برپا ہو جائے گا۔ اور تھوڑے سے جَو پر تم سے جھگڑتے ہوئے دُہائی دیں گے۔ تو یہ بتاؤ کہ جس دن تم شیطان ہو گے اس دن خلافت کون کرے گا اور تمہارے غصہ کے دن کون امام ہو گا، اللہ تمہیں خلافت نہ دے۔

پھر حضرت عمر مخاطب ہوئے طلحہ کی طرف اور چونکہ طلحہ نے بوقت وصیت ابوبکر عمر کی خلافت پر شدید نکتہ چینی کی تھی اس وجہ سے حضرت عمر طلحہ سے بیزار تھے۔ چنانچہ حضرت عمر نے طلحہ سے پوچھا: کچھ کہوں یا چپ رہوں؟۔ عمر نے کہا اچھا سنو میں تمہیں اُس دن سے جانتا ہوں جس دن تمھاری انگلی اُحد میں کام آئی اور تمھارا ہاتھ شل

ہو گیا۔ اور تمھاری ہوس پرستی اور قوت بہیمی سے بھی واقف ہوں اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور وہ تم سے ناراض گئے۔ (ابو عثمان جاحظ نے لکھا ہے کہ جب آیت حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے کہا تھا اس آیت کے اُترنے سے کیا فائدہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں گے تو ہم عائشہ سے شادی کریں گے)۔

پھر حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کو مخاطب کیا تم لوٹ مار کے عادی ہو تم کو خلافت سے کیا لگاؤ۔ انما أنت صاحب مقنب من هذه المقانب تقاتل به والخلافة امور المسلمين.

پھر حضرت عمر مخاطب ہوئے حضرت علی کی طرف اور کہا کتنا اچھا ہوتا اگر تم خلیفہ ہوتے تو تم لوگوں کو حق واضح اور دلیل روشن کے طرف لے جاتے أمأ والله لئن وليتهم لتحملنهم على الحق الواضح والمحجة البيضاء۔ مگر یہ کہ طبیعت میں تمہاری ظرافت ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر مخاطب ہوئے حضرت عثمان کی طرف اور کہا: تم عثمان! میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا قریش نے خلافت تم کو سپرد کردی کیونکہ اِس کے لئے تم مرمٹے جارہے ہو اور تم نے بنی اُمیہ اور بن ابی معیط کو سر پر چڑھا رکھا ہے اور لوگوں کے سروں پر سوار کر دیا، اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اِن لوگوں کو بہت کچھ دے دیا اور عرب کے بھیڑیوں کا ایک گروہ تمھاری طرف بڑھ رہا ہے جس نے تمہیں تمہارے بستر پر ذبح کر دیا۔ واللہ اگر یہ شوریٰ نے اس خلافت کو تمہیں دیدیا تو تم ایسا ہی کرو گے اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہیں ذبح کر ڈالیں گے، پھر حضرت عثمان کے بال کو پکڑا اور کہا دیکھو عثمان جب ایسا وقت آئے تو میری یہ پیشین گوئی کو ضرور یاد کرنا۔ یہ تمام واقعات فراست عمر پر مبنی تھے۔

ابو عثمان جاحظ نے اپنی کتاب ''السفيانية'' میں درج کئے ہیں جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نهج البلاغة جلد اول ص ۱۸۵ میں مذکور کیا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے ہم ابن ابی الحدید کے مذہب اور اُن کے

اعتقاد پر روشنی ڈال چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر بن العوام کو جاگیریں عطا فرمائی ہیں ابن زبیر سے منقول کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو ہم سے معاویہ نے پوچھا مسلول زمین کا کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا وہ میرے پاس ہے۔ اس پر معاویہ نے کہا کہ واللہ! میں نے اِس ہبہ نامہ کو خود لکھا تھا جب حضرت ابوبکر نے زبیر بن العوام کے لئے دینا چاہا تو مجھ سے کہا کہ لکھ دو جب میں لکھنے بیٹھا تو اچانک حضرت عمر آ گئے۔ جیسے ہی انھوں نے ہم دونوں کو دیکھا تو حضرت عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کچھ راز کی بات ہو رہی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو ہم نے جس کاغذ کو چھپا لیا تھا اس کو نکالا اور ہم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔ السنن الکبریٰ **البیہیقی** ج ۶ ص ۱۴۵؛ کنز العمال جلد ۳ ص ۹۱۳ سلسلہ ۹۱۵۰۔

اسی حدیث میں مزید یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر ابن العوام کو **الجرف** کی پوری وادی عطا کر دی تھی۔ فتوح البلدان، البلاذری (اردو) جلد اول ص ۱۸؛ معجم البلدان، یاقوت حموی ج ۴ ص ۱۰۴۔

ابن جوزی اپنی کتاب تلبیس ابلیس طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور ص ۲۸۲ میں لکھتے ہیں کہ زبیر کا مال پانچ کروڑ دو لاکھ تھا۔

زرعۃ بن عبدالرحمٰن

زرعة بن عبدالرحمن ہے ان کے بارے میں لکھا ہے کہا کہ اس کی دروغ گوئی کی وجہ سے لوگ اس کی حدیثیں نہیں لیتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۷۰ سلسلہ نمبر ۲۸۶۱۔ تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۱۵۱ سلسلہ ۲۰۸۲ میں ہے کہ روی لہ ابو داؤد حدیثا وضع الایدی وصف القدمین من السنۃ: یعنی اس سے ابوداؤد نے روایت لی ہے کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت رسولؐ ہے۔

یہ روایت قابل غور ہے واخرج ابن ابی الدنیا عن العباس بن هاشم ابن محمد الکوفی عن ابیه قال کان رجل یقال زرعة شهد قتل الحسین فرمی الحسین بسهم فاصاب حنکه۔ یعنی ابن ابی الدنیا عباس بن ہشام بن محمد کوفی سے وہ اپنے باپ، وہ اُس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد جس کا نام زرعہ تھا وہ کربلا میں موجود تھا اُس نے امام حسینؑ کی طرف ایک ایسا تیر چلایا جو امام حسینؑ کی تالو میں آ کے گڑ گیا۔ ذخائر العقبیٰ احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ طبع مکتبۃ القدسیہ ص ۱۴۴؛ سبل الھدیٰ فی سیرة خیر العباد مصنف محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ جلد ۱۱ ص ۷۹ طبع دارلکتب بیروت، تاریخ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ طبع دار الفکر بیروت جلد ۱۴ ص ۲۲۳۔

زهری (محمد بن مسلم ابن شهاب):

زھری : مکمل نام محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری ہے۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۴۸ ص ۸؛ اور ابن حجر تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۶۷ میں ان کا نام اس طرح بتلایا ہے محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن مہاجر بن الحارث بن زہرۃ المعروف الزہری مگر اکثر کتابوں میں الزہری یا ابن شہاب سے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِن کی اکثر روایات عروہ ابن زبیر سے اور عروہ ابن زبیر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری کے بارے میں الذہبی نے اپنی کتاب الرجال میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۰ سلسلہ نمبر ۸۱۷۱ طبع دار المعرفة بیروت لبنان میں لکھا ہے کہ: **کان یدلس فی النادر** ۔ یہ جھوٹی باتیں گھڑتا تھا۔

طبقات المدلسین کے ص ۵۷ سلسلہ ۱۰۲ میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں وصفه الشافعی والدار قطنی وغیره بالتدلیس یعنی امام شافعی اور دار قطنی اور اِن کے علاوہ دیگر محدثین نے ان میں تدلیس کا عیب بتلایا ہے۔

امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ ابن شہاب (زہری)

۳۲	حضرت عائشہ فرمایا "رسول اللہؐ کے ایام میں سورۃ الاحزاب دوسو آیتوں کی پڑھی جاتی تھی پھر جس وقت عثمان نے مصاحف لکھے اُس وقت ہم نے اس سورت میں بجز موجودہ مقدار (۷۲ آیات) اور کچھ نہیں پایا۔	ایضاً	صفحہ ۶۴
۳۳	زر بن جیش نے کہا کہ اُن سے اُبی بن کعب نے دریافت کیا "تم سورۃ الاحزاب کو کس قدر شمار کرتے ہو؟"۔ زر بن جیش نے جواب دیا "بہتر (۷۲) یا تہتر (۷۳)"۔ اُبی بن کعب نے کہا "اگرچہ یہ سورہ البقرہ (۲۸۶ آیات) کے معادل تھی۔ اور اگرچہ اس میں آیت رجم کی قرأت کیا کرتے تھے"۔ زر نے دریافت کیا آیت رجم کیا تھی"۔ ابی بن کعب نے کہا "اذا زنا الشیخ و الشیخة فارجموھما البتة نکالا من الله و الله عزیز حکیم	الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اگست ۱۹۸۲ء	صفحہ ۶۴
۳۴	ابن ابی حمید عن حمیدۃ بنت ابی یونس اُس نے کہا "میرے باپ نے جس کی عمر ۸۰ سال کی تھی مجھ کو عائشہ کے مصحف سے پڑھ کر سنایا "ان الله ملائکة...... "وعلی الذین یصلون الصفوف الاول" راویہ نے کہا یہ آیت عثمان کے مصاحف میں تغیر کرنے سے قبل یوں ہی تھی	ایضاً	صفحہ ۶۵
۳۵	ابی موسیٰ الاشعری نے کہا ایک سورہ، سورہ براءت کی مثل نازل ہوا تھا۔ پھر وہ سورہ اٹھا لیا گیا (دور عثمان میں) اور اس میں سے اتنا حصہ محفوظ رکھا گیا "ان الله سیؤیدھذاالدین باقوام لاخلاق......الخ"	ایضاً	صفحہ ۶۵

کے مرسل احادیث دوسرے راویوں کے مرسل احادیث کے مقابل زیادہ کمزور ہوتی ہیں۔ابن شہاب جب کسی راوی کو پسند نہیں کرتے تو روایت تو بیان کرتے ہیں مگر راوی کا نام نہیں لیتے تھے۔تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی ج اول ص ۱۰۵ (اردو، طبع اسلامک پبلشنگ ہاوس لاہور)۔علامہ سخاوی لکھتے ہیں وکذا کان الزھری یفسر الحدیث کثیرا وربما اسقط رواۃ التفسیر: یعنی اس طرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تھے اور جس سے یہ تفسیر ظاہر ہوتی ہو اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے۔سیرۃ النعمان علامہ شبلی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی ص ۱۷۴۔اسی کتاب کے ص ۶۱ پر علامہ شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں ''امام زہری کی عادت تھی کہ روایت کے ساتھ الفاظ اور مطالب بھی (اپنی جانب سے) بیان کرتے تھے۔چنانچہ انہیں ٹوکا گیا کہ حدیث نبویؐ میں آپ اپنے الفاظ نہ ملائیں''۔

زہری کے ناصبی ہونے کا اعلیٰ ثبوت یہ ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت عباس عم رسولؐ جن کی عظمت اور بزرگی سے کوئی مسلمان انکار کر ہی نہیں کرسکتا، عروہ بن زبیر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ اذا أقبل العباس و علی، فقال: یا عائشة، ھذین یموتان علی غیر ملتی۔ أو قال دینی۔ وروی عبد الرزاق عن معمر، قال کان عند الزهري حدیثان عن عروة عن عائشة فی علی علیه السلام، فسألته عنهما یوما فقال: ما تصنع بهما و بحدیثهما! الله أعلم بهما، انّی لا تهمهما فی بنی هاشم۔ قال: فأما الحدیث الاول، فقد ذکرناه، وأما الحدیث الثانی فهو أن عروة زعم أن عائشة حدثته، قالت: کنت عند النبی ﷺ اذا أقبل العباس و علی، فقال (یا عائشة، ان سرك أ تنظرنی الی رجلین من اهل النار فانظري الی هذین قد طلعا)، فنظرت، فاذا العباس و علی ابن ابی طالب۔

یعنی عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ (معاذ اللہ) جب عباس اور علیؑ

داخل ہوئے تو رسولؐ اکرم نے فرمایا اے عائشہ! یہ دو جب مریں گے تو ملت غیر پر مریں گے اور دین سے ہٹ جائیں گے۔ پھر مزید فرمایا کہ دو مرد جہنم کو دیکھنا چاہتے ہو تو دیکھو وہ آتے ہی ہوں گے چنانچہ عباس اور علیؑ داخل ہوئے۔ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی جلد۴ ص ۶۴ دار احیاء الکتب العربیۃ۔

زہری کا ایک اور واقعہ بھی ملتا ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص مدینہ کی مسجد میں آیا، کیا دیکھا کہ زہری اور عروہ بن زبیر، حضرت علیؑ کا تذکرہ کررہے ہیں اور حضرت علیؑ کی مذمت کررہے ہیں، اُس شخص نے اس بات کی اطلاع امام زین العابدینؑ کو دی۔ امام علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے عروہ! تو وہی ہے جس کے باپ نے میرے والد سے مقابلہ کیا اور آخر کار ہار گیا (یعنی جمل) اور اے زہری! اگر تو مکّہ میں ہوتا تو میں تجھے تیرے باپ کا گھر بھی دکھا دیتا۔ (نہیں معلوم اُس گھر کی کیا خصوصیت تھی اور وہ کس کام کے لئے تھا) شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۱۰۲ ابن ابی الحدید معتزلی دار احیاء الکتب العربیۃ۔

زہری کہتے ہیں کہ میں جس وقت شہر شام عبدالملک کے سلام کو گیا، بہت سی باتیں ہوئیں اثنائے گفتگو میں ذکر شہادت حضرت علیؑ آیا کہ جس دن حضرت علی شہید ہوئے اُس دن جو پتھر اُٹھایا جاتا اُس کے نیچے سے خون اُبلتا تھا۔ عبدالملک نے کہا اس معجزے کی خبر سوائے میرے اور تمہارے کسی کو نہیں ہے۔ زہری کا بیان ہے کہ میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو صواعق محرقہ (اردو ترجمہ برق سوزاں) ص ۶۴۶ طبع SAS Press Lahore.

تاریخ دول الاسلام ذہبی جلد اول ص ۲۴ او کان وافر الحشمة وصله هشام مرة بسبعة الاف دينار وكان بزى الجند:

یعنی زہری بہت دولتمند تھے ایک مرتبہ ہشام نے انہیں سات ہزار دینار انعام دیا تھا۔

شرح مسلم نووی دار الکتب العربی بیروت کتاب المساجد والمواضع جلد۵ ص ۲۷ میں ہے:

وذكر ان مسلم بن الحجاج غلط الزهری فی حديثه.
یعنی مسلم بن حجاج نے زہری کی حدیث کو غلط ٹھہرایا ہے: قال ابو عمر ولا اعلم احدا من اهل العلم بالحديث المصنفين فيه عول الحديث الزهری فی قصة ذی اليدين وكلهم تركوه: یعنی کہ جو لوگ علم حدیث سے واقف ہیں اور وہ لوگ جو حدیث میں صاحب تصنیف ہیں انھوں نے زہری کی روایتوں کو ترک کر دیا ہے۔

مزید آگے مذکور ہے فقول الزهری انه قتل يوم بدر متروك لحققو غلط فيه: زہری کا یہ کہنا کہ ذی الیدین جنگ بدر میں مارا گیا متروک ہے اس لئے کہ اس کا (زہری کا) غلط ہونا ثابت ہے۔

چند احادیث زہری سے مروی ہیں ملاحظہ ہو۔

اول من يصافحه الحق عمر۔ یعنی سب سے پہلے روز قیامت اللہ تعالیٰ جس سے مصافحہ کرے گا وہ عمر ابن خطاب ہیں۔

اول من يا خذ بيده فيدخله الجنة عمر۔ یعنی سب سے پہلے اللہ ہاتھ پکڑ کر جسے جنت میں داخل کرے گا وہ عمر ابن خطاب ہوں گے۔ میزان الاعتدال الذہبی جلد ۳ ص ۱۳۔ الذہبی نے اس حدیث سے انکار کیا۔

ایک روایت ہے کہ اللہ کی کرسی جو عرش پر ہوگی وہ یاقوت کی ہوگی۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۴۵۔

ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے رسولؐ اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسیب نے کہا زہری سنو جو شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محبّ ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

زیاد بن زید

زیاد بن زید الاعسم : یہ مجہول تھے اور ضعیف روایتوں کے راوی ہیں۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۸۹ سلسلہ نمبر ۲۹۳۹۔ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یہ لکھا ہے کہ ابو حاتم نے ان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ ضعیف ہے اور یہ مجہول ہے۔ تہذیب التہذیب جلد۳ ص ۳۱۸، تقریب التہذیب ج اول ص ۳۲۰۔

زید بن عیاش

زید بن عیاش، أبو عیاش الزرقی : تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۲۳۶ سلسلہ ۲۲۲۶۔ انہوں نے سعد ابن ابی وقاص سے روایتیں کی ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ مجہول ہیں۔ کسی نے انہیں صحابی بتلایا اور کسی نے انہیں تابعین میں سے بتلایا اور شیخان (یعنی مسلم اور بخاری) نے ان کی جہالت کی وجہ سے ان سے کوئی حدیث نہیں لی۔ ابو حنیفہ نے انہیں مجہول کہا ہے اور ابن حزم نے بھی انہیں مجہول بتلایا ہے۔ میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۰۵ سلسلہ ۳۰۲۳ میں یہی لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ان سے کوئی روایت نہیں کی۔ اور ابن حزم نے انہیں مجہول بتلایا، ان کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا وروی ان ابا حنیفة لما دخل بغداد قال فی مناظرة وقعت بینه و بین اهل بغداد ان زید بن عیاش ممن لا یقبل حدیثه واستحسن هذا الطعن منه اهل الحدیث۔ یعنی روایت کی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ جب شہر بغداد میں وارد ہوئے تو ان سے اور اہل بغداد سے مناظرہ ہوا اور اثنائے گفتگو میں امام ابو حنیفہ نے کہا کہ زید بن عیاش اُن لوگوں میں سے ہے جس کی حدیث نا قابل قبول ہے تمام اہل حدیث نے ان کے اس طعن کو پسند کیا۔ المبسوط شمس الدین السرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ جلد ۱۲ ص ۱۸۵ طبع دار الفکر بیروت۔

سرّی بن اسماعیل الکوفی

السری : مورخ طبری نے اپنی تاریخ جلد۳ ص ۲۹۳ پر سرّی کے باپ کا نام یحییٰ بیان کیا ہے سرّی نام کے بہت لوگ گزرے ہیں جن کے باپ کا نام بھی یحییٰ تھا اس لئے قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کون سرّی ہے جس نے عبداللہ بن سبا کے روایت کو بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم صرف دو سرّی کے مختصر حالات پیش کریں گے:

سری بن یحییٰ بن ایاس

ان کی وفات ۱۶۷ھ میں طبری کی پیدائش سے ۵۷ سال قبل ہوئی اس لئے طبری نے ان سے براہ راست کوئی روایت نہیں لی۔ اگر ان کے اور طبری کے درمیان کوئی اور راوی ہوا ہوگا تو طبری نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا یہ سرّی جس کا طبری نے ذکر کیا ہے کوئی اور ہے، اور اگر یہی ہیں تو میزان الاعتدال میں جلد۲ ص ۱۱۸ سلسلہ ۳۰۹۳۔ ابوالفتح الأذدی نے حدیثه منکر یعنی ان کی حدیثوں کا انکار کیا ہے۔ ایک دوسرا سرّی ہے۔

السری بن اسماعیل الکوفی

السری بن اسماعیل الکوفی: علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد۲ ص ۱۱۷ سلسلہ ۳۰۸۷ میں، اور ابن حجر تہذیب التہذیب جلد۳ ص ۴۷۱ سلسلہ ۲۲۹۵، نے لکھا ہے کہ امام احمد نے کہا کہ لوگ ان کی حدیثوں کو ترک کریں، امام نسائی نے متروک کہا، عباس نے یحییٰ کے حوالے سے کہا کہ یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے، ابن معین نے بھی یہی کہا ہے، اور کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہیں، ابی داود نے بھی انہیں ضعیف اور متروک کہا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ یہ اسناد حدیث میں اُلٹ پلٹ کرتا تھا۔

سعید بن المسیب

میسّب بن حزن اپنے باپ حزن کے ساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ جب حزن مسلمان ہوئے تو رسولؐ اکرم نے ان سے اپنا نام بدلنے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ اور اس وقت میسّب بہت کم سن تھے۔ سعید بن المسیب حضرت عمر کے فوت ہونے کے ۲ سال بعد پیدا ہوئے۔ یعنی ۲۴ یا ۲۵ ہجری میں اس طرح سے یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے یا ان کے باپ نے حضرت ابو طالب کو دیکھا بھی ہوگا۔ جب ان کو کسی وجہ سے سزا دی جارہی تھی تو مروان ابن حکم نے اپنی سفارش سے ان کو چھڑالیا تھا اور انھوں نے زندگی بھر کبھی بنی اُمیہ کی برائی میں کچھ نہیں کہا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ جلد ا ص ۶۲)۔

سعید بن المسیب کے تعارف میں ایک بات قابل تحریر ہے کہ یہ ابو ہریرہ مشہور حدیث ساز ہستی کے واحد داماد تھے۔ حضرت علی اور خاندان حضرت علی سے ان کی دشمنی اور معاویہ کی اور بنی اُمیہ کی دوستی اور سرپرستی اظہر من الشّمس ہے۔

سعید ابن میسّب کے اعتقاد اور معاویہ پروری کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے رسولؐ اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسیب نے کہا زہری سنو جو شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محبّ ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

عن حبيب بن هند الاسلمی قال: قال لی سعيد بن المسيب: انما الخلفاء ثلاثه، قلت: من؟ قال أبوبكر، عمر وعمر (ابن عبدالعزيز)۔ حبیب بن ہند کہتے ہیں کہ سعید بن میسّب نے کہا

خلفاء صرف تین ہی ہیں۔ میں نے پوچھا کون؟ تو کہا ابو بکر، عمر اور عمر (یعنی عمر ابن عبدالعزیز) کنزالعمال جلد ۱۴ص ۲۷ سلسلہ ۳۷۸۴۹۔ اور ۳۷۸۵۰، تاریخ ابن عساکر ج ۴۵ص ۱۸۸۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں "معاویہ کے تمام کام فی اللہ تھے اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اللہ اس پر عذاب نہیں کرے گا" اعیان الشیعہ جلد ۳۵ص ۸۰۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ص ۱۰۲میں تحریر کیا ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن الاسود نے ابو داؤد ہمدانی سے نقل کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سعید ابن میتب کے پاس بیٹھا تھا کہ عمر ابن علی ابن ابی طالب آ گئے، سعید نے اُن سے کہا کہ " آپ اپنے بھائیوں کی طرح مسجد میں کیوں نہیں آتے آپ کے بھائیوں کی آمد و رفت مسجد میں زیادہ رہتی ہے" حضرت عمر ابن علی نے فرمایا " کیا یہ بھی ضروری ہے کہ "میں جب مسجد میں آوں تو تم کو اس کا گواہ بناؤں؟"۔ سعید نے کہا " ناراض نہ ہوں اس لئے کہ میں نے آپ کے والد سے سُنا ہے کہ میرے لئے (حضرت علیؑ) اور اولاد عبدالمطلب کے لئے ایک ایسا مرتبہ ہے جو پوری کائنات میں سب سے افضل ہے"۔ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "میرے باپ نے یہ بھی کہا تھا " اگر کوئی کلمۂ حق کسی منافق کے دل تک پہنچ گیا ہے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اُس کو ظاہر کر دے گا"۔ سعید بن المسیب نے یہ سُن کر کہا کہ " آپ نے مجھ کو منافق بنا دیا"۔ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ کہہ دیا"۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

سعید بن میتب سے ایک روایت ہے اللیث، عن یحیٰی بن سعید عن سعید بن المسیب : وقعت الفتنة الأولى يعنى مقتل عثمان فلم تبق من اصحاب بدر احد "پہلا فساد جو اسلام میں ہوا وہ قتل عثمان ہے جس کے بعد اہل بدر میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر حدیث ۳۵۸۔ علامہ وحید الزمان مترجم صحاح ستہ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں یہ سعید بن المسیب کی صریح غلطی ہے اس لئے کہ اولاً

عثمان غزوہ بدر میں شریک ہی نہیں تھے اس لئے اہل بدر میں یہ شمار بھی نہیں ہو سکتے دوسرے یہ کہ بعد قتل عثمان اُس وقت بدر کے نامور غازی حضرت علیؑ زندہ تھے اور اُن کے علاوہ زبیر، طلحہ، سعد ابن ابی وقاص بھی زندہ تھے۔ اس غلط بیانی کا مقصد صرف یہ تھا کہ کس طرح بنی اُمیہ کی وفاداری کا اظہار ہو جائے۔

سفیان بن عیینہ

ابن أعين: اصلی نام **سفیان بن عیینة** ہے۔ ان کے بارے میں یہ مذکور ہے کہ یہ احادیث میں تدلیس بھی کرتے تھے اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۱۷۰۔ سلسلہ نمبر ۳۳۲۷۔

سفیان ثوری

سفیان ثوری کا مکمل نام ابوبکر بن محمد بن مسلم سفیان بن سعید الکوفی ابو عبد اللّٰہ بن مسروق متوفی ۱۶۲ھ

میزان الاعتدال میں ذہبی نے جب ان کے بارے میں لکھا تو سفیان بن سعید بن مسروق لکھا اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے **کان یدلس عن الضعفاء**، اور پھر لکھتا ہے کہ **یدلس و یکتب عن الکذابین**۔ یہ جعل ساز تھا اور الضعفاء میں شمار ہوتا تھا، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۱۶۹ سلسلہ نمبر ۳۳۲۲۔ طبع دار الفکر بیروت۔

قال ابن المبارك حدث سفیان بحدیث جئته و هو یدلسه فلما رآنی استحی وقال نرویه عنک۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خرد برد کر رہا تھا دفعتاً مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فریابی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سُنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے۔

تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۴۷ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہوا کے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۰۰ ابن حجر عسقلانی طبع دارالفکر بیروت لبنان۔

سلیمان بن موسیٰ

سلیمان بن موسیٰ الاسدی :ان کے بارے میں ہے کہ ان کے بیان کردہ احادیث میں اضطراب ہے اور نسائی نے انہیں ضعیف الاحادیث بتلایا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۲۵۔

سیف بن عمر الضبی

سیف بن عمر : ان کو ضبی اسدی بھی کہتے ہیں اور تمیمی برجمی سعدی کوفی بھی کہتے ہیں۔ علمائے حدیث اور علم رجال ہر ایک نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا، کاذب اور زندیق تھا۔ یہ ۱۷۰ھ میں فوت ہوا۔ ان کا ذکر عبداللہ بن سبا کے سلسلہ روایت میں راوی سری کے ساتھ ساتھ مذکور ہے۔

تفصیل کے لئے علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۵۵ ؛ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۵۸۳ ملاحظہ ہو۔

طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی القرشی

طلحہ یہ بھی حضرت ابوبکر کے داماد تھے۔ ان کی زوجہ کا نام ام کلثوم بنت ابوبکر طبقات ابن سعد حالات طلحۃ بن عبید اللہ جلد ۵ ص ۱۹۴ نفیس اکیڈمی پاکستان۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۱۲ سلسلہ ۳۵۶۶۰، الکامل عبداللہ بن عدی ج ۳۰ ص ۲۱ وغیرہ۔ ان کی ایک دختر کا نام بھی عائشہ تھا۔ ابن عساکر ج ۶۹ ص ۲۴۸، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۳۸۷۔ یہ حضرت عمر کی خلافت پر راضی نہیں تھے چنانچہ

جب انہیں معلوم ہوا کہ ابو بکر نے حضرت عمر کے لئے وصیت کی ہے تو یہ حضرت ابو بکر کے پاس گئے۔ ابو بکر سے کہا کہ" آپ نے عمر کو خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ اُن کے ہاتھ میں ہوگا تو نہ جانے کیا کیفیت ہوگی۔ آپ خدا کے سامنے جارہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا"۔ طبری جلد دوم ص ۲۵۷ نفیس اکیڈمی پاکستان۔ طبری عربی جلد ۲ ص ۶۲۱۔ جب حضرت عمر ابن خطاب وقت آخر اپنی جانشینی کے لئے شوریٰ کا انتظام کر رہے تھے تو حضرت عمر نے طلحہ سے پوچھا: کچھ کہوں یا چپ رہوں؟ ۔ عمر نے کہا اچھا سنو میں تمھیں اُس دن سے جانتا ہوں جس دن تمھاری انگلی اُحد میں کام آئی اور تمھارا ہاتھ شل ہوگیا۔ اور تمھاری ہوس پرستی اور قوت بہیمی سے بھی واقف ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور وہ تم سے ناراض گئے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب آیت حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے کہا تھا اس آیت کے اُترنے سے کیا فائدہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو جائیں گے تو ہم عائشہ سے شادی کریں گے۔ ملاحظہ ہو تفسیر جلالین سیوطی ص ۶۸۸؛ درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۴؛ طبقات ابن سعد اردو جلد ۸ ص ۲۸۰ عربی جلد ۸ ص ۲۰۱)۔

حضرت عثمان نے اپنے قتل سے پہلے یہ کہا تھا کہ اے اللہ مجھ کو طلحہ کے شر سے بچا لے میرے قتل پر اس نے لوگوں کو آمادہ کیا ہے اور اُبھارا ہے۔ طبری اردو جلد سوم ص ۴۵۹؛ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۰۸ طبع مصر۔

جب حضرت عائشہ جنگ جمل کے لئے روانہ ہوئیں تو راستے میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں تو اُنھوں نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے تو انھوں نے بتایا حوأب ہے۔ اُنہیں فوراً آنحضرت ﷺ کی حدیث یاد آئی اور کہا کہ اونٹ کو یہیں بٹھاؤ میں آگے جانے والی نہیں۔

اسوقت زبیر اور طلحہ پچاس آدمیوں کو لے کر عائشہ کے پاس آئے اور اُن لوگوں نے ان کے سامنے شہادت دی کہ یہ حوأب نہیں ہے۔ اور یہ کہ جس نے آپ کو

۳۶	ابن ابی حاتم نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کہ ہے کہ اُنہوں نے کہا ''ہم ایک سورہ پڑھا کرتے تھے کہ جس کو ہم مسبحات سورتوں میں سے ایک سورۃ کے مشابہ قرار دیتے تھے ہم اس کو بھولے نہیں بجز اس کے کہ میں اُس میں سے اتنا ہے یاد رکھا ہے یا ایھا الذیب آمنو الا تقولو مالا تفعلون فتکتب شھادۃ فی اعناقھم فتأ لون عنھا یوم القیامۃ	ایضاً	صفحہ ۶۵
۳۷	عدی بن عدی نے کہا کہ عمر نے کہا ہم لوگ پڑھا کرتے تھے ''لا ترغبوا عن ابائکم فانہ کفر بکم'' جواب نہیں ہے	ایضاً	۶۶
۳۸	عمر ابن خطاب نے عبدالرحمٰن بن عوف سے سوال کیا ''کیا قرآن میں یہ نہیں تھا اُن جاھدو کما جھدتم اول مرۃ'' کیونکہ ہم اس کو نہیں پاتے'' عبدالرحمٰن نے جواب دیا ہاں یہ بھی منجملہ اُن آیات کے حذف ہوگئی ہے جو کہ قرآن میں سے حذف کی گئیں۔	ایضاً	صفحہ ۶۶
۳۹	حسین بن المناری نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوغ میں بیان کیا ہے کہ منجملہ اُن چیزوں کے جن کی کتابت قرآن سے نکال دی گئی ہے مگر اس کی یاد دلوں سے اُٹھائی نہیں گئی۔ نماز وتر میں پڑھی جانے والی قنوت کی دو سورتیں ہیں اور وہ سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کہلاتے ہیں۔	الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اگست ۱۹۸۲ء	جلد دوم صفحہ ۶۶

یہ اطلاع دی وہ جھوٹا ہے۔ علامہ شعبی کہتے ہیں اسلام میں یہ پہلی جھوٹی شہادت (گواہی) ہے۔ (شرح نہج البلاغة ج۹ص۳۱۱؛ الامامة والسیاسة ابن القتیبة دینوری متوفی ۲۷۶ھ ج۱ص۸۳؛ البدایة والنهایة ابن کثیر ج۷ص۲۵۹؛

مروج الذہب مسعودی ج۲ص۲۹۵)؛ سیرۃ حلبیہ (اردو) جلد۳ص۳۴۵۔

ورمی مروان بن الحکم طلحة بسهم فقتله وکلاهما کانا مع عائشة قیل انه طلب بذالک اخذ ثار عثمان لانه نسبه الی انه اعان علی قتل عثمان: مروان نے طلحہ کو ایسا تیر مارا کہ طلحہ مر گئے حالانکہ طلحہ اور مروان دونوں لشکر عائشہ میں ساتھ تھے کہا گیا ہے کہ سبب مروان کے قتل کرنے کا یہ تھا اُس نے خون عثمان کا طلحہ سے انتقام لیا تھا اس لئے طلحہ کی طرف یہ نسبت دی گئی کہ طلحہ نے اعانت کی قتل عثمان میں۔ تاریخ ابن عساکر ج۲۵ص۱۱۲، تاریخ ابوالفدا ج۱ص۱۷۴ طبع مصر۔

لم یکن احد من اصحاب النبی اشد علی عثمان من طلحه:: ابن عوف ابن سرین سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول میں عثمان پر سختی کرنے والوں میں طلحہ سے زیادہ کوئی نہ تھا۔ عقد فرید ج۳ص۸۶

تہذیب التہذیب حالات طلحہ ج۵ص۲۲، میں نے عبدالملک بن مروان سے سنا وہ کہتے تھے کہ اگر مروان مجھ سے یہ نہ کہتے کہ میں نے طلحہ کو قتل کیا تو میں اولاد طلحہ میں سے کسی ایک کو بھی بعوض قتل عثمان زندہ نہیں رکھتا۔ اسی صفحہ پر آگے مذکور ہے کہ موسیٰ طلحہ کا بیٹا ولید کے پاس آیا تو ولید نے کہا کہ تمھارے باپ طلحہ قاتل ہیں عثمان کے میں نے تمھارے قتل کا قصد کیا تھا اگر میرے باپ یہ خبر نہ دیئے ہوتے کہ مروان نے طلحہ کو قتل کیا تھا تو ضرور تم کو قتل کرتا۔

جب عثمان مارے گئے اور طلحہ، زبیر اور عائشہ خون عثمان کے انتقام میں بصرہ گئے تو مروان بھی اُن کے ساتھ ہو گیا، جب سب لوگ بھاگ رہے تھے تو مروان نے

طلحہ کو دیکھا اور کہا ''واللہ عثمان کے خون کا ذمہ دار یہی ہے یہی اُن پر سخت تھا میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد اور کوئی شہادت کا طالب نہیں ہوں''۔ ایک تیر نکالا اور مارا اور وہ قتل ہو گئے۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۵۵

ایک جوان نے محمد بن طلحہ کے بیٹے سے سوال کیا کہ عثمان کے قتل کے ذمہ دار کون ہیں۔ اس پر محمد بن طلحہ نے کہا ایک تہائی اُس پر ہے جو ہودج پر بیٹھی ہے (عائشہ) اور ایک تہائی اس پر جو سرخ اونٹ پر بیٹھا ہے یعنی میرا باپ طلحہ۔ طبری جلد سوم ص ۸۹

ان تمام روایتوں سے یہ بالکل واضح ہے کہ قتل عثمان میں طلحہ ضرور شریک تھے۔ اب ایک طرف عثمان اور دوسری جانب قاتل عثمان طلحہ کیا دونوں رضی اللہ عنہ؟ کیا دونوں جنتی ہیں؟ فیصلہ آپ کریں۔

عائشہ بنت ابی بکر

حضرت عائشہ بنت ابو بکر: جنہیں اہلبیت رسولؑ سے اور خصوصاً حضرت علی سے عداوت تھی جس کا اظہار انہوں نے حکم خدا کے خلاف جمل کے کھلے میدان میں حضرت علیؑ کے مدمقابل ہو کر کیا۔

حدثنا موسی بن اسماعیل : حدثنا جویرة، عن نافع عن عبد اللہ بن عمر قال : قام النبی ﷺ خطیبا فأشار نحو مسکن عائشة فقال : ھاھنا الفتنة ، ثلاثا، من حیث یطلع قرن الشیطان : صحیح بخاری عربی جلد ۴ ص ۴۶ طبع دار الفکر بیروت لبنان۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جویرہ نے انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ ابن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا اور تین بار فرمایا ادھر سے فتنے (دین کے فساد) نکلیں گے۔ یہیں سے شیطان کے سر نمودار ہوں گے۔ (مترجم علامہ وحید الزمان) تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی،

جلد چہارم،ص ۲۵۲۔ کتاب الجهاد والسیر باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلی الله علیه وسلم۔ کتاب المنجد لغت عربی اردو طبع دارالاشاعت لاہور جس کا ترجمہ دیوبند اور مصر کے علماء نے کیا ہے ص ۷۹۸، قرن الشیطان کے معنی "شیطان کے تابع لوگ" لکھا ہے۔ یہ ذہن نشین رہے کہ رسولؐ اکرم نے یہ خطبہ میں فرمایا ہے اور خطبہ سرکاری کام ہے اس کا ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ کارِ رسالت ہے اور یہ وہ نبیؐ ہے کہ جس کے بارے میں قرآن گواہی دے رہا ہے کہ بغیر وحی کے یہ بات ہی نہیں کرتا۔ اس وقت آپؐ نے جو کچھ فرمایا وہ حکم خدا سے تھا۔

عائشہ کا عقد رسولؐ اللہ سے پہلے جبیر بن مطعم کے ساتھ ہو چکا تھا (ترجمہ جو اردو میں کیا گیا وہ یہ کہ "منسوب تھیں"۔ عربی کتاب میں یہ تحریر ہے عن عبد الله بن نمیر عن الا جلح عن عبد الله بن ابی ملیکة قال خطب رسول الله ﷺ عائشة بنت ابی بکر فقال انی کنت اعطیتها مطعما لا بنه قذعنی حتی اسلها منهم فاستسلها منهم فطلقها فتزوجها رسول الله ﷺ طبقات ابن سعد عربی ج ۸ص ۵۹ مطبع دار صادر بیروت۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے عائشہ کے بارے میں بات کی تو ابوبکر نے کہا اس کو تو میں ابن مطعم جبیر کے حوالے کر چکا پھر جبیر نے طلاق دی اور وہ رسولؐ اللہ کے ساتھ بیاہی گئیں)۔ طبقات ابن سعد اردو، طبع نفیس اکیڈمی کراچی حصہ ہشتم ص ۸۳

مورخ یعقوبی اپنی تاریخ جلد ۲ص ۱۷۵ طبع دار صادر بیروت میں لکھتے ہیں: وکان بین عثمان وعائشة منافرة و ذلک انه نقصها مما کان یعطیها عمر ابن الخطاب وصیرها اسوة غیرها من نساء رسول الله: یعنی عثمان اور عائشہ کے درمیان نفرت تھی اس لئے عمر ابن خطاب جو وظیفہ دیا کرتے تھے وہ عثمان نے کم کر دیا اور جتنا دوسری ازواج رسولؐ

اللہ کو ملتا تھا اُتنا ہی انھیں دینے لگے۔

چنانچہ جب یہ قتل عثمان کا بدلہ لینے کے لئے نکلیں، تو عبید اللہ ابن ابی سلمہ نے تعجب سے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ آپ تو عثمان کے بارے میں علانیہ بار بار کہا کرتی تھیں اس نعثل (ایک یہودی) کو قتل کرڈالو یہ کافر ہو گیا **اقتلوا نعثلاً فقد کفر**۔ طبری واقعات ۳۶ھ ہجری ج ۳ص ۴۷۷؛ الامامة والسیاسة ابن قتیبة دینوری ج ۱ص ۵۱، ۷۲؛ ابن عساکر ترجمه الامام الحسن ص ۱۹۷؛ النهایة فی غریب الحدیث ج ۵ص ۸۰؛ لسان العرب ۱۴ الامام العلامة ابن منظور متوفی ۶۳۰ھ ص ۶۷۰؛ تاج العروس ج ۸ص ۱۴۱؛ **أسد الغابة فی معرفة الصحابة** ابن الاثیر جلد ۳ حالات صخر بن قیس طبع الشغب؛ **المحصول فی علم اصول الفقه** فخر الدین رازی جلد ۴ ص ۳۴۳ طبع موسسة الرسالة بیروت،؛ **الفتنة واقعة الجمل** ص ۱۱۵ **سیف بن عمر الضبی** متوفی ۲۰۰ھ طبع دار النفائس بیروت؛ انسان العیون فی سیرة الامین المامون تالیف علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۹۷۵ھ جلد الثالث طبع مصطفی البابی الحنبلی بمصر ص ۳۵۶؛ اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام ص ۳۲ ا الجزء الثالث تالیف عمر رضا کحاله طبع الهاشمیة دمشق؛ الکامل فی التاریخ ابن الاثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ ص ۱۰۰ اجلد ثالث طبع دار لکتب العلمیه بیروت لبنان؛ روضة الاحباب جلد سوم ص ۱۶؛ **التمهید والبیان فی مقتل الشهید عثمان** تالیف محمد بن یحیٰی بن ابی بکر الاشعری متوفی ۷۴۱ھ طبع دار الثقافة بیروت لبنان ص ۲۲۸۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اُنہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کردیا (یعنی پہلے گندے

تھے اوراب پاک صاف ہو گئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص ۱۷۷۔ انساب الاشراف بلاذری جلد ۶ ص ۲۲۷

جب عثمان کے قتل کی اطلاع عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہو گئے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان کے) خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔ فقال لها عمار بن یاسر: **أنت بالأمس تحرضين عليه ثم أنت اليوم تبكينه۔** الامامة والسیاسة دینوری جلد اول ص ۴۷ اور ص ۲۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج ۵ ص ۷۰، ۷۵، ۹۱؛ طبقات ابن سعد طبع لیدن ج ۵ ص ۲۵؛ طبری ص ۵: ۱۴۰، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ حضرت ام المومنین ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا۔ شرح نہج البلاغة جلد ص ۲۱۷۔

جب عثمان محصور ہو گئے تو عائشہ نے حج کا ارادہ کیا مروان، زید بن ثابت اور دیگر لوگ عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔ اس پر عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں اب میں اُسے روکنے والی نہیں۔ اِن لوگوں نے پھر درخواست کی، عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا:

وحرق قيس على البلاد؛ حتىٰ اذا ما استعرت اجذما

یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائے گی تو اسے بجھا دے گا۔ (یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔ اس پر عائشہ نے کہا اس شعر کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو

میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے مکہ جانا پسند ہے۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۴ (اردو)؛ عربی ج ۵ ص ۳۷؛ تاریخ مدینہ عمر بن شیبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ ص ۱۱۷۲؛

انک سدة بین رسول اللہ و امتہ : جب عائشہ بصرہ جانے لگیں تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ تم رکاوٹ ہو رسولؐ اللہ میں اور ان کی امت میں۔ غریب الحدیث ابن قتیبۃ ج ۲ ص ۱۸۲، الاحتجاج طبرسی ج ۱ ص ۲۴۴، بلاغات النساء ابن طیفور متوفی ۳۸۰ھ ص ۷، تاج العروس ج ۲ ص ۳۷۴؛ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان باب ''س'' ص ۶۹۔

سکن اللہ عقیراک فلا تصحیریھا : اللہ نے تمہارے نفس کو پردہ میں رکھنے کا حکم دیا اب اس کو جنگل جنگل میں مت نکالو۔

یہ حضرت ام سلمہؓ نے عائشہ سے کہا جب وہ بصرہ جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۳ ص ۱۲؛ غریب الحدیث ابن قتیبہ ص ۱۸۲۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان باب ''س'' ص ۱۵۷

قالت لعائشة ان رسول اللہ ﷺ نھاک عن الفرطة فی الدین : حضرت ام سلمہؓ نے عائشہ سے کہا رسولؐ اللہ نے تمہیں دین کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جانے سے منع کیا (یعنی غلو اور افراط سے) النھایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۳ ص ۴۳۴؛ لسان العرب ج ۷، ص ۳۶۸۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان ص ۵۳۔

حضرت عائشہ کا یہ اقرار کہ ''مجھ میں اور علی میں ہمیشہ سے عداوت رہی ہے۔

ما کان بینی و بین علی الا کما یکون بین الاحماء فقال ابوجعفر (طبری) افلا تذکر ما کان فی حدیث الافک۔

تاریخ مدینہ و دمشق ابن عساکر ج ۶۲؛ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۵۴۷ (عربی)، اردو جلد سوم ص ۲۰۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص ۲۷۲؛ الفتنة و واقعة الجمل سیف بن عمر الحلبی ص ۱۸۳؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی

ج ۷ص ۲۴۷ (اردو ترجمہ سے یہ حدیث نکال دی گئی) **الانوار العلوية الشيخ جعفر النقدی** ص ۱۶۷۔

ایک اور واقعہ جس میں عائشہ نے بغض علیؑ کا اظہار کیا وہ یہ کہ حضرت عائشہ نے روایت بیان کی کہ رسولؐ اکرم مریض تھے نماز پڑھانے ابوبکر نکلے۔ آنحضرتؐ نے اپنا مزاج ہلکا پایا تو دو آدمیوں پر سہارا دیتے ہوئے باہر برآمد ہوئے۔ آپؐ کے پیر زمین پر لکیر دیتے جارہے تھے اور آپؐ، عباسؓ اور ایک آدمی کے درمیان تھے۔ راوی نے کہا یہ روایت عائشہ کی میں نے عبداللہ ابن عباس سے بیان کی تو انہوں نے پوچھا تم جانتے دوسرا آدمی جس کا نام عائشہ نے نہیں لیا کون تھا؟ راوی کہا نہیں تو عبداللہ ابن عباس نے کہا وہ دوسرے آدمی علیؑ تھے جن کا نام عائشہ نے لینا تک گوارا نہیں کیا۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب **حد المريض ان يشهد الجماعة** باب ۴۲۹ حدیث ۶۳۱ صحیح بخاری باب **انما جعل الام ليوتم به** باب ۴۴۱ حدیث ۶۵۲۔

چنانچہ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۲۸۰ نفیس اکیڈمی میں ہے کہ اس کے بعد عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ۔ **هو علی، ان عائشة لاتطيب له لنفسها بخير۔** علیؑ ابن ابی طالب کے کسی عمل خیر سے عائشہ کا دل خوش نہیں ہوتا تھا۔ مسند احمد ابن حنبل جلد ۶ ص ۲۲۸؛ المصنف عبدالرزاق الصناعی متوفی ۲۱۱ھ جلد ۵ ص ۴۳۰۔

آنحضرتؐ نے دیکھا کہ عائشہ حضرت فاطمہؑ سے جھگڑ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا ”حمیرا! تو میری بیٹی فاطمہؑ کا پیچھا نہیں چھوڑتی؟“۔ تیسیر الباری تفسیر صحیح بخاری جلد ۷ باب کتاب النکاح حدیث حسن معاشرہ ص ۱۰۷۔ مترجم کا نوٹ قابل ملاحظہ ہے۔

حضرت عائشہ کا خود اقرار کہ وہ کسی عورت پر اتنا حسد نہیں کرتی تھیں جتنا حضرت خدیجہ سے۔ چنانچہ یہ کہتی تھیں ”وہ بڈھی جس کے منہ میں دانت نہیں، سرخ مسوڑھے والی“۔ صحیح بخاری جلد ۲ باب ۳۴۴ حدیث ۱۰۰۵، ۱۰۰۷۔

جب حضرت علی کی شہادت کی خبر سُنی تو عائشہ نے یہ شعر پڑھا:

فالقت عصا ها واستقرت بها النویٰ
کما عینا بالایاب المسافر

(اُس نے اپنی لاٹھی ٹیک دی اور جدائی کو قرار مل گیا جس طرح مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اس پر زینب بنت ابی سلمہ نے کہا آپ علی کے بارے میں ایسا کہہ رہی ہیں اس پر عائشہ نے جواب دیا میں جب بھول جایا کروں تو تم یاد دلایا کرو۔ تاریخ طبری اردو جلد۳ ص ۴۴۵۔ طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۵۹ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔

مسروق کی روایت ہے کہ پھر ایک غلام داخل ہوا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ میں نے پوچھا آپ نے اس کا یہ نام کیوں رکھا؟ تو عائشہ نے جواب دیا علیؑ کے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم کی محبت میں۔ الجمل ضامر بن الشدقم مدنی ص ۲۷؛ الجمل شیخ مفیدؒ ص ۸۴۔ جب حضرت امام حسن نے مجتبیٰ کو روضہ رسولؐ اکرم میں دفن کرنا چاہا تو عائشہ نے کہا یہ میرا گھر ہے اور یہاں دفن نہیں کر سکتے۔ کتاب المختصر فی اخبار البشر تالیف ابی الفداء جزو ثانی ص ۹۷ طبع دارالفکر بیروت۔ چنانچہ جب یہ خچر پر بیٹھ کر باہر آئیں تو عبداللہ ابن عباسؓ نے یہ شعر پڑھے۔

تجملتِ، تبغّلتِ ولو عشتِ تفیلتِ
لک التسع من الثمن، و بالکل تصرفت

ایک وقت اونٹ پر نکل آئیں (جمل میں) آج خچر پر اور اب آئندہ ہاتھی پر نکلنا باقی ہے۔ وضو النبی شہرستانی جلد۱ ص ۲۳۶۔ الایضاح فضل بن شاذان ص ۲۶۲ متوفی ۲۶۰ھ۔

حضرت عائشہ کو پسند نہیں تھا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ سامنے آئیں چنانچہ وہ ان سرداران جنت سے پردہ کرتیں تھیں۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ پردہ صحیح نہیں ہے۔ طبقات ابن سعد جلد۸ ص ۹۹ نفیس اکیڈمی کراچی۔

یہ وہی زوجہ رسولؐ اکرم ہے جن کے بارے میں سورہ تحریم میں کھلم کھلا یہ اعلان ہے کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں جس کا ذکر تمام تفسیر اور سیر کی کتابوں میں موجود ہے مثلاً صحیح بخاری باب ۸۷۹ حدیث ۲۰۱۵۔ بھلا جس انسان کا دل باجود قربت رسولؐ کے ٹیڑھا ہوسکتا ہے تو بعد رسولؐ اکرم اُس نے جو بھی کیا اُس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں فیصلہ آپ کے ذمہ ہے۔

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ یہ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا کہ ہماری اماں غسل کس سے واجب ہوتا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے بجائے اُس کو کسی مرد صحابی کے پاس رجوع کرواتیں، فرمایا اچھا کیا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا۔ اور جو جواب دیا ہم اُس کو تحریر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم شرح نووی جلد اول باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام ص ۴۴۸۔

فاغتسلت و بيننا وبينها ستر: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت عائشہ کے پاس گئے اور غسل جنابت کے بارے میں پوچھا کہ رسولؐ اللہ کس طرح غسل کرتے تھے؟ اُنہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع بھر پانی تھا اور نہا کر بتلایا اور ہمارے اور اُن کے درمیان پردہ تھا۔ صحیح مسلم شرح نووی جلد اول باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة ص ۴۴۸؛ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص ۱۸۴۔ مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۶ ص ۷۲۔ کیا یہ پردہ برائے نمود تھا (See Through)، اور دکھایا کیا جارہا تھا؟۔

کیا ایک شریف گھرانے کی خاتون سے ایسے سوال کرنا اور نا محرم کو غسل کر کے بتلانا درست ہے جبکہ اُس دور میں ہزاروں مرد صحابہ کرام موجود ہوں۔ کیا کوئی یہ گوارا کرسکتا ہے کسی کی زوجہ، ماں، بہن، یا بیٹی سے اس قسم کے سوالات کرے یا کسی کو وہ غسل کر کے بتلائے؟۔

حضرت عائشہ کا عمل تھا کہ وہ جب کسی مرد سے پردہ نہیں کرنا چاہتی تھیں تو وہ

اُس مرد کو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں کے پاس روانہ کرتیں اور اُن سے کہتیں کہ اُس مرد کو پانچ بار دودھ چوسا دیں۔ حالانکہ وہ مرد بڑی عمر کا ہوتا تھا۔ پھر وہ شخص حضرت عائشہ کے پاس آتا جاتا رہتا۔ آنحضرتؐ کی دوسری ازواج خصوصاً حضرت ام سلمہؓ نے اس پر عمل نہیں کیا اس لئے کہ رضاعت کا تعلق بچپن سے ہے۔ تیسیر الباری شرح بخاری جلد۵ ص ۲۷۶ باب بدر حدیث ۳۳۵۔ تعجب اُن بھتیجیوں اور بھانجیوں پر ہے جو ایک غیر مرد کو جو کم ازکم اس وقت تو اُن کے لئے محرم نہیں ہے کیسے اپنا دودھ اُس کے منہ میں دیدیا۔ پھر اُن مردوں کے آمنے سامنے ہوتے رہنے کی خواہش حضرت عائشہ کو کیوں رہتی تھی؟۔

ان عائشة شرفت جارية و قالت لعلنا نصيد بها بعض فتيان قريش :عائشہ نے ایک لڑکی پالی ہوئی کو آراستہ کیا اور کہا کہ قریش کے نوجوانوں کو اس لڑکی کے ذریعہ شکار کروں گی۔ النھایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج۲ ص ۵۰۹۔

۷ ھ میں حضرت ماریہ کو مقوقس بادشاہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا جو انتہائی حسین تھیں۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ''حضرت ماریہ کی خوبصورتی سے جتنا حسد ہوتا تھا کسی اور پر نہیں ہوتا تھا رسولؐ اللہ عموماً اپنا وقت وہیں گذارتے تھے۔ چنانچہ ہم ماریہ کو تنگ اور پریشان کرنے لگے جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کردیا اور اکثر اپنا وقت وہیں گذارتے تھے جو ہم کو اور شاق گذرا پھر اللہ نے ماریہ سے رسولؐ اللہ کو بیٹا دیا اور ہم اس عطا سے محروم رہے''۔ طبقات ابن سعد جلد۸ ص ۲۹۵۔ جب حضرت ابراہیم (فرزند رسولؐ اکرم) کی وفات ہوئی تو عائشہ نے یہ الزام لگایا کہ یہ تو اُس قبطی کی اولاد تھی جو اُن (ماریہؓ) کے پاس آتا جاتا ہے رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور وہ شخص ایک درخت پر ڈر کر چڑھ گیا جب اُس نے حضرت علیؑ کے غصہ کی حالت دیکھی گھبرا کر درخت سے گرا اور اُس کا ستر کھل گیا جس سے پتہ چلا کہ وہ شخص مرد ہی نہیں تھا۔ اسی پر آیت افک اُتری تھی جو

۴۰	مستدرک میں حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا ''جو تم پڑھتے ہو اُس کا ایک چہارم ہے'' یعنی سورہ براءت کا۔	ایضاً	۶۶
۴۱	صحیحین میں انس کی روایت سے اُن اصحاب (بئر معونہ کے قصہ میں جو قتل کردیئے گئے تھے) کے بارے میں جو کچھ قرآن نازل ہوا تھا اور ہم نے اُس کو پڑھا بھی یہاں تک وہ نکال دیا گیا اور وہ قرآن یہ تھا ''انبلغوا عنا قومنا انا یقینا ربنا فوفرضی عناو أرضنا''	ایضاً	جلد دوم ۶۶
۴۲	ابن الضریس نے کتاب فضائل القرآن میں یعلی بن حکیم کے واسطہ سے زید بن اسلم کی یہ روایت درج ہے کہ ''عمر بن خطاب نے لوگوں کو خطبہ سنانے کے اثناء میں کہا ''تم لوگ آیت رجم کے بارے میں کوئی شکایت نہ کرو کیونکہ یہ آیت حق ہے اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ اُس کو مصحف میں بھی لکھ دوں پھر میں نے اُبی بن کعب سے اس کے متعلق رائے لی تو اُنہوں نے کہا ''کیا جس وقت میں (اُبی بن کعب) اس آیت کی قرات رسول اللہؐ سے سیکھ رہا تھا اُس وقت تم ہی (یعنی عمر بن خطاب) نے آ کر میرے سینہ پر ہاتھ نہیں مارا اور یہ نہیں کہا ''تو رسول اللہؐ سے یہ آیت رجم پڑھنا سیکھتا ہے اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ گدھوں کی طرح اس کام (زنا) میں مشغول رہتے ہیں''۔ (واضح رہے یہ زمانہ رسولؐ کی حالت ہے)۔	ایضاً	جلد دوم صفحہ ۶۸ تا ۶۹

سورہ نور کی آیت ۱۲ ہے جہاں اور آیتوں کو لوگوں نے اپنے سے منسوب کرلیا اس آیت کو بھی عائشہ سے منسوب کردیا۔ واقعہ افک جو ۶ ہجری کا بتلایا جاتا ہے۔ اس میں جو نام صفائی میں پیش کیے گئے ہیں اس میں سعد بن معاذ اور عائشہ کی کنیز بریرہ ہیں۔ یہ حدیث جس نے بنائی اُس کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ سعد ابن معاذ ۴ ہجری میں فوت ہو گئے تھے اور بریرہ کنیز کو عائشہ نے فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں خریدا تھا چنانچہ انما اشترت بریرة بعد الفتح فتح الباری ج ۸ ص ۳۵۸ میں ہے۔ اس طرح سیرۃ حلبیہ (اردو) ج ۴ ص ۳۳۱۔ كانت تخدم عائشة الا قبل شرائها لها أو بعده وقبل عتقها لها كان بعد الفتح۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تیسیر الباری شرح صحیح البخاری جلد ۶ باب افک حدیث ۲۷۳ ص ۲۵۸ تا ۲۷۰ حاشیہ غور طلب ہے۔ حضرت ماریہؓ کے واقعہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو علامہ مجلسیؒ کی ''حیات القلوب، جلد دوم ص ۸۷۹، اس واقعہ کے بعد سورۂ حجرات کی آیت ۶ نازل ہوئی)۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۹۷۔

مستعذہ جن کا اصلی نام اسماء تھا اور ایک بادشاہ کی بیٹی تھی اور بہت خوبصورت تھیں جب حضورؐ نے ان سے عقد کیا اور تمام لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر رشک کرنے لگے چنانچہ خلوت میں آنے سے قبل عائشہ اور حفصہ مہندی لگانے کے بہانے ان کے حجرہ میں گئیں اور کہا کہ جب رسولؐ اللہ تجھ سے خلوت فرمائیں تو تم کہنا' اعوذ بالله منك ''شوہر تجھے بہت چاہے گا''۔ چنانچہ جب حضورؐ نے شرف قرب چاہا تو اس عورت نے وہی کہا جو عائشہ اور حفصہ نے سکھایا تھا۔ حضورؐ اکرم اس سے دور ہو گئے اور فرمایا تو نے بڑی پناہ مانگی ہے اُٹھ اور اپنے لوگوں میں چلی جا۔ جب حضور کو پوری کیفیت معلوم ہوئی تو آپؐ نے عائشہ اور حفصہ سے کہا کہ تم عورتیں یوسف والیاں ہو اور بڑی مکر کرنے والیاں ہو۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۱۹۶ نفیس اکیڈمی؛ المستدرك للصحيحين حاکم جلد ۴ ص ۳۷ طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان؛ مدارج النبوت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم ص ۵۷۲ طبع ضیاء القرآن لاہور۔

جب رسولؐ اکرم نے ملیکہ بنت کعب سے عقد فرمایا جو حسن و جمال میں بے مثال تھیں عائشہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ ملیکہ کا باپ فتح مکہ کے وقت خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا اور ملیکہ کو اپنے باپ کے قاتل کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ عائشہ نے اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تمہیں اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ **ألا تستحيين أن تنكحي قاتل أبيک ؟** ملیکہ نے کہا اب کیا ہوسکتا ہے میرا عقد تو ہو چکا۔ عائشہ نے کہا کہ ایک صورت ہوسکتی ہے کہ جب آنحضرت تمہارے ساتھ خلوت نشین ہوں تو اُن سے کہنا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رسولؐ اکرم نے اسے طلاق دے دی۔ طبقات ابن سعد جلد۸ ص ۱۴۸ حالات ملیکہ بنت کعب؛ تاریخ ابن کثیر البداية والنهاية جلد۵ ص ۳۲۰؛ اصابہ ابن حجر جلد۸ ص ۳۲۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۳۰۹؛۔ کیا یہ جھوٹ اور تہمت نہیں تھی ؟۔ جب یہ ایک بار ہی سہی جھوٹ کہہ سکتی ہیں تو ان کے قول کا کیا اعتبار۔

استاذن ابوبکر علی رسول الکریم ﷺ فسمع **صوت عائشة عاليا** وهی تقول والله لقد عرفت ان عليا أحب اليک من أبی و منی۔ یعنی ایک روز ابوبکر حاضر ہوئے رسولؐ کی خدمت میں، حاضر ہونے سے قبل سُنا کہ عائشہ بلند آواز سے یعنی چیخ چیخ کے (صوت عالیا) سے آنحضرتؐ سے کہہ رہی تھیں واللہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپؐ علیؑ کو مجھ سے اور میرے باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔ مسند **احمد بن حنبل** جلد۴ ص ۲۷۵؛ مجمع الزوائد الهيثمی جلد۹ ص ۱۲۷؛ فتح الباری جلد۷ ص ۱۹؛ السنن الکبری النسائی جلد۵ ص ۱۳۹۔ اب اس روایت کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ پڑھیے:

سورۃ الحجرات آیت ۲

يٰاَيها الذين اٰمنوا لا ترفعوآ اصواتكم فوق صوت

النبی ولا تجھروالہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ اے مومنو! نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور نہ زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ رہے۔

حضرت عائشہ سے اُس زمانے کی حدیثیں مروی ہیں جب کہ وہ آنحضرتؐ کی زوجہ بھی نہیں تھیں۔ معراج کے بارے میں فرماتی ہیں **مافقد یا فقدت جسد محمدؐ ولکن اللہ اسریٰ بروحہ**: یہ عائشہ نے کہا کہ معراج رسول اُکرم جسمانی نہیں تھی بلکہ روح کی تھی۔ فتح الباری ابن حجر ج ۸ ص ۴۶۸؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۴۱؛ سیرت النبی ابن ہشام ج ۲ ص ۱۷۲؛ درمنثور جلال الدین سیوطی ج ۴ ص ۱۵۷۔

حدیثِ شق صدر کی راوی بھی یہی ہیں اور ایسا بیان کیا کہ جیسے یہ واقعہ ان کے سامنے ہوا حالانکہ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اُس وقت ان کا وجود بھی نہیں تھا۔ اگر یہ کہتیں کہ مجھ سے رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ وحی کا سلسلہ یوں شروع ہوا تو ہم اس کو مان لیتے۔

حضرت عائشہ سے رسولؐ اُکرم نے ہجرت کے دو سال بعد عقد کیا اور اس طرح وہ ۹ سال رسولؐ کی زوجہ رہیں۔ رسولؐ اکرم کی ۹ بیبیاں تھیں اور رسولؐ اکرم ہر ایک کے پاس باری باری جاتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ کے حصے میں ۹ برس میں صرف ایک سال آتا ہے پھر اس ۹ سال کے دوران کئی غزوات بھی ہیں کار رسالت بھی ہے۔ مگر جو تعداد احادیث ان سے منسوب ہیں وہ کل (۲۲۰۰) اور حضرت خدیجہؑ جو ۲۵ سال رسولؐ کی بی بی رہیں اُن سے صرف (۳) احادیث مروی ہیں۔

حضرت عائشہ کا انجام: مروان نے حضرت عائشہ سے تنگ آ کر قتل کر دیا۔ ۵۹ھ کے حالات تحت لکھا ہے کہ " عائشہ کی مخالفت کی وجہ سے مروان نے دعوت کے بہانے انہیں اپنے گھر بلایا اور پہلے سے ایک گڑھا عمیق کھودا گیا جس میں تلواریں اور

چھریاں وغیرہ رکھ دی گئیں تھیں اوپر سے ایک فرش بچھایا گیا تھا ام المومنین جب تشریف لائیں تو اُن کو وہیں بٹھلایا گیا بیٹھنا تھا کہ وہ نیچے گر پڑیں، معمر اور کمزور تھیں ایسی چوٹ آئی کہ پھر جانبر نہ ہوئیں'' اردو ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص ٦٧ نفیس اکیڈمی کراچی۔ تاریخ حبیب السیر جلد اول ص ۱۸ اس میں مورخ نے مروان کے بجائے معاویہ کا نام لکھا ہے کہ اُس نے اپنے گھر بلایا اور کرسی اُس گڑھے پر رکھی تھی جس میں یہ گر کر ہلاک ہو گئیں۔

عباس بن الحسین

عباس بن الحسین القنطری۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ **مجہول** ہے تہذیب التہذیب ابن حجر جلد ۵ ص ۱۰۲ سلسلہ ۱۹۹

میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۸۳ سلسلہ ۴۱٦۵ میں ہے کہا یزید بن ہارون نے کہ **لا اعرفه** انھیں میں نہیں جانتا۔

عبدالرحمٰن بن ابی اسحاق

عبدالرحمن بن ابی اسحاق:۔ انہیں ہر ایک نے غیر معتبر کہا ہے، امام احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں تھے اِن کی حدیثیں بیہودہ ہوتی تھیں، ان کے غیر معتبر ہونے پر سب نے اتفاق کیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۸۲۔

عبدالرحمٰن بن عبدالملک ابوبکر بن شیبہ

عبدالرحمن بن عبدالملک مشہور ابوبکر بن شیبہ: علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۰۸ سلسلہ ۴۹۱۴ لکھتے ہیں کہ ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ اُن کے نزدیک قوی نہیں ہے۔ ابی داؤد کا قول ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان ''الثقات'' میں کہتے ہیں کہ یہ غلطیاں کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن مل ابوعثمان

أبو عثمان النهدی :اصل نام **عبدالرحمن بن مل** ہے۔انس صحابی نے ان کے بارے میں کہا کہ میں ان سے واقف نہیں ہوں اور ابن المدائنی نے کہا کہ سلیمان التیمی کے علاوہ اور کسی نے ان سے حدیث نہیں لی۔ابن حجر تہذیب التہذیب لکھتے ہیں کہ ابن جریح نے انہیں مجہول بتلایا ہے تہذیب التہذیب جلد۲ اص ۱۴۶۔

عبدالملک بن عبدالعزیز موسوم بہ ابن جریح

عبد الملک بن عبد العزیز موسوم به ابن جریح متوفی ۱۵۰ھ۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۴۹ میں لکھتے ہیں کہ یہ نصرانی تھے اور حدیثیں گھڑتے تھے انہوں نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا تھا (ایک بات کا علم تو ہوا کہ ۱۵۰ھ میں بھی متعہ کیا جاتا تھا) میزان الاعتدال جلد دوم ص ۶۵۹ سلسلہ ۵۲۲۷ ذہبی لکھتے ہیں یہ تدلیس یعنی حدیثیں گھڑتے تھے عبداللہ بن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ان سے مروی جو احادیث ہیں وہ گھڑی ہوئی ہیں اور یہ جب بھی کوئی حدیث روایت کرتے تھے تو کسی کا بھی نام لے کر کہہ دیتے تھے کہ فلاں نے مجھ سے کہا۔ اور تہذیب التہذیب جلد۵ ص ۳۰۶ میں ابن حجر لکھتے ہیں تجنب ابن جریح فانه قبیح التدلیس ۔یعنی ابن جریح سے اجتناب کرو اس لئے کہ یہ قبیح تر حدیثیں گھڑتا ہے۔ اور ایک خاص بات یہ کہ یہ ہر روز حقنہ لیتا تھا۔

عبدالملک بن عمیر القبطی

عبد الملک بن عمیر مشہور القبطی ان کے متعلق علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ص ۶۶۰ تا ۶۶۱ میں لکھتے ہیں یہ شعبی کے بعد کوفہ کا قاضی مقرر ہوا، عمر طویل پائی اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، اس کے بارے میں

ابو حاتم نے کہا کہ یہ حافظ حدیث نہیں تھا، اس کی یادداشت میں فرق آ گیا تھا۔ امام احمد نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور غلطیاں کیا کرتا تھا۔ ابن معین کا قول ہے یہ مخبوط الحواس تھا۔ ابن خراش کا قول ہے کہ وکان شعبة لا یرضه اور شعبی ان سے راضی نہیں تھے ۔ یہ ۱۳۶ھ میں ایک سو سال کی عمر میں فوت ہوا۔ ابن حجر اپنی کتاب طبقات المدلسین ص ۱۴۱ سلسلہ ۸۴ میں اس کو تدلیس کرنے والوں میں شامل کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار

عبد اللہ بن دینار: یہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کے غلام تھے۔ تہذیب التہذیب جلد۴ ص ۲۸۶ میں ابن حجر لکھتے ہیں وقال العقیلی: فی روایة المشائخ عنه اضطراب۔ یعنی ان کی روایتوں میں اضطراب تھا۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۴۱۷ میں ذہبی لکھتے ہیں: فذکره لذلک العقیلی فی الضعفاء؛ وقال فی روایة المشایخ عنه اضطراب، ثم ساق له حدیثین مضطربی الاسناد۔

عبداللہ بن زید ابو قلابہ

أبو قلابة جس کا نام عبداللہ بن زید ہے۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۹۸ طبع دار الفکر بیروت ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وکان یحمل علیٰ علی ولم یروعنه شیئاً۔ یہ دشمن علی تھا اور حضرت علی سے ایک بھی حدیث اس نے روایت نہیں کی۔

علامہ ذہبی اپنی کتاب رجال میزان الاعتدال طبع دار الفکر بیروت لبنان جلد۲ ص ۴۲۵ سلسلہ نمبر ۴۳۳۴۔ انه یدلس عمن لحقهم وعمن لم یلحقهم وکان له صحف یحدث منها و یدلس۔ یہ تدلیس کرتا تھا جس سے کوئی سروکار ہو یا نہ ہو ہر چیز میں تدلیس کرتا تھا اس کے پاس چند کتابیں تھیں انھیں حدیثوں میں سے تدلیس کرتا اور وہ حدیثیں بیان کرتا تھا۔

اسی ابوقلابہ کے بارے میں مزید یہ ہے کہ وہ احمق بھی تھا ابوالحسن علی بن محمد قابسی مالکی کہتے ہیں کہ ابوقلابہ فقہاء تابعین سے نہ تھا بلکہ وہ تو ان فقہاء کے نزدیک احمقوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۱۹۸۔ میزان الاعتدال کے حاشیہ پر مذکور ہے کہ ابوقلابہ جذام میں مبتلا ہو کر فوت ہوا اس کے ہاتھ، پیر اور آنکھیں سب غائب ہو چکی تھیں۔

عبداللہ بن محمد

عبد اللّٰہ بن محمد بن سنان ۔ یہ باطل احادیث کو روح بن القاسم کی نسبت سے بیان کرتا تھا۔ اور یہ حدیثیں چُراتا تھا۔ جیسا کہ ابن عدی نے کہا ہے دار قطنی و عبدالغنی الازدی کہتے ہیں یہ متروک ہے، اور یہ جھوٹی احادیث وضع کیا کرتا تھا حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ جھوٹی احادیث گڑھا کرتا تھا۔ ابن حبان کتاب المجروحین جلد ۲ ص ۴۵۱؛ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۸۹۔

عبدالرزاق بن عمر الثقفی

عبد الرزاق۔ یہ عبدالرزاق بن عمر الثقفی ہے جو ضعیف، غیر معتبر، منکر الحدیث اور بقول دار قطنی اور مسہری کے جب زہری کی روایات کی کتاب گم ہوگئی تو اس نے اپنے پاس سے دوسری روایتیں بنانا شروع کر دیا۔ امام مسلم نے انہیں ضعیف لکھا، امام نسائی نے انہیں ثقہ نہیں ہے کہا، بخاری نے ان سے احادیث لینے سے انکار کیا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۰۸ سلسلہ نمبر ۵۰۴۱۔

عبدالاعلی بن عبدالاعلی

عبد الاعلی بن عبد الاعلی السامی - محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں تھا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ یہ فرقہ قدریہ کے عقائد رکھتا تھا۔ بزار کہتے تھے کہ واللہ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کون سا پیر بڑا ہے۔ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۳۱ سلسلہ ۴۷۲۸۔

عبدالقدوس بن حبیب الکلاعی الشامی الدمشقی

عبدالقدوس بن حبیب: ان کے بارے میں علامہ ذہبی کی میزان الاعتدال جلد۲ ص ۶۴۳ میں مذکور ہے: ما رأیت ابن المبارك یفصح بقوله كذاب الا لعبد القدوس عبدالرزاق کہتے تھے کہ میں نے ابن مبارک کو کسی کے متعلق اتنا بظاہر کذاب کہتے نہیں سُنا جتنا عبدالقدوس کو۔ فلاس کہتے ہیں علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی حدیثوں کو ترک کیا جائے، امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں ہے، ابن عدی کا کہنا ہے کہ اس کی حدیثین سند اور متن کے اعتبار سے قابل انکار ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد۶ ص ۳۰۵، حالات العلاء بن کثیر میں ابو حاتم کا یہ قول ہے کہ العلاء بن کثیر، منکر حدیث ہے اور ضعیف ہے جیسا کہ عبدالقدوس بن حبیب ہے۔

عبدالواحد بن زیاد

عبدالواحد بن زیاد: یہ حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے یعنی اپنی جانب سے اضافہ یا کمی کرتے تھے۔ یحیٰ کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں یعنی بے وقعت ہیں۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۶۷۱۔

عبداللہ ابن عمر ابن خطاب

عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر دس سال سے کم تھی۔ اس لئے کہ ۵ھ غزوہ خندق میں اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کرلیا گیا تھا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴)۔ اس طرح سے وقت وفات حضرت ابو طالب یہ ۶ برس کے ہوسکتے ہیں۔ وقت وفات حضرت ابو طالب جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس کے یہ راوی ہیں کہ رسولؐ اکرم نے حضرت ابو طالب کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تھا اور حضرت ابو طالب نے انکار

کیا تو اس وقت یہ ۵ یا ۶ برس کے ہوں گے۔

مالک ابن انس سے سے روایت ہے کہ اُن سے ابو جعفر نے پوچھا کہ تم لوگ ابن عمر سے کیوں روایت کرتے ہو تو مالک ابن انس نے کہا اس لئے کہ اُنہوں نے اپنے پیش روؤں کو دیکھا اور ان سے علم حاصل کیا تو ابو جعفر نے کہا ”پھر اُنہیں کا قول اختیار کرو اگر چہ وہ حضرت علیؑ اور عباسؓ کے مخالف ہوں“۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عبداللہ ابن عمر کا قول اور فعل حضرت علیؑ کے خلاف رہتا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۹ نفیس اکیڈمی کراچی) میمون کہتا ہے کہ لوگ اُن کو بخیل کہتے تھے۔ واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہیں تھے جس میں عبداللہ ابن عمر کو نفع نہ ہو۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴) سیف المازنی سے روایت ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ ”میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو بھی غالب ہو گا اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا“ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر مکہ میں بعد قتل عبد اللہ ابن زبیر اور تاراجی مکہ، حجاج جیسے ملعون کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب کبھی عبد اللہ ابن عمر سفر کو جاتے تو ہمسفر سے یہ عہد لیتے تھے کہ دوران سفر اذان کے بارے میں جھگڑا نہ کرو گے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر روزہ رکھو گے“۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) اذان کے بارے میں جھگڑا کس بات پر ہو سکتا ہے؟ یا تو ذکر اذان میں یا وقت اذان میں۔ عبداللہ ابن عمر کی غذا مرغیاں اور چوزے اور حلوہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ زادراہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔ (ان کے غلام) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر کو جو کوئی مال بھیجتا تھا اُسے وہ قبول کرتے تھے۔ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر نے عبدالملک بن مروان کو اُس کے خلیفہ بن جانے کے بعد خط لکھا کہ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان آپ کی بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔ میں بھی اسی میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہیں“۔ اور لکھا کہ اما بعد! میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت پر اُن امور میں سمع و اطاعت کی اور بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔

(چنانچہ طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۸) واضح رہے یہ عبدالملک بن مروان وہ شخص ہے کہ جب اس کو خلیفہ بننے کی اطلاع ملی تو یہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ اطلاع ملتے ہی اُس نے قرآن یہ کہہ کر بند کر دیا کہ ''اب تیرا اور میرا ساتھ قیامت تک نہ ہوگا''۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ عبدالملک گندے ذہن کا مالک تھا ایک دن ام درداء صحابیہ رسولؐ اکرم نے عبدالملک سے پوچھا ''تم جیسا انسان اب شراب نوشی کرتا ہے؟'' تو عبدالملک نے اثبات میں جواب دیا اور کہا ''واللہ میں خون خواری بھی کرتا ہوں''

(تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۲۹۲) عبداللہ ابن عمر ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔

عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں ''لوگ بیٹے پیدا کرتے ہیں لیکن مروان نے باپ پیدا کیا''۔ عبادہ بن نسی کا بیان ہے کہ کسی نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا ''آپ کے بعد ہم مسائل دینی کس سے پوچھیں؟'' تو ابن عمر نے جواب دیا ''مروان کا بیٹا عبدالملک عالم ہے اُس سے پوچھنا''۔ ابن عمر کو بچھو کاٹنے کہ وجہ سے جھاڑا گیا (واضح رہے بچھو کو جھاڑنے کا طریقہ جوتے سے ہوتا ہے) اور عبداللہ ابن عمر کو جب لقوہ ہوگیا تو ان کو داغا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۷؛ موطا امام مالک باب المرض ص ۶۵۵)۔ عبداللہ ابن عمر کو اُن کے والد نے خیبر کی طرف بھیجا تھا۔ یہودیوں نے ان پر جادو کر دیا تھا تو اُن کی انگلیاں ٹیڑھی ہو گئیں النھایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۴ ص ۲۰۹، غریب الحدیث ج ۲ ص ۷۸۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہاتھ ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ ابو عبدالملک غلام ام مسکین بنت عاصم سے روایت ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن عمر برآمد ہوئے سب کو سلام کیا ایک آراستہ لڑکی ان کو دیکھ رہی تھی تو کہنے لگے ''بڈھے کی طرف کیا دیکھتی ہو جس کو لقوہ نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی''۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۹)۔

نافع سے روایت ہے کہ بسا اوقات عبداللہ ابن عمر پر پانچ سو درہم کی قیمتی چادر دیکھی گئی۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۰)

جلد اول ۱۸۷	ایضاً	طبرانی نے عمر ابن خطاب سے مرفوعاً روایت ہے کہ قرآن کے دس لاکھ ستائیس حروف ہیں	۴۳
جلد اول ۱۸۷	ایضاً	بہت سے لوگوں نے قرآن کے کلمات کا شمار ستہتر ہزار نو سو تینتیس (۷۷۹۳۳) بتایا ہے۔ بعضوں نے ہزار کے عدد سے نیچے چار سو سینتیس (۴۳۷) کچھ لوگوں نے دو سو ستہتر (۲۷۷) کلمات بیان کئے ہیں۔	۴۴
اول صفحہ ۱۷۹	الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اگست ۱۹۸۲ء نوٹ: (واضح رہے کہ عمر ابن خطاب کے قول کے بموجب دس لاکھ سینتیس ہزار حروف تھے)	ابن الفریس نے عثمان بن عطا کے طریق پر بواسطہ اُس کے باپ عطا کے ابن عباس سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا "قرآن مجید کی جملہ آیتیں چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) اور قرآن کے تمام حروف کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکہتر (۳۲۳۶۷۱)۔ مگر اس تعداد کے بارے میں اُن کے آپس میں اختلاف ہو گیا ہے۔ بعض لوگوں نے کچھ زیادہ، چند اصحاب نے دو سو چار آیتیں زائد بتائی ہیں اور کئی اقوال میں دو سو کی تعداد سے اوپر ہونی والی آیتوں دو سو چودہ، دو سو اُنیس، دو سو پچیس اور دو سو چھتیس آیتیں کہا گیا ہے۔	۴۵

ابن حصین، سے مروی ہے کہ جب معاویہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے؟ عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جس نے تم پر اور تمہارے باپ پر ضرب لگائی (حضرت علیؑ) پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے سے فساد ہوگا اس لئے خاموش رہا۔ ایسی ہی روایت زہری سے ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ کہوں وہ شخص (حضرت علیؑ) مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ کو بر بنائے اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔

نافع سے روایت ہے کہ معاویہ نے عبداللہ ابن عمر کو بیعت یزید کے لئے ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے قبول کرتے وقت کہا ''میرا خیال ہے کہ معاویہ سمجھتے ہیں ابن عمر کا دین اس قدر ارزاں ہے''۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷، البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد ۹ ص ۳۲ نفیس اکیڈمی کراچی)۔ جب یزید کی بیعت کی تو عبداللہ ابن عمر نے کہا اگر یہ خیر پر رہا تو ٹھیک ہے ورنہ صبر کریں گے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔ (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۹۹۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ، یزید کے خلاف بعد قتل امام حسین اُٹھ کھڑے ہوئے تو عبداللہ ابن عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق یزید کی بیعت کر چکے اب اس سے بغاوت نہیں کر سکتے اگر کوئی بیعت کر کے توڑ ڈالے گا تو اُس کے اور میرے درمیان یہ تلوار ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷) اور صحیح بخاری باب خرج فقال بخلافہ حدیث ۵۴ جلد ۹ ص ۱۷۱۔

اس کے برخلاف جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو عبداللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص (عمر ابن سعد قاتل امام حسینؑ کا باپ)، حسان بن ثابت، ابوسعید خدری، زید بن ثابت، عبداللہ ابن سلام، اُسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ اور نعمان بن بشیر نے حضرت علی کی بیعت نہیں کی اور علیحدہ رہے۔ تیسیر بخاری جلد ۹ ص ۱۵۸ تا ۱۵۹، تاریخ ابن خلدون، ج اول ص ۴۷۵ نفیس اکیڈمی کراچی، الملل والنحل شہرستانی انگریزی ترجمہ

Muslim Sects and Division .... Translated by A.K. Kazi & J.G, Flynn page 118

ایک وقت جب حجاج نے خطبہ دیا اور کہا کہ ''عبداللہ ابن زبیر نے کتاب اللہ میں تحریف کردی اور اسے بدل دیا'' عبداللہ ابن عمر احتجاجاً کھڑے ہو گئے تو حجاج نے کہا'' خاموش رہ تو بڈھا ہو گیا ہے اور بے ہودہ باتیں کرتا ہے اور تیری عقل جاتی رہی ہے قریب ہے کہ تو گرفتار کیا جائے اور تیری گردن ماری جائے اور تیری لاش کو اس طرح گھسیٹا جائے کے دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع کے لڑکے گھماتے ہوں'' (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۹)۔

جب عبداللہ ابن عمر کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے دل میں دنیا کی کسی آرزو کو نہیں پاتا ہاں اس کا افسوس ہے کہ میں نے گروہ باغی سے قتال کیوں نہیں کیا اس حدیث کو ابو عمر نے بھی لکھا اور انھوں نے اتنی بات زیادہ روایت کی ہے کہ علیؑ کے ساتھ ہو کر میں نے باغی گروہ سے قتال کیوں نہیں کیا۔ مجمع الزوائد الہیثمی جلد ۷ ص ۲۴۲؛ اُسد الغابۃ (عربی) ج ۳ ص ۲۲۹، (اردو) ج ۶ ص ۴؛ طبقات ابن سعد (عربی) حالات عبداللہ ابن عمر ج ۴ ص ۲۲۹؛ انساب الاشراف بلاذری جلد ۱۰ ص ۴۴۸؛ تاریخ جرجان حمزۃ بن یوسف اسہمی ص ۲۸۲۔

عبداللہ ابن عمر کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی اس وقت وہ چوراسی ۸۴ سال کے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت کے وقت ۹ یا دس سال کے تھے اور حضرت ابو طالب کی وفات کے وقت ۶ یا ۷ سال کے تھے۔

ذیل میں وہ احادیث یا روایتیں ہیں جو عبداللہ ابن عمر سے منسوب ہیں:۔

۱۔ عبداللہ ابن عمر بغیر کسی عذر کے نماز مغرب و عشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری باب ۱۱۳۳ حدیث ۱۶۹۰۔

۲۔ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکن دین نہیں تھا چنانچہ نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص (حکیم) عبداللہ ابن عمر کے پاس آیا اور کہا ابو عبدالرحمٰن تم کو کیا ہو گیا

ایک سال حج کرتے ہو دوسرے سال عمرہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے بالکل چھوڑ دیا اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی کیسی فضیلتیں بیان کیں اور رغبت دلایا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا "میرے بھتیجے! اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان، پانچ وقتوں کی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۵۹۱، حدیث ۱۶۲۴۔

۲- عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ایوب نے اور انہوں نے نافع سے سُنا کہ عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ آیت نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم (سورۃ بقرہ) سے مراد ہے کہ مرد عورت کے ساتھ دبر میں جماع کرسکتا ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۶۰۰ حدیث ۱۶۳۴۔ تمام علماء کے نزدیک یہ حرام ہے۔ چنانچہ درمختار جلد ص ۴۷۴ کتاب الحدود باب الوطی میں ہے کہ لواطت کو حلال جاننے والا اکثر علماء کے نزدیک کافر ہے۔

۳- عبداللہ ابن عمر ایک دن عائشہ کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے عروہ نے اُن سے پوچھا آنحضرتؐ نے کتنے عمرے کیئے؟ عبداللہ ابن عمر نے کہا چار عمرے کیئے اور ایک عمرہ رجب میں کیا تھا۔ عروہ نے للکار کر عائشہ سے پوچھا اے اُم المومنین یہ ابو عبدالرحمٰن (عبد اللہ ابن عمر) کیا کہہ رہے ہیں عائشہ نے کہا آنحضرتؐ نے جو عمرہ کیئے میں اُن میں شریک تھی مگر رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ صحیح بخاری باب عمرہ ۵۵۵، حدیث ۴۴۳۔

۴- عبداللہ ابن عمر نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے ان کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے تو انہیں جہنم میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے۔ صحیح بخاری باب قیام لیل ج ۲ ص ۱۵۶۔

۵- جب معاویہ خلیفہ بن گیا تو عبداللہ ابن عمر اپنی بہن حفصہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا، اور مجھے تو کچھ بھی حصہ حکومت میں نہیں ملا۔ حفصہ نے کہا تم جاؤ اور لوگوں سے ملو (تا کہ لوگ تمہاری طرف راغب ہو سکیں) آخر عبداللہ ابن عمر گئے اور دیکھا کہ معاویہ خطبہ دے رہا ہے اور مطالبہ کیا کہ اگر خلافت

کے سلسلے میں کسی کو کچھ کہنا ہو تو اپنا سر اُٹھائے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ (عبداللہ ابن عمر اور عمر ابن خطاب) سے زیادہ حق دار خلافت ہیں۔ حبیب بن ابی سلمہ نے پوچھا تم نے جواب کیوں نہ دیا؟ تو عبداللہ ابن عمر نے کہا "میں جواب دینے اُٹھ رہا تھا اور کہنے والا تھا کہ تم سے زیادہ حق دار خلافت وہ ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے دین کے لئے لڑتا رہا (اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں جو ابوسفیان اور معاویہ سے اس وقت لڑتے رہے جب یہ دونوں کافر تھے)۔ پھر میں ڈرا کہ کہیں جھگڑا نہ ہو جائے، میں خاموش رہا"۔ یہ سُن کر حبیب بن ابی مسلمہ نے کہا اچھا کیا تم آفت میں نہیں پڑے" تیسیر بخاری جلد ۵ باب خندق ص ۳۵۰۔

۶- عائشہ کے سامنے عبداللہ ابن عمر کے اس قول کا ذکر کیا گیا کہ مرجانے والے پر رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ عائشہ نے کہا ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ ابن عمر) پر اللہ رحم کرے انہوں نے سنا کچھ اور یاد کچھ نہ رہا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسولؐ اکرم کے آگے آیا اور لوگ اُس پر روتے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم روتے ہو اور اُس پر عذاب ہو رہا ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن عمر نے اس کے قبل بھی ایسی غلطی کی۔ سُنا کچھ یا سمجھنے میں غلطی کی یا بھول گئے۔ جیسا کہ رسولؐ اللہ نے بدر کے کنویں پر جس میں بدر کے مقتول تھے کھڑے ہو کر جو فرمایا اور عبداللہ ابن عمر نے یوں روایت کی کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے وہ لوگ (مقتول کافرین) سُنتے ہیں جو میں کہتا ہوں۔ حالانکہ عبداللہ ابن عمر بھول گئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ یہ مقتولین کفار اب جان گئے جو میں کہتا تھا"۔ پھر عائشہ نے آیت قرآن پڑھ کر سُنائی۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ ص ۳۷۵۔ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۷- ابو ہریرہ نے کہا رسولؐ اللہ نے فرمایا جو جنازہ کے ساتھ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ہے۔ اس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا ابو ہریرہ کثرت سے روایتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی روایتیں مشکوک ہیں) جب ابو ہریرہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ ابن عمر کو عائشہ کے پاس تصدیق کے لئے لے گئے۔ عائشہ نے ابو ہریرہ والی حدیث کی

تصدیق کی تو عبداللہ ابن عمر کہا ہم نے کئی قیراط ضائع کردئے۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد۲ ص ۳۷۸۔

۸۔ کسی شخص نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا حج تمتع جائز ہے یعنی حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنا تو عبداللہ ابن عمر نے کہا حلال ہے تو اُس شخص نے کہا مگر تمہارے باپ تو منع کیا کرتے تھے۔ ابن عمر نے کہا اگر ہمارے باپ منع کریں اور رسولؐ اللہ اجازت دیں تو کس کا حکم مانو گے، تو اُس شخص نے کہا رسولؐ اللہ کا۔ اِس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا ''بس رسولؐ اللہ نے ایسا ہی کہا ہے'' (ترمذی جلد اول ص ۳۰۲)۔

۹۔ حضرت عمر اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کی قابلیت سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ چند خوشامدی لوگوں نے وقت وفات حضرت عمر کو خلافت کے لئے عبداللہ ابن عمر کا نام پیش کیا جس کو سُن کر حضرت عمر نے کہا ''خدا تجھے قتل کرے تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے یہ کلمہ رضائے خدا کے لئے نہیں کہا بلکہ رضائے عمر کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ ہم اُسے کیسے خلیفہ بنائیں جو اتنا بھی نہیں جانتا کہ اپنی زوجہ کو کیونکر طلاق دی جائے''۔ (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۴۹ نفیس اکیڈیمی کراچی، صواعق محرقہ، ابن حجر)۔

۱۰۔ عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے وقت وفات شوریٰ بنایا تو اہل شوریٰ سے کہا عن عبد اللہ ابن عمر قال قال عمر لاھل شوریٰ للہ درھمہ لو ولوھا الاصلع کیف یحملھم علی الحق ولو کان السیف علیٰ عنقه۔ فقلت اتعلم ذالك منه ولو تولیه۔ قال ان لم استخلف واترکھم فقد ترکھم من ھو خیر منی یعنی کس قدر بہتر ہوتا اگر یہ لوگ اصلع کو خلیفہ بناتے کہ کسی طرح وہ ان کو حق پر لے چلے گا اگرچہ تلوار بھی اُس کی گردن پر رکھ دی جائے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا پھر آپ اتنا جانتے ہوئے بھی کیوں اُن کو خلیفہ نہیں کرتے تو عمر ابن خطاب نے کہا اگر ہم نے اُنھیں خلیفہ نہیں بنایا اور نظر انداز کردیا تو اُس نے بھی اِن کو خلیفہ نہیں بنایا جو ہم سے بہتر تھا (یہ حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ تھا) حضرت علیؑ کو لوگ اسلئے اصلع کہا کرتے تھے

کہ آپ کے سر پر پیشانی کے اوپر بال نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۲۵، مستدرك الصحيحين امام حاکم، ج ۳ ص ۹۵، کنز العمال ج ۵ ص ۳۴۷۔

علامہ سبط ابن الجوزی اپنی کتاب تذکرۃ خواص الامہ میں لکھتے ہیں قال الزهری والعجب ان عبدالله ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص لم یبایعا علیا و بایعا یزید بن معاویه۔ امام زہری کہا: نے تعجب ہے کہ عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابی وقاص نے علیؑ کی تو بیعت نہ کی مگر یزید کی بیعت کر لی۔

۱۱- حضرت علیؑ کی بیعت کے وقت جب عبداللہ ابن عمر لائے گئے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا جب سب بیعت کریں گے تو ہم بھی بیعت کریں گے تو حضرت علی نے کہا کہ اس بات کیا ضمانت دیتے ہو تو عبداللہ ابن عمر نے کہا میں کوئی ضمانت دینے سے قاصر ہوں اس پر حضرت مالک اُشتر نے کہا اگر حکم دیں تو ابھی اس کی گردن اڑا دیں۔ تو حضرت علیؑ نے کہا ''اس کو چھوڑ دو یہ بچپن سے بد خلق رہا ہے'' تاریخ طبری جلد سوم ص ۵۵ نفیس اکیڈیمی کراچی)

۱۲- دور خلافت عبدالملک بن مروان میں جب حجاج ابن یوسف حجاز آیا تو اُس رات کو عبداللہ ابن عمر حجاج کے پاس آئے حجاج اُس وقت کچھ لکھ رہا تھا اس نے بڑی حقارت سے پوچھا کیوں آئے ہو تو جواب دیا آپ کے ہاتھ پر امیر المومنین عبدالملک کی بیعت کرنے کے لئے۔ حجاج نے پوچھا اتنی رات کو تو عبداللہ ابن عمر نے کہا ہاں اس لئے کہ میں نے رسولؐ اکرم سے سُنا ہے من مات ولا امام له مات ميتة جاهلية اگر کوئی بغیر امام کے مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ حجاج نے کہا میں اس وقت مصروف ہوں اور بجائے ہاتھ کہ اس نے اپنا پیر آگے بڑھا دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے حجاج بن یوسف کے پیر ہی پر عبدالملک کی بیعت کر لی۔ جب یہ جانے لگے تو حجاج نے کہا ''ذرا اس احمق کو دیکھنا اس نے علیؑ ابن ابی طالب کی بیعت تو نہ کی اور اتنی رات کو میرے ہاں بیعت کے لئے آیا ہے۔ الایضاح، الفضل بن شاذان متوفی ۲۶۰ھ ص ۵۵ (فضل بن شاذان ایسی نامور ہستی تھی کہ ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ

ج ۳ص ۵۷۵ حالات شیخ الاسلام امام ابن ابی حاتم رازی میں فخراً لکھا کہ یہ فضل بن شا ذان کے شاگرد تھے اور اسی جلد میں ص ۶۰۹ پر حالات امام قاضی عسال اصبہانی میں لکھا کہ یہ شاگرد تھے فضل بن شاذان کے شاگرد نافع کے ان سے ابن سہل کی احادیث پڑھیں۔شرح نہج البلاغۃ جلد۱۳ص ۲۴۲۔متوفی ۶۵۶ھ طبع داراحیاء الکتب العربیۃ،قاموس الرجال للتستری جلد۶ص ۵۴۱،و تنقیح المقال للما مقانی جلد۲،ص ۲۰۱۔

۱۳- عبداللہ ابن عمر کو بنی اُمیہ سے کتنی محبت اور وفاداری تھی اس کا اندازہ صرف اس ایک حدیث سے ظاہر ہوگا۔عن زهری عن حمزة بن عبد الله بن عمر عن ابیه فی قصة الذی سأله عن قول الله تعالی وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیة ان ابن عمر قال ما وجدت فی نفسی فی شیء من امر هذه الامة ما وجدت فی نفسی انی لم اقاتل هذه الفئة الباغیة کما امر الله زاد یعقوب بن سفیان فی تاریخه من وجه آخر عن زهری قال حمزة فقلنا له ومن تری الفئة الباغیة قال ابن الزبیر یعنی علی هؤلاء القوم یعنی بنی امیة فاخرجهم من دیارهم و نکث عهدهم عبداللہ ابن عمر نے عبداللہ ابن زبیر کے سانحہ کے بعد یہ حسرت ناک جملہ کہا"ہم کو اس کی حسرت رہ گئی کہ ہم نے باغیوں سے قتال نہیں کیا جس کا حکم خدا نے دیا تھا۔تو حمزہ نے کہا تم کس کو باغی قرار دیتے ہو؟ تو کہا یہی ابن زبیر جس نے بغاوت کی اس قوم بنی اُمیہ پر کہ اُن کو اُن کے گھروں سے نکالا اور عہد کو توڑا۔

(فتح الباری ج ۱۳ص ۶۲ ابن حجر عسقلانی باب اذا قال عند قوم شیئاثم خرج فقال بخلافه طبع الثانی طبع دار المعرفة للباعة النشر بیروت لبنان)۔

۱۴- **عبدالله ابن عمر فسبه سبا سیئا ما سمعته سبه مثله** عبداللہ ابن عمر نے اتنی بڑی گالی دی جو ابھی تک کسی نے سُنی نہیں تھی۔شرح مسلم نووی جلد۲ص

۵۴باب امر النساء الصلیات ۔صحیح ابن حبان جلد۳ص ۳۰ اور جلد۴ص ۱۹۷؛ فتح الباری ابن حجر جلد۲ص ۲۸۹

۱۵- عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی روایت ہے کہ اگر کوئی باوضو سو جائے اور پھر جاگے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں ۔ (سنن ابو داؤد جلد اول ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)۔

۱۶- عبداللہ ابن عمر حالت نماز میں جوئیں مار دیا کرتے تھے بعض اوقات جوؤں کے خون کے نشانات اُن کی انگلیوں پر ہوتے تھے۔ (احیاء علوم الدین الغزالی جلد اول ص ۳۴۳ ۔دارالاشاعت کراچی)۔

۱۷- عبداللہ ابن عمر چھ ماہ تک آذربائجان میں مقیم رہے اور وہاں چھ ماہ تک نماز قصر کر کے پڑھتے رہے۔ غنیۃ الطالبین مصنف ''غوث اعظم'' عبدالقادر جیلانی ص ۶۲۰ مکتبہ ابراہیمیہ لاہور)

۱۸- عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے جب وہ سفر عراق کے لئے جا رہے تھے کہا'' آپ جگر گوشۂ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی والی نہیں ہے۔ اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دروازے کھلے ہیں''۔ اس وقت دس ہزار صحابہ موجود تھے جس میں صرف چالیس صحابہ کرام نے امام حسینؑ کا ساتھ دیا (احیاء علوم الدین الغزالی جلد۲ص ۴۷۳ دارالاشاعت کراچی)۔

۱۹- **سئل عن جنب اغترف بکوز من جب فاصابت یده الماء فقال غابره نجس** :عبداللہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنب تھا اُس نے کوزہ کے ذریعہ گھڑے سے پانی نکالا اس کا ہاتھ گھڑے کے پانی سے لگ گیا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا گھڑے کا پانی نجس ہو گیا۔ (مگر علماء کے نزدیک اگر جنب کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو پانی نجس نہ ہوگا)۔ النهاية فی غریب الحدیث ج ۳ص ۳۳۸؛ لسان العرب ج ۵ص ۳؛ میزان الاعتدال ج ۴ص ۳۴۱، سلسلہ نمبر ۹۳۸۵۔

عروۃ بن زبیر

عروۃ بن زبیر یہ زبیر بن عوام کے اور حضرت عائشہ کی بہن اسماء بنت ابوبکر کے فرزند عبداللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔ جمل میں عائشہ کے پہلو بہ پہلو تھے چونکہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے اس لئے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ ان کی ایک زوجہ کا نام سودہ ہے جو عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی بیٹی تھیں۔

ان معاوية وضع قوما من الصحابة و قوما من التابعين على رواية اخبار قبيحة فى على عليه السلام، تقضى الطعن فيه والبراءة منه ، و جعل لهم على ذلك جعلا يرغب فى مثله، فاختلفوا ما ارضاه ، منهم ابو هريرة ، و عمر ابن العاص، والمغيرة بن شعبة، ومن التابعين عروة بن الزبير، روى الزهرى ان عروة بن الزبير حدثه، قال حدثتنى عائشة: کہ معاویہ نے ایک کمیٹی بنائی صحابہ اور تابعین کی جو جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگ نفرت کرنے لگیں اس کمیٹی میں تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے اور زہری کا کہنا ہے کہ یہ جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے کہ عائشہ نے یہ کہا۔ شرح ابن ابی الحدید جلد ۴ ص ۶۳ مطبع دار احیاء الکتب العربیۃ۔

ایک دن علیؑ ابن حسینؑ زین العابدین سے گفتگو کے دوران امامؑ نے بنی اُمیہ کے مظالم اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کا ساتھ دیا اُن کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ جو لوگ اُن کا ساتھ دیں گے عذاب الٰہی سے وہ محفوظ نہیں (شائد امامؑ کا اشارہ مذکورہ کمیٹی کی جانب ہو)۔ یہ سُن کر عروہ بن زبیر نے کہا کہ یہ غلط ہے اس لئے کہ اللہ جانتا ہے کہ جو لوگ ظالم سے میل جول رکھتے ہیں اگر وہ ظالم کی حرکتوں سے ناخوش ہیں تو وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اور اُٹھ کر چلے گئے۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۸۹ تا ۱۹۲ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عروہ بن زبیر سے کئی ایسی روایات مروی ہیں جن کو محققین نے ضعیف ہونے کی بنا پر مسترد کردیا جس کا تذکرہ کتاب ''ضعیف سنن ترمذی'' تالیف محمد ناصر الالبانی مکتبہ اسلامی الریاض ص ۳۲۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۵۲۔ چنانچہ ایک روایت جو عروہ بن زبیر سے مروی ہے وہ قابل ذکر ہے کہ ''عائشہ نے کہا کہ ایک دن زید بن حارثہ مدینہ آئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ اور زید بن حارثہ نے میرے گھر کے دروازہ پر دستک دی، رسولؐ اکرم کھڑے ہوگئے جب کہ وہ بالکل برہنہ تھے اور خدا کی قسم میں نے اس سے قبل اور اس کے بعد آنحضرت کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا اور اسی حالت میں (برہنہ ہی) آپؐ باہر تشریف لے آئے اور زید ابن حارثہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا''۔ جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۲۳۹۔ طبع نعمانی کتب خانہ۔ باب ماجاء فی المعانقة والقبلة۔ عربی سنن ترمذی جلد ۴ ص ۱۷۳ طبع دار الفکر بیروت میں راویوں کے سلسلے کے ساتھ ذکر ہے۔

مسعودی مروج الذہب جلد ۲ ص ۱۴۶ میں ہے کہ ''عروہ بن زبیر اپنے چچا عبدالملک بن مروان کا ہمنوا تھا اور حجاج کو مسلسل عبدالملک کے خطوط آرہے تھے کہ وہ عروہ بن زبیر کا خیال رکھے اور اُس کے مال و جان کو تکلیف نہ دے۔ یہ خطوط اس وقت آئے جب کہ حجاج، عروہ بن زبیر کے حقیقی بھائی عبداللہ ابن زبیر کا محاصرہ کرچکا تھا''۔ عبداللہ ابن زبیر کو امان نہ تھی مگر عروہ ابن زبیر کی جانب خاص التفات تھا جو معاویہ کے دور سے چلا آرہا تھا۔ ابن خلدون حصہ دوم باب خلافت معاویہ وآل مروان ص ۱۷۳ طبع نفیس اکیڈمی میں ہے کہ ''عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے بعد اُن کے بھائی عروہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس جا پہنچا، عبدالملک نے اس کو کمال عزت سے تخت پر بٹھایا، باتوں باتوں میں عبداللہ ابن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا ''وہ ایک شخص تھا''، عبدالملک بولا اس کا کیا ہوا؟ جواب دیا ''مارا گیا''، عبدالملک یہ سنتے ہی سجدے میں چلا گیا جب سر اُٹھایا تو عروہ نے کہا ''حجاج نے اُس کی لاش کو صلیب پر چڑھادی ہے، دفن نہیں کرنے دیا''۔ یہ ایسے تھے کہ اپنے سگے بھائی کے ساتھ بھی بے اعتنائی کی۔ لفظ بہ لفظ کتاب سے تحریر کیا گیا ہے۔

۴۶	ترمذی نے عمرو بن ابی سلمہ سے اور ابن جریر وغیرہ نے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت آیۂ کریمہ "انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا" کا نزول ہوا اس وقت فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو بلا کر ایک چادر کے نیچے ڈھانپ لیا اور فرمایا "واللہ یہی لوگ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ پس بارالہا! تو ان سے ناپاکی کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک بنادے جیسا کہ پاک بنانے کا حق ہے"۔		
۴۷	ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا "بے شک قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس ان میں سے کوئی حرف ایسا نہیں جس کا ظاہر اور ایک باطن نہو۔ بلاشبہ علی ابن ابی طالب کے پاس اُس میں کے ظاہر اور باطن دونوں ہیں"	ایضاً	جلد دوم صفحہ ۴۶۰
۴۸	سب سے زیادہ روایتیں تفسیر قرآن کے متعلق علیؑ ابن ابی طالب سے وارد ہوئی ہیں۔ ابی بکر سے حدیث کی قلت ہے اور تفسیر قرآن کے بارے میں بہت کم اقوال ہے جو تعداد میں دس سے بھی آگے نہ بڑھتے ہوں گے۔ اور حضرت علیؑ سے بکثرت آثار تفسیر کے بارے میں مروی ہے	ایضاً	جلد دوم صفحہ ۴۵۹

عفان بن مسلم الصفار

عفان بن مسلم: میزان الاعتدال جلد۳ ص ۸۱ علامہ ذہبی لکھتے ہیں ذکر ابن عدی قول سلیمان بن حرب: واللّٰہ لوجهد جهده ان یضبط فی شعبة حدیثا واحداً ما قدر، کان بطیئا ردی الحفظ بطئ الفهم واللہ! اگر یہ شعبہ کی ایک حدیث بھی یاد کرنے کی پوری کوشش کرتا تب بھی وہ اس پر قادر نہیں ہوسکتا تھا اس لئے کہ اس کا حافظہ ردی اور اس کی سمجھ بوجھ بالکل ناکارہ ہے۔ تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۰۵ میں ابن حجر نے بھی یہی لکھا ہے۔ اور مزید یہ کہ ان کی حدیثیں لکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ قابل اعتبار نہیں ہے۔ ابن معین نے کہا کہ یہ اکثر غلطیاں کرتا تھا۔

عُقیل بن خالد الأیلی

عقیل : میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۹ سلسلہ نمبر ۵۷۰۶۔ امام الذہبی نے لکھا ۔قال أحمد بن حنبل ذکر عند یحییٰ القطان ابراهیم بن سعد و عُقیل فجعل کأنه یضعفها۔ یعنی امام احمد بن حنبل نے کہا کہ جب یحییٰ بن قطان کے سامنے ابراہیم بن سعد اور عُقیل کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ ضعیف راویان ہیں۔

عکرمہ

عکرمہ یہ وہ ہستی ہے کہ ان کے بارے میں جتنا بھی کہا جائے وہ کم ہے۔ یہ عبداللہ ابن عباس کے غلام تھے اور علی بن عبداللہ ابن عباس نے ان سے عاجز ہوکر پیروں میں زنجیر ڈال کر رکھا تھا اور تنگ آکر اس کو خالد بن یزید بن معاویہ (یزید ملعون کا بیٹا) کو فروخت کردیا تھا (طبقات بن سعد جلد۵ ص ۲۸۰ نفیس اکیڈمی کراچی)۔

عکرمہ اس بات کا شدید مخالف تھا کہ آیت تطہیر صرف عترت طاہرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ بات اس سے منسوب کی جاتی تھی کہ یہ بازاروں میں

آوازیں لگاتا پھرتا تھا کہ اس آیت کا نزول فقط ازواج نبیؐ کے بارے میں ہوا ہے اور یہ کہا کرتا تھا ''جو بھی چاہے مجھ سے مباہلہ کرلے کہ یہ آیت فقط نبیؐ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے''۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۱۵، اسباب النزول: ۲۶۸، الدر المنثور جلد ۵ ص ۱۹۸۔

عکرمہ کے حالات زندگی

عکرمہ بربری اُن مشہور ترین منکرین دین لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اسلام کو مجروح کرنے کے لئے احادیث وضع کی ہیں اور معتبر و مشہور کتابوں سے اس کے حالات حسب ذیل ہیں:

عکرمہ کی دینی حیثیت

لوگوں کا بیان ہے کہ یہ شخص اسلام میں طعن و تشنیع کیا کرتا تھا، دین کا مذاق اُڑاتا تھا وہ گمراہ ترین شخص تھا اور برائیوں کی دعوت کرتا تھا۔

اس (عکرمہ) سے یہ بات نقل ہوتی ہے کہ اس نے کہا کہ (معاذ اللہ) ''اللہ تعالیٰ نے متشابہ آیات اس لئے نازل فرمائیں تا کہ اُن سے گمراہ کرے''۔

اس نے حج کے موقع پر کہا کہ ''میری خواہش تھی کہ میں حج کے دنوں میں اپنے ہاتھ میں ہتھیار لے کر دائیں بائیں سے حج میں آنے والوں کو روکتا''۔

وہ مسجد نبیؐ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہہ رہا تھا کہ ''مسجد میں تو سب کافر ہیں'' یہ بھی کہا گیا کہ وہ (عکرمہ) بے نمازی تھا اور اُس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور وہ شطرنج کھیلا کرتا تھا اور گانا سنتا تھا۔

عکرمہ خارجیوں کا داعی تھا

افریقہ کے باشندوں نے صفریہ کی رائے کو (صفریہ جو خوارج غالیوں کا ایک فرقہ ہے) اس سے سن کر اختیار کیا تھا۔ اور لوگوں نے بیان کیا کہ اس نے اس رائے

کی نسبت ابن عباس کی طرف دی تھی۔ یحیٰی بن معین سے روایت ہے کہ امام مالک عکرمہ کا ذکر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ اُس نے صفریہ کی رائے کو اپنا لیا تھا (کتاب الملل و النّحل شہرستانی جلد اول ص ۱۲۳)۔

عکرمہ جھوٹا تھا۔ اس نے اپنے آقا عبد اللہ ابن عباس کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کیں جس کی بنا پر عبداللہ ابن عباس کے فرزند علی نے اس کو گھر کے احاطہ میں دروازہ سے باندھ دیا تھا۔ جب لوگوں نے اُن سے سوال کیا آپ اپنے غلام سے ایسا سلوک کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا "یہ خبیث میرے باپ سے جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے"۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا اے بُرد! خبردار مجھ سے جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنا جس طرح عکرمہ نے ابن عباس کی طرف منسوب کی ہیں۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)۔

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے خادم سے کہا اللہ سے ڈرو۔ وائے ہو تم پر اے نافع! مجھ سے جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنا جس طرح عکرمہ نے ابن عباس سے منسوب کی ہیں۔

قاسم سے مروی ہے کہ عکرمہ جھوٹا تھا۔ ابن سیرین، یحیٰی بن معین اور امام مالک کہتے ہیں کہ عکرمہ جھوٹا تھا۔ ابن ذویب سے مروی ہے کہ عکرمہ غیر معتبر تھا۔ امام مالک نے اس سے روایت کو ممنوع اور حرام قرار دیا تھا۔ امام مسلم بن حجاج (صحیح مسلم) نے اس سے روگردانی کی تھی۔

محمد بن سعد فرماتے ہیں اس کی حدیث حجت کے قابل نہیں۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر لوگوں نے اس کا جنازہ چھوڑ دیا۔ کہا گیا ہے کہ کوئی بھی جنازہ اُٹھانے پر تیار نہ ہوا یہاں تک کہ سوڈان کے چار افراد کرائے پر حاصل کئے گئے جنہوں نے اس کا جنازہ اُٹھایا۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۳ ذہبی؛ وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول

ص ۹۴ تا ۹۵ نفیس اکیڈمی کراچی؛ کتاب الملل والنحل جلد اول ص ۱۳ شہرستانی مکتبہ الانجلو المصر القاہرہ؛ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۲۸۰، الضعفاء الکبیر جلد ۳ ص ۳۷۳؛ تہذیب الکمال جلد ۲۰ ص ۲۶۴؛ وفیات الاعیان جلد اول ص ۳۱۹؛ میزان الاعتدال جلد سوم ص ۹۳ ؛ المغنی فی الضعفاء جلد ۲ ص ۸۴ ؛ سیر اعلام النبلاء جلد ۵ ص ۹؛ تہذیب التہذیب جلد ۷، ۲۶۳۔۲۷۳)۔

علی بن الجند مسدد

مسدد : ہے جن کا مکمل نام **علی بن الجند** ہے ذہبی نے ان کے لئے اختصار سے لکھا ہے کہ حدیثوں کے بارے میں یہ غیر محتاط تھے۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۶۴۔

علی بن عبداللہ

علی بن عبد اللہ بصری متوفی ۲۲۵ھ ہے۔ اور اس کی روایتیں اس لئے قابل قبول نہیں کہ یہ سمرہ بن حبیب اموی کا آزاد کردہ غلام تھا (معجم الادباء جلد ۱۴ ص ۱۲۴) اس کا رجحان و میلان اپنے آقا کی جانب تھا چنانچہ اس نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ لامناء عند اللہ ثلاثہ : انا و جبریل و معاویہ اللہ تعالی کے نزدیک صرف تین امین ہیں، ایک میں (رسولؐ اللہ) دوسرے جبرئیل اور تیسرے معاویہ۔ ابن عدی کا اس کے بارے میں یہ قول ملتا ہے کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔ میزان الاعتدال ذہبی جلد ۳ ص ۱۴۲، اور لسان المیزان ابن حجر جلد ۴ ص ۲۵۳۔

عمران بن حطان

عمران بن حطان ۔ ان سے بخاری نے ابوداؤد نے اور نسائی نے حدیث لی ہے اس نے جو ابن ملجم ملعون قاتلِ حضرت علیؑ کی مدح میں شعر لکھا اس سے اس کی ناصبیت کا اور خارجیت کا علم ہو جائے گا (نعوذ باللہ) لکھتا ہے:

یا ضربة من تقی ما أردا بها=الاّ لیبلغ ذی العرش رضواناانی لا ذکره یوماً فأحسبه=أوفی البریة عند اللہ میزاناً

یہ ایک متقی کی ضرب تھی جس کا مقصد صاحب عرش کی خوشنودی کے سوا کچھ نہ تھا میں جب کبھی اس دن کو یاد کرتا تو اس کو مخلوق میں عہد کا پکا اور اللہ کے نزدیک بھر پور عمل کا حقدار سمجھتا ہوں۔

تاریخ ابن عساکر ج ۹ ص ۶۴ دار الفکر بیروت؛ الاصابة ابن حجر حالات عمران بن حطان ج ۵ ص ۲۳۲ دار الکتب بیروت؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۴ ص ۲۱۵ موسسة الرسالة بیروت؛ البدلیة والنھایة ابن کثیر نفیس اکیڈمی ج ۷ ص ۶۴۵۔ ابن کثیر لکھتے ہیں ''بعض متاخرین تابعین نے ابن ملجم کی مدح کی ہے اور مدح کرنے والا خارجی عمران بن حطان ان لوگوں میں سے ایک ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے''۔ جلد نہم ۱۱۱ نفیس اکیڈمی کراچی۔ حالات ایوب بن القریہ کے ذیل میں لکھتے ہیں یہ ابتداء میں اہل سنت والجماعت میں تھا انہوں نے ایک حسین وجمیل عورت سے نکاح کیا جس کو یہ بہت چاہتا تھا حالانکہ یہ خود کریہہ المنظر تھا۔ اس نے بہت چاہا کہ اپنی زوجہ کو راہ راست پر لے آئیں مگر جب وہ اہل سنت والجماعت میں داخل نہ ہوئی تو خود اُس کے مذہب پر چل کر مرتد ہوگیا۔ چنانچہ انھوں نے وہ اشعار کہے جس کا ذکر ہو چکا۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ یہ خارجی اور مرتد کہلایا جاتا تھا۔ اور دوسرے یہ کہ مذہب اہل سنت اُس زمانے میں تھا ہی نہیں۔

تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۲۳۵ سلسلہ ۵۳۳۸ میں ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہ سے اور ابوموسیٰ الاشعری، ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر سے روایت کرتا تھا۔ ابوداؤد نے کہا یہ خوارج سے تھا۔ قتادة سے سوال کیا تو کہا کہ اس کے احادیث توہمات سے بھرپور ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا یہ خوارج کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اس طرح سے عقیلی نے کہا کہ اس کی حدیثین قابل قبول نہیں وہ ایک خارجی تھا۔ دار

قطنی نے کہا متروك لسوء اعتقاده و خبث مذهبه: یہ متروک ہے اس لئے کہ اس کا اعتقاد بد ہے اور خبیث مذہب سے تھا۔ یہ ۸۴ھ میں فوت ہوا۔

میزان الاعتدال جلد۳ ص ۲۳۵ سلسلہ ۶۲۷۷ میں اس کا تعارف اس طرح ہے۔ عمران بن حطان السدوسی البصری الخارجی.عن عائشة (یعنی عائشہ سے یہ روایت کرتے تھے) قال صالح بن سرج لا یتابع علی حدیثه؛ قال العقیلی و کان خارجیا؛ وروی یعقوب بن شیبة أنه بلغه أن عمران بن حطان کانت له بنت عم کانت تری رأی الخوارج فتزوجها لیردها عن ذلک فصرفته الی مذهبها۔ صالح بن سرج نے کہا اس کی روایتیں قابل قبول نہیں اور عقیلی نے کہا کہ یہ خارجی تھا۔ یعقوب بن شبیة نے کہا کہ اس نے اپنے چچا کی بیٹی سے شادی کی جو خارجی تھی اُس کو درست تو نہ کر سکا خود اُس کا مذہب اختیار کرلیا۔

عمرو بن بکیر

عمرو بن بکیر بن سابور الناقد : علامہ ابن حجر لکھتے ہیں هذا كذّاب یہ صریحاً جھوٹا ہے۔ تہذیب التہذیب جلد۸ ص۸۶۔

فلیح بن سلیمان

فلیح بن سلیمان۔ ابن معین و ابو حاتم اور نسائی کہتے ہیں کہ فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن صالح کو کہتے سُنا کہ یحیٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ فلیح بن سلیمان ثقہ نہیں ہے اور نہ اُس کا بیٹا۔ عثمان بن سعید نے یحیٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح بن سلیمان ضعیف ہے۔ عباس روایت کرتے ہیں یحیٰ سے کہ فلیح بن سلیمان کی حدیث سے استدلال نہ کرنا چاہئے۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ ابن احمد کہتے ہیں میں نے ابن

معین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمیوں کی بیان کردہ احادیث سے پرہیز کرنا چاہئے وہ تین یہ ہیں محمد بن طلحہ بن مصرف، ایوب بن عتبہ، اور فلیح بن سلیمان۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم نے کس سے سنا اُنہوں نے جواب دیا کہ مظفر بن مدرک سے۔ معاویہ بن صالح یحییٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح ضعیف ہے۔ میزان الاعتدال جلد۳ ص ۳۶۵۔ امام نووی نے ایک حدیث کے ذیل میں جو شرح کی ہے اُس میں اُنہوں نے اس کو رد کیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخوخہ والممر فی المسجد حدیث ۳۵۵ جلد اول ص ۳۲۵ طبع اعتقاد پبلشنگ ھاوس نئی دہلی)۔ ابوداوٗد کہا کرتے تھے کہ لا یحتج بفلیح فلیح کی حدیثوں سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵۔

اللیث بن سعد الفھمی

اللیث بن سعد الفھمی: علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد۳ ص ۴۲۳ سلسلہ ۶۹۹۸ میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ شیوخ اور سماع میں سہل انگاری سے کام لیتے تھے یعنی کسی روایت کو راوی کے نام سے متاثر ہو کر بغیر تحقیق کے قبول کر لیا کرتے تھے۔ کان یتساھل فی الشیوخ والسماع۔ شعبان ۱۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن بشار بندار

محمد بن بشار جو بندار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے متعلق علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کذبہ الفلاس۔ فلاس نے اُس کو جھوٹا کہا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ عبداللہ دورقی کا بیان ہے کہ ہم لوگ یحییٰ بن معین کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بندار کا ذکر چھڑ گیا۔ میں نے یحییٰ کو دیکھا کہ انھوں نے بندار کو کوئی اہمیت نہ دی اور وہ اُس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد۳ ص ۴۹۰ سلسلہ ۷۲۶۹۔

علامہ ابن حجر نے بھی تقریباً وہی عبارت لکھی ہے جو ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھی ہے مزید وہ لکھتے ہیں۔

عمر بن علی حلفاً کہتے تھے کی بندار نے یحیٰ سے جتنی روایتیں کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ عبد اللہ بن علی مدائنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے بندار کی اُس حدیث کے متعلق جو اُس نے بسلسلہ اسناد پیغمبرؐ سے روایت کی ہے کہ تسحروا فان فی السحور برکۃ سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہے دریافت کیا۔ تو میرے باپ نے کہا جھوٹ ہے اور انھوں نے سخت انکار کیا۔ یحیٰ بن معین کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے کوئی اہمیت نہ دی اسی طرح قواریری بھی اس کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کان صاحب حمام۔ امام عجلی کہتے ہیں کہ وہ حائک یعنی جلاہا تھا۔ اور لوگوں کو حمام کرانے، حجامت بنانے کا پیشہ کرتا تھا (واضح رہے کہ اس قسم کے پیشہ ور ہمیشہ اُلٹی سیدھی باتیں صرف اپنے گاہکوں کو خوش رکھنے کے لئے پہلے بھی کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں) تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۶۲۔۶۱ سلسلہ ۸۷۔

محمد بن بکار

محمد بن بکار : علامہ ذہبی لکھتے ہیں یہ مجہول تھا بالاجماع ضعیف حدیثیں روایت کرتا تھا اس لئے لوگوں نے اس کو ترک کر دیا۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۴۹۲ سلسلہ نمبر ۷۲۷۶۔

محمد بن جعفر الواسطی

محمد بن جعفر الواسطی بلقب شعبہ (شعبۃ) لسان المیزان علامہ ابن حجر ج ۵ ص ۱۰۸ سلسلہ ۳۶۶ اور میزان الاعتدال علامہ ذہبی جلد ۳ ص ۵۰۱ سلسلہ ۷۳۲۳ میں لکھتے ہیں کہ ضعفہ جماعۃ من اھل بلدنا۔ ہمارے اہل شہر کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

محمد بن جعفر منذر

محمد بن جعفر منذر :علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد۳ص ۵۰۲ سلسلہ ۷۳۲۴ میں لکھتے ہیں کہ ابن حاتم کا کہنا ہے کہ اس کی احادیث حجت نہیں رکھتیں حدیثہ لا یحتج بہ اور ابن مبارک نے اس کی روایتوں سے انکار کیا اور کہا کان مغفلا یعنی وہ احمق تھا۔

علامہ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب جلد۹ص ۸۴ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

محمد بن سنان

محمد بن سنان۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ محمد بن سنان کاذب تھا اور ابن خراش کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں تھا۔ میزان الاعتدال جلد۳ص ۵۷۵۔

محمد بن محبوب

محمد بن محبوب البنانی :جس کے بارے میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں یہ قدری مذہب پر تھا اور اس کو محدثین نے ضعیف القول قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد۱ص ۶۲۴ سلسلہ نمبر ۸۱۱۹۔

محمد بن یحییٰ موسوم بہ ابن حبان

محمد بن یحییٰ بن حبان المعروف ابن حبان :خارجی اور ناصبی دشمن اہل بیت تھا چنانچہ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۸ میں حالات علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام میں ابن حبان کے قول کو نقل کیا ہے قال ابوالحسن الدار قطنی فی کتابہ حدثنا ابن حبان فی کتابہ قال علی ابن موسیٰ الرضا یروی عن ابیہ عجائب یھم و یخطی۔ یعنی ابوالحسن دارقطنی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابن حبان اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ علی

ابن موسیٰ رضا (علیہ السلام) اپنے والد کے حوالے سے عجیب روایتیں بیان کرتے ہیں جن میں وہم اور خطا ہیں۔ اسی طرح تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۹ حالات امام علی ابن موسیٰ میں ابن حجر نے بھی ابن حبان کے اس قول کو لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر ابن حجر لکھتے ہیں کہ علی ابن موسیٰ رضا (علیہ السلام) اتنے بڑے عالم تھے کہ بیس سال کے سن میں مسجد رسولؐ میں فتوے دیتے تھے۔ آئمہ حدیث میں سے آدم بن ابی ایاس، نصر بن علی الجهیضمی، اورحمد بن رافع القشیری ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے علی ابن موسیٰ رضا (علیہ السلام) سے روایت لی ہے۔

معمر ابن راشد

معمر ابن راشد: اس کے بارے میں ہے کہ یہ کذاب، مجہول اور منکر روایات تھا۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کے اوہام مشہور ہیں اور ابو حاتم کا قول ہے کہ بصرہ کے اس کے تمام روایات غلط اور مشکوک ہیں، ثابت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۵۴۔ ہشام بن عروہ نے کہا کہ اس کی روایات اکثر اوہام (یعنی وہم اور شبہ) سے بھرپور ہیں۔ تہذیب التہذیب ابن حجر ج ۸ ص ۲۸۳۔۲۸۴۔

موسیٰ بن طارق ابوقرۃ الزبیدی

موسیٰ بن طارق: میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۲۰۷ میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابو حاتم کا ان کے بارے میں یہ قول ہے کہ ان کی حدیثیں قابل حجت نہیں ہے مجلة الصدق۔

موسیٰ بن عبیدہ الربذی

موسیٰ بن عبیدہ: میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۲۱۳ میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ان سے ترمذی، ابن ماجہ نے روایتیں لی ہیں۔ امام احمد ابن حنبل کا ان کے بارے میں یہ قول ہے کہ ان کے بیان کردہ حدیث قابل تحریر ہی نہیں ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں یہ

۴۹	معمر نے وہب بن عبداللہ سے اور وہب نے ابی الطفیل سے روایت ہے کہ اُس نے کہا ''میں نے علیؑ ابی طالب کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور کہہ رہے تھے کہ تم لوگ مجھ سے سوال کرو۔ کیونکہ واللہ تم جس بات کو دریافت کرو گے میں تم کو اُس کی خبر دوں گا۔ اور مجھ سے کتاب اللہ تعالیٰ کی نسبت پوچھو اس لیے واللہ کوئی آیت ایسی نہیں جس کی بابت مجھ کو یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ رات میں اُتری ہے یا دن میں اور ہموار میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں''۔	الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع اگست ۱۹۸۲ء	جلد دوم صفحہ ۴۶۰
۵۰	بخاری نے ابن ابی ملیکہ کے طریق پر ابن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ''ایک دن عمر ابن خطاب نے اصحاب رسولؐ سے دریافت کیا تمہارے خیال میں یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی'' ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ من نخیل و اعناب ''صحابہ نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ عمر بن خطاب اس جواب کو سن کر خفا ہوئے اور انہوں نے غصے سے کہا ''صاف کہو تم نہیں جانتے''۔	ایضاً بخاری جلد دوم کتاب التفسیر باب ایود احدکم ۶۰۸، حدیث ۱۶۴۵۔	۴۶۲
۵۱	جب مصحفوں کو عثمان بن عفان نے تیار کر لیا تو اس کے نسخے ہر ایک ملک بھجوایا اور اس کے سوا جتنے الگ الگ پرچوں اور ورقوں میں قرآن لکھا ہوا تھا سب کو جلانے کا حکم دیا۔ (اگر اختلاف نہیں تھا تو جلایا کیوں؟)	بخاری جلد دوم کتاب التفسیر باب جمع القران حدیث ۲۰۸۹	۱۰۹۳

ضعیف ہیں، ابن عدی کہتے ہیں کہ ان کی حدیثوں میں کھلے طور پر ضعف پایا جاتا ہے۔ ابن معین نے ان کے بارے میں کہا کہ ان کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔ مرّہ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث کو بطور حجت نہیں پیش کیا جا سکتا۔ یحیٰ بن سعید کا قول ہے کہ ہم ان کی حدیث سے دور رہتے تھے۔ یعقوب بن شیبہ کا بیان کہ یہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۱۴۱ تا ۱۴۲ میں ابن حجر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے مزید ابن خیثمة کے حوالے سے کہ ابن معین نے کہا کہ ان کی ضعیف ترین حدیثیں وہ ہیں جو انھوں نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہیں۔

وکیع بن الجراح

فن حدیث کے ارکان میں شمار کیے جاتے ہیں اور ابو حنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہیں کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۴۰، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وکیع فی خمس مائة حدیث۔ ابن مہدی کہتے ہیں کہ اس نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دار لکتب العلمیة بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ھ طبع دار لکتب العلمیة بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح أولم ابو المحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دار الکتب العلمیة بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرة النعمان ص ۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

ولید بن شجاع ابی بدر

الولید بن شجاع ، ابو همام بن ابی بدر ۔ابن معین نے کہا کہ لا باس بہ اور ابو حاتم نے کہا کہ ان کی احادیث قابل بھروسہ نہیں ہیں۔ میزان الاعتدال جلد۴ ص ۳۴۰ ۔سلسلہ نمبر ۹۳۷۴۔

ھشیم بن بشیر

ھشیم بن بشیر السلمی :ان کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ یہ حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے، سفیان ثوری نے ان سے حدیثیں لینے سے منع کیا ہے۔ یہ لوگوں کی طرف غلط نسبت دے کر حدیثیں بیان کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد۴ ص ۳۰۶ سلسلہ نمبر ۹۲۵۰۔

ھمام بن نافع

ھمام بن نافع الحمیری الصناعی: محمد بن عمر المعروف العقیلی المکی متوفی ۳۲۲ھ اپنی کتاب الضعفاء العقیلی دار الکتب العلمیۃ بیروت ج ۴ ص ۳۷۱ میں لکھتے ہیں۔ حدیثہ غیر محفوظ ایسا ہی میزان الاعتدال جلد۴ ص ۳۰۸ میں ذہبی نے اور ابن حجر تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۵۹ نے بھی لکھا ہے۔

ھیثم بن حمید

ھیثم : الھیثم بن حمید الدمشقی: ابوداؤد نے انہیں قدری مذہب کا کہا ہے۔ اور ابو مسہر غسانی نے انہیں قدری اور غیر معتبر کہا ہے۔ میزان الاعتدال جلد۴ ص ۳۱۹ سلسلہ نمبر ۹۲۹۸۔ یہ غیر معتبر اور جھوٹے تھے اور حدیثوں میں تصرف کیا کرتے تھے اور حدیثیں چرایا کرتے تھے ان سے بڑھ کر جھوٹا کسی کو نہیں پایا۔ تقریب التہذیب ابن حجر ج ۲ ص ۶۹۔

یحییٰ بن سعید القطان

یحییٰ بن سعید معروف بہ القطان: علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۱۴ حالات امام جعفر صادق علیہ السلام میں لکھتے ہیں امام جعفرؑ آئمہ اعلام میں سے ایک بزرگ ہیں بڑے نیک، صادق القول اور کبیر الشان۔ مگر ان کے بارے میں یحییٰ بن سعید القطان کا یہ قول ہے مجالد أحب منه ، في نفسي منه شئ مجھے امام جعفر سے زیادہ مجالد سے محبت ہے اس لئے کہ امام جعفر کی طرف سے میرے دل میں خلش ہے۔ الکامل میں عبداللہ بن عدی متوفی ۵۶۳ھ طبع دار الفکر بیروت ج ۲ ص ۱۳۱ نے بھی یہی لکھا ہے۔ تہذیب الکمال ابو الحجاج یوسف المزی متوفی ۷۴۲ھ طبع موسسۃ الرسالۃ ج ۵ ص ۷۷ میں یحییٰ بن سعید القطان کا یہ قول ہے کہ وذكر جعفر بن محمد فقال :ما كان كذوبا ۔ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ بخاری نے امام جعفر سے اسی لئے کوئی حدیث نہیں لی کہ اُنہیں یحییٰ بن سعید کا یہ قول ملا۔

انتخاب

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون

سیرۃ الحلبیہ

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی

تعارف

زیرنظر'' انتخاب'' کتاب علامہ علی ابن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ کی مستند کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون کی تین جلدوں کا اردو ترجمہ مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی دارالعلوم دیوبند ۶ جلدوں میں کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سے پیش خدمت ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے لئے اس کے مترجم کا نام اور مقام اشاعت ہی کافی ہے۔ اس کے علاوہ ناشر اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ'' اردو زبان میں تا حال اتنی تفصیلی سیرت النبی ﷺ دستیاب نہیں یہ کتاب عربی میں بھی نہایت مستند اور اہم سمجھی جاتی ہے۔ اس کی سند کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اسے'' ام السیّر '' قرار دیا۔ قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ'' اہم ترین سیرت سیرت حلبیہ ہے جو الامام الہمام الشیخ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کے قلم سیرت کا شاہ کار ہے۔ جس کی اُمت نے ہر دور میں تلقی بالقبول کی ہے۔ صدیوں سے یہ کتاب تمام کتب سیرت کے لئے ماخذ بنی ہوئی ہے اور مشکلات سیرت میں علماء نے اس کی طرف خاص طور سے رجوع کیا ہے اور اسے مشعل راہ بنایا ہے اور اپنی اپنی تالیفات سیرت کو اسی کے حوالوں سے مزین اور مستند بنایا ہے اور انہیں قابل اعتماد ثابت کیا ہے۔ اس لئے اگر اسے'' ام السیّر '' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا''۔

جلد اول

حضرت عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد بھی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ کثرت سے ان کی حمد اور تعریف کیا کرتے تھے اس لئے کہ مصیبت کے وقت میں وہ قریش کا سہارا تھے۔ جلد اول ص ۴۷

عبدالمطلب اپنی اولاد کو حکم دیتے تھے کہ وہ ظلم اور سرکشی نہ کیا کریں وہ ان کو شریفانہ اخلاق اختیار کرنے کی نصیحت کیا کرتے اور برے کاموں سے بچنے کی نصیحت کرتے تھے۔ اللہ تعالی کی توحید کے قائل تھے۔ ان کے ایسے بہت سے طریقے ہیں جنہیں قرآن پاک نے باقی رکھا ہے۔ ان کے جو طریقے ہیں ان میں نذر (منت) کو پورا کرنا، محرم عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا، چور کے ہاتھ کاٹنا، نومولود لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے اور قتل کرنے سے روکنا، شراب اور زنا کو حرام قرار دینا اور بیت اللہ کے گرد برہنہ ہو کر طواف کرنے کو منع کرنا شامل ہیں۔ جلد اول ص ۴۸۔

حضرت ہاشم سے اُن کی نیکیوں کی وجہ سے امیہ حسد کرنے لگا۔ قریش نے امیہ کو اور زیادہ عار دلائی وہ اس (امیہ) کو کہا کہ کیا تو ہاشم کی نقل کرتا ہے۔ امیہ نے حضرت ہاشم کو مفاخرت (مفاخرت کے معنی دو آدمیوں کا ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتانا اور تفاخر کرنا ہے۔ عربوں میں یہ دستور تھا کہ اس طرح کی شرط کرتے تھے کہ دونوں فریق ایک حکم کے سامنے اپنے مفاخر اور بڑائیاں بیان کرتے تھے قاضی جس کے حق میں فیصلہ دے وہ جیت جاتا تھا۔ مترجم)۔ کی دعوت دی۔ ہاشم نے اپنی بلند مرتبہ حیثیت کی وجہ سے امیہ کی اس دعوت کو مسترد کر دیا تھا مگر قریش نے جب مجبور کیا تو اس شرط پر راضی ہوئے کہ پچاس سیاہ آنکھوں والے اونٹ پر جو مکہ میں ذبح کئے جائیں اور مکہ سے دس برس تک جلاوطنی۔ امیہ اس کے

لئے راضی ہو گیا اور ایک کاہن خزاعی کو اپنا قاضی بنایا جو عسفان میں رہتا تھا یہ دونوں ایک جماعت کے ساتھ کاہن سے ملنے گئے جب یہ وہاں پہنچے تو ان کے کچھ بتانے سے پہلے ہی کاہن بول اُٹھا "قسم ہے چمکنے والے چاند کی، قسم ہے جھلملانے والے ستاروں کی، قسم ہے برسنے والے بادلوں کی، قسم ہے فضا میں اُڑنے والے پرندوں کی اور قسم ہے اس کی جس نے علماء کے ذریعہ مسافر کی رہنمائی کی کہ بڑائیوں اور مرتبوں مین ہاشم، امیّہ پر سبقت لے گئے"۔ص ۴۹

اس طرح ہاشم کو امیہ پر فتح ہوئی، امیّہ جلاوطن ہو کر شام چلا گیا اور دس سال تک وہیں رہا۔ یہ پہلی عداوت اور دشمنی تھی جو ہاشم اور امیّہ میں قائم ہوئی پھر ان کی اولادوں نے یہ دشمنی وراثت میں پائی۔ص ۵۰۔

قصئی نے قبیلہ قریش کے اُن لوگوں کو مکے بلایا جو دوسرے شہروں میں منتشر تھے اور اُن کے بارہ قبیلے بنادئے۔ چونکہ قصئی نے قریش کے ادھر ادھر بکھرے ہوئے لوگوں ایک جگہ جمع کر دیا تھا اس لئے اس کو "مُجمِع" جمع کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ بعض مورخین نے اس طرح روایت کی ہے کہ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصئی کو مجمع کا نام دیا۔ص ۵۷۔

ایک قول یہ ہے کہ قصئی قریش کو جمع کرنے والے ہیں اس لئے اس سے پہلے لوگوں میں کسی کی اولاد کو قریش نہیں کہا جاتا۔ یہ روایت رافضیوں کی طرف منسوب ہے مگر یہ غلط ہے اس لئے کہ اس روایت کے ذریعہ دراصل شیعوں کا مقصد یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کے متعلق یہ ثابت کریں کہ وہ قریش میں سے نہیں تھے۔ اس لئے ان دونوں حضرات کو امامت عظمٰی یعنی خلافت پر کوئی حق نہیں تھا۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تھا امام یعنی قوم کا سردار ہمیشہ قریش سے ہونا چاہئے۔ص ۴۷

(فتح الباری جلد ۶ ص ۲۸۸؛ طبقات ابن سعد (اردو) جلد اول ص ۹۲،

عربی جلد اول ص ٦٩؛ طبری (اردو) جلد اول ص ۴۷، عربی جلد ۲ ص ۲۲ تا ۲۳؛ تیسیر الباری شرح صحیح البخاری باب مناقب قریش میں یہ مذکور ہے کہ قصئی ہی پہلی مرتبہ قریش کے نام سے موسوم ہوئے؛ سیرۃ النبی اردو علامہ شبلی نعمانی جلد اول ص ۱۱۰ طبع الفیصل ناشران لاہور میں علامہ شبلی لکھتے ہیں: علامہ ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے قریش کا لقب قصئی ہی کو ملا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ قصئی نے چونکہ خاندان کو جمع کر کے کعبہ کے آس پاس بسایا اس لئے ان کو قریش کہتے ہیں کیونکہ تقریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں اسی بنا پر اُن کو مجمع بھی کہتے تھے؛ تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۵۰۸ فصل ۲۸ میں قصئی کو قریش ابطح لکھا ہے۔ مراد)

حضرت علی نے عبداللہ ابن عباس کے فرزند کا نام علی رکھا اور لقب بھی اپنا ہی رکھا یعنی ابوالحسن۔ مگر معاویہ سیاسی طور چونکہ حضرت علی کے مخالف تھے اس لئے جب معاویہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے کہا کہ تم اُس کا نام ولقب وہ نہ رکھو جو اُن کا یعنی حضرت علی کا ہے۔ امیر معاویہ نے ایسا اپنی ناپسندگی کی وجہ سے کیا۔ ص ۲۱٦

حضرت علی کعبے میں پیدا ہوئے تھے لأن علیا صغیرا لم یبلغ سبع سنین: أی لأنه ولد فی الکعبة ۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۴۸۳؛ تاریخ مسعودی مروج الذہب اردو طبع نفیس اکیڈمی کراچی ج ۲ ص ۲۸۷؛ تذکرۃ الخواص الامۃ ابن جوزی ص ۱۰؛ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث دھلوی ج ۴ ص ۴۰٦۔ مراد) ص ۴۴۰۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ کا شادی ہوئی تو اس وقت حضرت خدیجہ ۴۰ سال کی تھیں، ایک قول ہے کہ ۴۵ سال کی تھی اس طرح ایک قول ۳۰ سال کا ہے اور ایک قول ۲۸ سال کا ہے اسی طرح ۳۵ اور ۲۵ سال کی عمر کے اقوال بھی ہیں۔ ص ۴۴۳

ابو ہالہ سے ہی حضرت خدیجہ کے یہاں ایک لڑکا ہوا اُس کا نام بھی ہند تھا

اس طرح یہ ہند ابن ہند تھے، یہ ہند بن ہند کہا کرتے تھے: میں اپنے باپ، ماں بھائی اور بہن کے لحاظ سے سب زیادہ معزز اور شریف انسان ہوں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی والدہ حضرت خدیجہ سے شادی کرلی تھی۔ میری والدہ حضرت خدیجہ ہیں (جو پہلی اُم المؤمنین یعنی مسلمانوں کی اماں ہیں)، میرے بھائی قاسم اور میری بہن فاطمہؑ ہیں۔ یہ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ ص ۴۴۴

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرا یہ اعزاز عطا فرمایا کہ کوئی شخص کبھی میرے بدن کے پوشیدہ حصے کو نہ دیکھ سکے گا اور اگر کسی کی نظر پڑ گئی (تو دیکھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ ص ۴۴۹

عمر ابن خطاب جب حرم مکہ میں داخل ہوئے تو حجر اسود کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: واللہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان لیکن اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو ہرگز تجھے نہ چومتا۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا: نہیں یہ نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہے۔ عمر ابن خطاب نے پوچھا وہ کیسے۔ تو حضرت علی نے کہا یہ قرآن سے، اس پر عمر نے پوچھا قرآن میں کہاں ہے؟ اس کے بعد حضرت علی نے سورہ اعراف ۱۷۲ آیت پڑھ کر سنائی۔ اس پر عمر ابن خطاب نے یہ سُنا (تو وہ حیران ہوئے اور انہوں نے حضرت علی کے علم کا اقرار کرتے ہوئے) فرمایا: میں اُن لوگوں میں رہنے سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں جن میں تم جیسا عالم نہ ہو اے ابوالحسن اعوذ باللہ أن أعيش في قوم لست فيهم يا أبا الحسن ص ۵۰۸ تا ۵۰۹۔ (اس واقعہ کو بخاری ج ا، باب ۱۰۱ا، حدیث ۱۵۰۳؛ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین مکتبہ ابراہیمیہ لاہور ص ۴۳۵، اور کنز العمال جلد ۵ ص ۱۷۸ اسلسلہ ۱۲۵۲۱ میں ذکر کیا ہے۔ مراد)

نمبر	عبارت	کتاب	حوالہ
۵۲	عبداللہ بن مسعود اور اُبی بن کعب کے مصحف میں فما استمتعتم منھن کے بعد الیٰ اجلٍ مسمّی تھا جواب موجود نہیں ہے	صحیح مسلم باب النکاح المتعہ	جلد چہارم صفحہ ۱۳
۵۳	عائشہ نے کہا "پہلے قرآن میں یہ اُترا تھا کہ دس بار دودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پھر منسوخ ہوگیا اور پانچ بار پلانا ٹھہرا، رسول اللہ ؐکی وفات ہوئی اور لوگ اس کو قرآن میں پڑھتے تھے"	موطا امام مالک ترجمہ اُردو مکتبہ رحمانیہ لاہور	ص ۴۳۴
۵۴	عن انس بن مالك قال قمت وراء ابی بكر، و عمر و عثمان فكلهم كان لا يقرآء بسم الله الرحمن الرحيم اذا افتتحو الصلوٰت : ترجمہ انس بن مالک نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابوبکر، عمر، اور عثمان کے جب نماز شروع کرتے کوئی اُن میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا تھا	موطا امام مالک اُردو ترجمہ	صفحہ ۶۷
۵۵	ابن مردویہ سے عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ عہد رسولؐ میں آیہ بلغ کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولیٰ المومنين وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس۔ (نوٹ: اس دلیل کے باوجود شیعہ تحریف کے قائل نہیں ہے)	درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی	جلد ۲ صفحہ ۲۹۸

جب بنی اُمیہ کی تعداد چالس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے اور اللہ کے مال کو اپنی ریاست بنالیں گے اور اللہ کے دین کو خراب کریں گے۔ اسی طرح ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ کے دین کو اور اللہ کی کتاب کو بدل دیں گے (اس حدیث کو نقل کیا ہے کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۶۵ سلسلہ ۳۱۰۵۸؛ مسند الشامیین ج ۲ ص ۳۳۸؛ ابن عساکر ج ۵۷ ص ۲۵۳؛ البدایہ النھایہ ج ۶ ص ۱۲۷ اور حالات مروان جلد ۸ ص ۲۸۴ (عربی)؛ کتاب الفتن نعیم حماد ص ۷۲۔ مراد)۔ ص ۲۵۴

کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟ شافعی مسلک کے بڑے علماء میں سے علامہ الکیاہراسی ہیں جو امام الحرمین علامہ نظیر الغزالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ ان سے یزید کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ صحابہ میں سے تھا اور آیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے تو نہیں تھا اس لئے کہ وہ عمر ابن خطاب کے دور خلافت میں پیدا ہوا تھا۔ اس پر لعنت بھیجنے کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں جن میں ایک صاف لعنت کا فتوئی ہے اور دوسرے میں واضح فتوئی نہیں ہے، اسی طرح امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔ اور ہمارے یہاں (شافعیوں) میں اس بارے میں ایک قول ہے اور وہ صریحی لعنت کا قول ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ جواری تھا اور شکار میں بازی لگایا کرتا تھا اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا۔ نیز شراب کے سلسلہ میں اُس نے شعر کہے ہیں وہ کافی مشہور ہیں۔ یہاں تک علامہ ہراسی کا کلام ہے۔

علامہ غزالی سے کسی نے پوچھا کیا ایسا شخص جو یزید پر لعنت کرنے کا حکم لگائے وہ فاسق اور گناہ گار ہوگا اور کیا یزید کے لئے رحمت کی دعا کرنا جائز ہے؟ علامہ نے جواب دیا کہ جو شخص یزید پر لعنت کرتا ہے وہ فاسق اور گناہگار ہے کیونکہ مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اس طرح وحشی جانوروں تک پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے ....اس کے

ساتھ قتال کرنا کفر نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ لہذا اس پر رحمت بھیجنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ یزید مومنوں میں داخل ہے۔ یہاں تک علامہ غزالی کا کلام ہے۔

مگر علامہ الکیاہراسی نے یزید پر لعنت بھیجنے کا جو حکم لگایا ہے اس کو ہمارے (یعنی حلبی) کے استاد شیخ محمد البکری مانتے ہیں اور اُن کے والد علامہ شیخ ابوالحسن بھی مانتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں بڑے بڑے اور متقی علماء نے یزید پر لعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا۔ علامہ ابن جوزی نے اس بارے میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔

اسی طرح سعد تفتازانی نے لکھا ہے کہ مجھے اس کے اسلام ہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں بھی شک ہے اس پر اُس کے مددگاروں اور ساتھیوں پر اللہ تعالی کی لعنت۔ ص ۵۲۹۔

واقعہ حرہ اور مدینہ کی تاراجی ص ۵۳۰ تا ۵۳۴۔

یزید کے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان: میری اُمت کے معاملات ہمیشہ انصاف اور دیانت داری سے چلتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا اس طریقہ میں رخنہ ڈالے گا۔ لا یزال أمر أمتی قائما بالقسط حتی یثلمه رجل من بنی أمیة یقال له یزید ص ۵۳۳۔

(اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۵ ص ۲۴۱؛ مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۷۶؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۶۸ ؛

فیض القدیر شرح جامع الصغیر المناوی ج ۳ ص ۱۲۲؛ ابن عساکر ج ۶۵ ص ۲۵۰۔ جنگ صفین مختصر روداد۔ ص ۵۳۸

حضرت امام حسن کا صدقہ کا خرمہ دہن مبارک میں ڈال لینا اور آنحضرت کا فرمانا: کخ کخ أما تعرف أنا لا نأكل الصدقة ۔ نیز آپ کا یہ ارشاد، محمد ﷺ کی اولاد کے لئے صدقہ کی چیز کا کھانا جائز نہیں ہے: ۱۰۔ الصدقة لا تنبغی لآل محمد۔ ص ۶۰۰

حضرت عیسیٰ صبح کی نماز کے وقت آسمان سے اُتریں گے اور حضرت مہدیؒ کے پیچھے نماز فجر پڑھیں گے اُس وقت حضرت مہدیؒ اُن کو دیکھ کر یہ کہیں گے: اے روح اللہ! آپ آگے آیئے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے آپ ہی آگے رہیے اس لئے کہ یہ آپ کے لئے قائم ہو چکی ہے۔ (تقدم فقد أقیمت لک. الاحادیث الطوال طبرانی ص ۱۲۵ ؛البدایة والنھایة جلد۹ ص۱۷۶۔ مراد)۔ص ۶۱۱

(جلد اول ختم)

جلد دوم آغاز

وضو میں پیروں کا دھونا۔ یہ بات اُن حضرات کے لحاظ سے ہے جو آیت وضو میں ارجلکم یعنی ''ل'' پر زبر پڑھتے ہیں کیونکہ جبرئیل علیہ السلام والی جو حدیث ہے اُس میں پیروں کا صرف مسح یعنی ہاتھ پھیرنا بیان کیا گیا ہے۔ أی وھو أن جبریل أول ماجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوحی توضأ فغسل وجھه و یدیه الی المرفقین و مسح رأسه ورجلیه الی الکعبین و سجد سجدتین اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام پہلی بار آنحضرت ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے تو وضو کا طریقہ سکھلانے کے لئے انہوں نے اپنا چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے پھر انہوں نے سر کا اور ٹخنوں تک پیروں کا مسح کیا۔ اگر ارجلکم کے ''ل'' پر زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو بھی وہ جو حکم (چہرہ دھوؤ) کے تحت رہے گا۔ اس صورت میں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ''ل'' پر اگر زیر پڑھنے کی صورت میں یہ وجوھکم کے تحت کیسے رہ سکتا ہے کیونکہ وجوھکم میں ''ہ'' پر زبر ہے اس لئے اس کے تحت ماننے کی صورت میں ارجلکم میں بھی ''ل'' پر زبر ہونا چاہئے۔ اور اگر ''ل'' پر زیر پڑھا گیا تو یہ ارجلکم کا لفظ بروسکم (سروں کا مسح کرو) کے تحت آتا ہے لہٰذا جو حکم سر کے لئے ہے وہی پیروں کے لئے بھی ہوگا کیونکہ صفت کے لفظوں میں برابر کے لفظ کی وجہ سے زیر نہیں آیا کرتا۔

تشریح: وضو میں پیروں کا مسح کرنے کا قول شیعوں کے یہاں ہے اور عربی زبان کے اس قاعدے کے تحت آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ دھوئے جائیں اور سر اور پیروں پر ہاتھ پھیرا جائے۔

شیخ محی الدین عربی نے اس بارے میں لکھا ہے: وفی کلام الشیخ

محی الدین مسح الرجلین فی الوضوء بظاهر الکتاب و غسلهما بالسنة کہ وضو میں پیروں کا مسح کرنے کا قول قرآن پاک کے ظاہری الفاظ کی بنیاد پر ہے جب کہ پیروں کے دھونے کی بنیاد سنت پر ہے۔ ص ۱۹۴ تا ۱۹۵۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی کی شادی حضرت فاطمہؑ سے کی تو آپ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا قال لها زوجتک سیداً فی الدنیا و الآخرة، وانه لأول أصحابی اسلاما، وأکثرهم علما، وأعظمهم حلما' میں نے تمہاری شادی اُس شخص سے کی ہے جو دنیا اور آخرت کا سردار ہے اور جو اسلام کے لحاظ سے میرا سب سے پہلا صحابی یعنی ساتھی ہے علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے اور مروت و بردباری کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ ص ۲۰۲ (اس حدیث کا ذکر ان کتابوں میں ہے۔ تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۵۲؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۲۸، ص ۱۸۸؛ الکامل ابن عدی ج ۳ ص ۴۱۹، نظم درر السمطین ص ۱۸۰ و ص ۱۸۸؛ تهذیب الکمال المزی ج ۲۰ ص ۴۸۴؛ تهذیب التهذیب ابن حجر حالات علی ابن ابی طالب جلد ۷ ص ۲۹۶؛ انساب الاشراف البلاذری۔

عقیل اور معاویہ کا مکالمہ جس میں حضرت عقیل نے کہا: میرا بھائی (یعنی حضرت علیؑ) میرے دین کے لئے بہتر آدمی ہے اور تم میری دنیا کے معاملہ میں بہتر ہو۔ ص ۲۰۴

حضرت ابو طالب کا اپنے بیٹوں سے فرمانا کہ: اپنے چچازاد بھائی کے برابر کھڑے ہو کر تم بھی نماز پڑھو۔ ص ۲۰۵

عفیف کندی کا واقعہ جس میں یہ لکھا ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اونی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کیا اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر لڑکا ایک جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کیا اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہو کر وہ بھی نماز پڑھنے

لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں (عفیف کندی) نے یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے اُس کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھتیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عفیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش چوتھا میں رہتا۔ اس کے بعد حلبی تاویلات پیش کرنے لگے کہ اور کوئی اس نماز میں شریک کیوں نہیں تھا خصوصا ابوبکر، زید بن حارثہ وغیرہ۔ ۲۰۹ تا ۲۱۰ (اس حدیث کا ذکر مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۲۰۹؛ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۴۷ میں ہے۔ مراد)

اس کے بعد یہ لکھتے ہیں حضرت علی کا اپنے متعلق قول ہے: **لقد عبدت الله قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة خمس سنين**

اس امت کے لوگوں نے جب اللہ کی عبادت شروع کی ہے میں اُس سے پانچ سال پہلے سے اللہ کی عبادت کر رہا ہوں۔ ص ۲۱۱ (اس حدیث کا ذکر ہوا ہے۔ شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۱۵ اور ج ۴ ص ۱۱۸؛ تہذیب الکمال المزی ج ۲۰ ص ۴۸۲؛ تہذیب التہذیب حالات حضرت علیؑ جلد ۷ ص ۲۹۶۔ مراد)

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر اُس وقت مسلمان ہوئے جب **یا ایها المدثر** نازل ہوئی اور جیسا کہ بیان ہوا یہ آیت پہلی وحی کے بعد نازل ہوئی (جو تین سال کا عرصہ تھا) تو گویا ابوبکر بہت دیر سے مسلمان ہوئے **وهذا السياق ربما يدل على أن اسلام أبي بكر تأخر الى نزول (ياأيها المدثر) بعد فترة الوحي، بناء على ما تقدم**۔ ص ۲۱۶

ایک مرتبہ ابوبکر منبر پر خطبہ دے رہے تھے اُس وقت آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت حسن ابن علی وہاں آگئے اور ابوبکر کو مخاطب ہوکر کہا انزل عن مجلس (منبر) أبی . فقال: مجلس أبیک و اللہ لا مجلس أبی. میرے باپ کی جگہ سے اُتر جا۔ اس پر ابوبکر نے کہا کہ بیشک یہ تمہارے ہی باپ کی جگہ ہے واللہ میرے باپ کہ جگہ نہیں ہے ص۲۲۰ (اس حدیث کا ذکر کنز العمال ج ۵ ص ۶۱۶ سلسلہ ۱۴۰۸۴ اور ۱۴۰۸۵، ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۰۷۔ مراد)

اسی طرح ایک واقعہ عمر ابن خطاب کے دور میں ہوا جب امام حسینؑ نے کہا میرے باپ کے منبر سے اُتر۔ عمر ابن خطاب نے کہا کہ بیشک یہ تمہارے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں انزل عن منبر أبی، فقال لہ: منبر أبیک لا منبر أبی۔ ص۲۲۰ (اس حدیث کا ذکر کیا ہے کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۵۴ سلسلہ ۳۷۶۶۱ اور ۳۷۶۶۲؛ علل دار قطنی ج ۲ ص ۱۲۵، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۵۲؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۷۵؛ تاریخ مدینہ ابن شبۃ النمیری متوفی ۲۶۲ھ دار الفکر بیروت جلد ۳ ص ۱۹۸، تہذیب الکمال المزی ج ۶ ص ۴۰۴۔ مراد)

جب آنحضرت ﷺ نے اپنے اقرباء خاندان والوں کو دعوت اسلام دی اور فرمایا اے عبد مناف اپنی جانوں کو بچاؤ۔ اے بنی زہرہ اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے فاطمہؑ اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے صفیہ محمدؐ کی پھوپی اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ ص۲۵۰

آپؐ نے حضرت علی کو دعوت کا انتظام کرنے کے لئے فرمایا۔ ۴۵ مرد اور دو عورتیں تھیں۔ (اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بحث کی گئی کہ اور بیٹیاں کہاں گئیں؟)۔ ص۲۵۳

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس اب کون ہے جو میری اس بات کو قبول کرتا ہے اور کلمہ کو پھیلانے میں میری مدد کرتا ہے اُس وقت پورے مجمع میں حضرت علیؑ بولے جبکہ پوری قوم خاموش رہی۔ حضرت علیؑ نے کہا: میں یارسول اللہ اگر چہ میں ان میں عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ہوں۔ بعض راویوں نے ارشاد رسول اللہ ﷺ میں یہ

اضافہ کیا کہ جو میرا بھائی میرا وزیر، میرا وارث، اور میرے بعد میرا خلیفہ بنے گا۔

جب تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے سنایا اور ہر وقت حضرت علی ہی کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ تم میرے بھائی میرے وزیر میرے وارث اور میرے بعد میرے خلیفہ ہو (اس روایت کو مفصل طور پر تاریخ طبری (عربی) جلد۲ ص ۶۲، تاریخ طبری جلد اول ص ۸۹ نفیس اکیڈیمی کراچی؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳۳ نے بحوالہ ابن اسحاق، ابن جریر، ابن حتم وابن مردویہ، وابو نعیم پھر لکھا (حق معا فی الدلائل)؛ تفسیر جامع البیان طبری ج ۱۹ ص ۱۴۹؛ تفسیر ابن کثیر نے اس لئے اس روایت کو رد کیا کہ اس کے راویوں میں عبدالغفار بن قاسم ابی مریم انصاری شیعہ ہیں؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۶ طبقات ابن سعد اردو ج ۲ ص ۲۵۸۔ مراد)۔ص ۲۵۴

روایت میں جو حصہ بعض راویوں نے زائد بتلایا اسے ابن تیمیہ نے کہا کہ یہ جھوٹ اور گھڑا ہوا ہے۔ اس میں راوی ابو مریم کوفی بھی ہے جس کی روایتوں کو چھوڑ دینے کے سلسلے میں علماء نے اتفاق کیا۔ص ۲۵۴

(أبو مريم الاسدي الكوفي جن کا پورا نام زر بن قیس ہے جن کا تذکرہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۶۴ (اردو) میں امام القدوۃ سے ذکر کیا ہے۔مراد)

ام جمیل ابولہب کی بیوی اور آنحضرت ﷺ کا واقعہ: ام جمیل آئی تو اس وقت آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے ام جمیل کے ہاتھ میں ہاون دستے کا پتھر تھا جب وہ آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ کر رکی تو اللہ تعالی نے اس کی بینائی ختم کر دی چنانچہ آنحضرت ﷺ اُس کو نظر نہیں آئے جبکہ وہ ابوبکر اور عمر کو دیکھ رہی تھی چنانچہ اُس نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئی اور پوچھا تمہارا دوست کہاں ہے (حالانکہ عربی روایت میں (أين صاحبک) لکھا ہے۔مراد) ابوبکر نے اس سے پوچھا تم کیا کرنا چاہتی ہو اُس نے جواب دیا میں یہ پتھر اُن کے منہ پر ماروں گی۔ اس پر عمر نے کہا تیرا بُرا ہو۔ اس پر ام جمیل نے کہا میں تم سے نہیں بول رہی ہوں اے

خطاب کے بیٹے!۔

جب وہ چلی گئی تو لوگوں نے پوچھا اُس نے واقعی آپ کو نہیں دیکھا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا وہ مجھے دیکھ ہی نہیں سکتی تھی، میرے اور اُس کے درمیان ایک پردہ پیدا کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا تھا اور حق تعالی نے ارشاد فرمایا: **واذا قرات القران جعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون بالاخرۃ حجابا مستورا.** سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۵

اور جب آپ قرآن کی قرأت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ ص ۲۶۴

اس طرح ایک واقعہ (امام) جعفر صادقؓ کا ہے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ فلاں شخص کوفے میں لوگوں کے سامنے آپ لوگوں کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کی ہجو کرتا پھرتا ہے۔ (امام) جعفر صادقؓ نے اُس سے پوچھا اس کا کوئی ایسا شعر یاد ہے اس نے کہا ہاں! وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ اے زید ہم نے تجھے کھجور کے تنے پر سولی دی ہم نے آج تک یہ نہیں دیکھا تھا کہ مہدیت کا دعویٰ کرنے والے کو سولی دی گئی ہو۔ اور تم نے اپنی بیوقوفی سے عثمان کو علیؓ کا ہمسر سمجھا حالانکہ عثمان علی کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر اور اچھے ہیں۔ یہ سن کر حضرت جعفر نے سر اٹھایا اور فرمایا: اے اللہ اگر وہ شخص جھوٹا ہے تو اُس پر ایک کتا مسلط فرما دے۔ اس کے بعد ایک روز یہ ہجو کرنے والا شخص کہیں جا رہا تھا کہ اچانک ایک شیر نے اس کو پھاڑ ڈالا۔ (اس کا ذکر **شرح نہج البلاغۃ** ج ۱۵ ص ۲۳۸؛ **ابن عساکر** جلد ۱۵ ص ۱۳۴ نام کے ساتھ اس شخص کا **حکیم بن عیاش الاعور الکلبی؛ اصابۃ ابن حجر** ج ۲ ص ۱۸۱۔ مراد)۔ ص ۲۶۸ تا ۲۶۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ نماز میں تھے عقبہ بن ابو معیط جو زیادہ بد بخت تھا ابو جہل کے کہنے پر جو جانور کعبہ میں ذبح ہوئے تھے اُن کی اُوجھڑیاں اُٹھا کر آپؐ کے سر پر ڈال دیا جب کہ آپ سجدہ میں تھے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا کہ

کاش کوئی میری حفاظت کا ذمہ لے لے تا کہ میں اس گندگی کو آپ کے جسم سے اُٹھا کر پھینک دوں۔ کسی نے جا کر آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ کو اس واقعہ کی اطلاع کردی۔ وہ فوراً حرم میں آئیں اور آپ کے سر اقدس سے وہ گندگی پھینک دی۔ (اس کا ذکر مسند احمد ج اص ۴۱۸؛ بخاری باب بدء الخلق ج ۲ص ۱۷،؛ البدایۃ و النہایۃ ج ۳ص ۵۹)۔ص ۲۷۰

وحی کے ذریعہ جواب۔ اللہ تعالی نے کفار کو وحی کے ذریعہ جواب دیا: قل یاایھا الکافرون۔ الخ اس سورہ مبارکہ پر بعض لوگوں نے طنز کیا کہ اس سورہ میں چار مرتبہ تکرار "لا" آیا ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس سورہ میں پوشیدہ معنی ہیں۔ لا اعبد ما تعبدون (یوما) ولا انتم عابدون ما اعبد (عشرۃ) ولا انا عابد ما عبدتم (عشرۃ) ولا انتم عابدون ما اعبد (سنۃ) یعنی نہ تو میں ایک دن بھی تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم دس دن میرے معبود کی پرستش کرو اور نہ آیندہ میں تمہارے معبودوں کی دس دن پرستش کروں گا اور نہ تم ایک سال میرے معبود کی پرستش کرو گے۔ص ۳۰۰

ایک مرتبہ ایک شخص عائشہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت ابن مکتوم اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عائشہ نے اُن کے لئے لیموں کاٹ کاٹ کر شہد ملا رہی تھیں اور انہیں کھانے کے لئے دے رہیں تھی۔ (مستدرک حاکم ج ۳ص ۶۳۴)۔ص ۳۰۲

حکم جو مروان کا باپ تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پر اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی۔ پھر اس کو مدینہ سے جلاوطن کر کے طائف کے علاقے میں نکال دیا۔ یہ اپنے بھتیجے عثمان کی خلافت تک مدینہ سے جلاوطن رہا۔ ابو بکر کی خلافت میں عثمان نے ابو بکر سے اس کو مدینے آنے کی اجازت دینے کی سفارش کی تھی مگر ابو بکر نے انکار کیا کہا میں اس گرہ کو کھول نہیں سکتا جس کو رسول اللہ نے باندھا۔ پھر دور خلافت عمر ابن خطاب عثمان نے سفارش کی انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ جب عثمان کی خلافت کا زمانہ آیا تو اُس کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس پر صحابہ نے عثمان کے اس فعل

۵۶	عبداللہ ابن مسعود کے مصحف میں پہلی سورہ بقرہ تھی۔ اس میں الحمد اور معوذتین شامل نہیں ہے۔ اور حضرت علیؑ کے مصحف کی ابتدائی سورہ اقراء تھی۔ قرآن جس طرح نبی اکرمؐ پر نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے محفوظ اور مرتب شکل میں اُمت کو دے دیا اور یہ مصحف (قرآن) رسول اللہؐ کی زندگی میں لکھا ہوا مرتب شکل میں بھی موجود تھا	احسن البیان ''ترتیب قرآن'' قسط نمبر ۲، ڈاکٹر فرحت، جمشید ہیوسٹن، ٹیکساس امریکہ طبع اُردو ٹائمز، نیویارک	مورخہ ۹ اگست ۲۰۰۱ء
۵۷	ابن جریر نے کلیب سے روایت کی ہے کہ روز جمعہ عمر ابن خطاب نے جب سورہ آل عمران کی قرات کی تو کہا کہ ''میں فرار ہو گیا تھا روز اُحد اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر مانند ایک بکری کے بچے کے اُچھل کود رہا تھا''	درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی	جلد ۲ صفحہ ۸۸
۵۸	سورۃ بقرہ میں تمام قاریان ''فومھا'' یعنی گیہوں کہتے تھے اور ابن مسعود ''ثوم'' (لہسن) حاشیہ	صحیح بخاری باب شیاطین	جلد ۶ صفحہ ۷
۵۹	سورہ حجر لفظ فزع اور فرغ کی قرات میں فرق اصحاب کے زبانی	صحیح بخاری باب سورہ حجر حدیث ۲۲۴	جلد ۶ صفحہ ۱۹۵
۶۰	ابن عباس اور عمر ابن خطاب کی قرائت میں فرق انما فَتَنَّاہُ کے بجائے انما فتنساہُ پڑھتے تھے	صحیح بخاری باب ۳۴۰ حدیث ۶۴۴	جلد ۲

پر ناگواری کا اظہار کیا اس پر عثمان نے جواب دیا کہ میں نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے سفارش کی تھی تو آپ نے مجھے اس کو واپس لانے کا وعدہ فرمایا تھا، یعنی بلالوں گا۔ (الاصابۃ ابن حجر جلد۲ ص ۹۲، اور اُسد الغابۃ ابن اثیر جلد۲ ص ۳۵۔ مراد)۔ص ۳۳۶

مروان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے بددعا کی اور اسے شجر ملعونہ کہا۔ اور عائشہ نے مروان سے کہا کہ تیرے بارے میں قرآن میں سورہ قلم کی آیت ۶ تا ۹ نازل ہوئی۔ (اوپر جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس روایت کے لئے بھی ہے)۔ص ۳۳۷

اور جو یہ کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی روایت جس کا ذکر سورہ حج آیت ۵۲ میں ہے اس کے لئے بخاری نے جلد ۵ ص ۲۴۱ کتاب التفسیر سورہ حج میں لکھا ہے کہ شیطان نے آپ کے کلام میں اپنے کچھ کلمے ملا دیئے۔ مفسرین ایک بڑی جماعت نے شبہ کیا اور کہا کہ یہ قصہ باطل ہے اس کو دہریوں نے گھڑا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ اس قصے کے تمام راوی مطعون ہیں بلکہ اس کو صرف ان مفسرین اور مورخوں نے بیان کیا ہے جو ہر عجیب وغریب اور کمزور روایت کو بیان کر دیتے ہیں۔ص ۳۶۶

جب حضرت عمر نے اپنی بہن سے قرآن مانگا تو ان کی بہن نے کہا: یہ کتاب تمہارے ہاتھ میں نہیں دی جائے گی تم اس کے اہل نہیں ہو۔ تم ناپاکی کے بعد غسل نہیں کرتے اور پاک نہیں ہوتے جب کہ اس کتاب کو سوائے اُن لوگوں کے جو پاک ہیں چھو نہیں سکتے۔ (عربی عبارت یوں ہے (فقالت : لا أعطينك لست من أهله، أنت لا تغسل من الجنابة ولا تتطهر، و هذا لا يمسه الا المطهرون ۔(سورہ واقعہ تنزیل کے حساب سے ۴۶ واں سورہ ہے۔ مراد)۔ علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ: یہاں یہ بیان کہ جب تک غسل نہ کرلو تو قرآن پاک نہیں دیا جائے گا۔ کیا زمانہ جاہلیت میں لوگ ناپاکی کے بعد غسل کیا کرتے تھے؟۔ ہوسکتا ہے سب لوگ غسل کرتے ہوں مگر حضرت عمر غسل نہیں کرتے ہوں۔ص ۳۷۴۔

جب حضرت عمر نے غسل کرلیا تب ان کی بہن نے ان کو قرآن دے دیا۔ حضرت عمر کہتے ہیں جیسے ہی قرآن کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پر میری نظر پڑی مجھ پر ایک دم دہشت طاری ہوگئی، اور وہ اوراق (عربی میں صحیفہ لکھا ہے۔مراد) مجھ سے چھوٹ گئے، پھر میں نے اس کو اُٹھایا اور میں اُن کو پڑھنے لگا۔سبح للہ ما فی السموات والارض و ھو العزیز الحکیم۔اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور زبردست اور حکمت والا ہے۔سور حدید آیت ۱۔ (ناظرین یہ سورہ حدید تنزیل کے حساب سے ۹۴ ہے اور یہ مدنی سورہ ہے۔مراد)۔ اور آخر پڑھتے پڑھتے میں جب اس آیت پر پہنچا اٰمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلناکم مستخلفین۔ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ایمان لاکر جس مال میں تم کو اس کا قائم مقام کیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرو۔سور حدید آیت ۷۔

یہاں تک پہنچا تھا کہ میں ایک دم پکار اُٹھا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ۔میرے منہ سے یہ کلمات نکلتے ہی وہ سب لوگ جو میرے ڈر سے چھپ گئے تھے تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔ پھر انہوں نے کہا اے ابن خطاب! تمہیں بشارت اور خوش خبری ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ اللھم أعز الاسلام اے اللہ دو آدمیوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما، یا تو ابوجہل یعنی عمرو ابن ہشام اور یا عمر ابن خطاب کے ذریعہ سے۔ایک روایت یہ ہے کہ دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اُس کے ذریعہ سے اسلام کو عزت عطا فرما۔ ایک روایت یہ ہے کہ صرف حضرت عمر کا ہی نام لے کر دعا کی (اس حدیث کے بابت سنن ابن ماجہ باب فضل عمر ج ۱ ص ۲۹ میں ہے کہ یہ ضعیف ہے اور متروک ہے۔ سنن ترمذی باب مناقب ج ۵ ص ۲۸۰ عمر میں ہے اس کا راوی النضرۃ ہے جو مناکیر میں شامل ہے۔مراد)۔ وعن عائشة قالت: انما قال رسول اللہ ﷺ : اللھم أعز عمر بالاسلام لأن الاسلام یعز ولا یعز. حضرت عائشہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اے اللہ! عمر کو اسلام کے ذریعہ عزت عطا کر۔ اس لئے کہ اسلام دوسروں کو عزت بخشتا ہے کوئی اسلام کو عزت نہیں دیتا۔ ص ۳۷۵

ایک روایت یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عمر ابن خطاب کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا: اے عمر تو جب تک باز نہ آئے گا جب تک اللہ تیرے حق میں بھی وہی نازل نہ کرے جو کہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوا تھا۔ ص ۳۷۷

(مثل ما انزل بالولید بن المغیرۃ یعنی الخزی والنکال۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی) اردو ۳ ص ۵۶؛ تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۰۹؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۴۴ ص ۳۵؛ صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی ج ا ص ۲۶۹۔ سورہ القلم کی آیت ۱۰ تا ۱۶ جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ ولید (خالد بن ولید کے باپ) کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں جس میں اس کے ولد الزنا جھوٹے مکار اور خبیث ہونے کا ذکر ہے۔ تفسیر قرطبی ج ۱۸ ص ۲۳۴؛ تفسیر اشرف علی تھانوی۔ تفسیر جلالین، تفسیر عثمانی (تفسیر سورہ قلم) میں ایسے دس صفات بیان کئے گئے ہیں جو ولید بن مغیرہ میں موجود تھے)۔

شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے۔ ص ۴۰۹

حضرت ابو طالب ہر رات آنحضرت ﷺ کو آپ کے بستر پر لٹا آتے اور پھر جب سب لوگ سو جاتے تو وہ آپ کو جگا کر وہاں سے ہٹا دیتے اور اپنے بیٹوں میں سے کسی کو آپ کے بستر پر آپ کی جگہ لٹا دیتے۔ ص ۴۱۰

حدیث رد شمس۔ راوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ۔ بعض محدثین نے کہا کہ جس شخص کو علم سے کچھ لگاؤ اور واقفیت ہے وہ ہرگز اس حدیث سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یہ حدیث متصل ہے۔ کتاب اُمتاع میں اس حدیث کو پانچوں سندوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ص ۵۲۸

معراج رسولؐ اللہ جسمانی نہیں تھی یہ عائشہ اور معاویہ کا قول ہے ص ۵۴۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے ہیں کہ معراج میں مجھے نور کے پردوں میں لے جایا
گیا اور میں نے ستر ہزار پردے پار کیے۔ اب مجھے کسی فرشتے کی موجودگی کا احساس
نہیں رہا جس کی وجہ مجھے کچھ وحشت ہوئی، اسی وقت مجھے ابو بکر کے بولنے کی سی آواز
آئی جو یہ کہہ رہے تھے: ٹھہریئے ! آپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے۔ فعند ذلک
نادی مناد بلغة أبی بکر : قف ان ربک یصلی، فبینا أنا أتفکر فی
ذلک أی فی وجود أبی بکر فی هذا المحل وفی صلاة ربی، فأقول:
هل سبقنی أبوبکر و کیف یصلی ربی و هو غنی عن أن یصلی ۔
ص ۵۷۰ تا ۵۷۱ (اس روایت کا ذکر لواقع الانوار القدسین، سید عبد
الوهاب الشعرانی متوفی ۹۷۳ھ، ص ۶۸۵، اور اس کو رد کیا ہے ابن جوزی نے،
الموضوعات ج ۱ ص ۱۱۹؛ میزان الاعتدال حالات محمد بن یحییٰ الغفار ج ۴
ص ۶۵؛ لسان المیزان ابن حجر نے ج ۵ ص ۴۲۳)۔

جلد دوسری ختم

جلد سوم - آغاز

آسمانوں پر حضرت علی کی حفاظت کے چرچے: ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل پر وحی نازل کی اور فرمایا: میں نے تم دونوں کے درمیان بھائیوں کا رشتہ پیدا کر دیا ہے اور تم سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ رکھی ہے اور اب تم میں سے کون اپنے ساتھی کے لئے زندگی کا ایثار کرتا ہے۔ اس پر دونوں نے طویل حیات کی خواہش کی کسی نے دوسرے کے لئے ایثار نہیں کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی نازل کی اور فرمایا: دیکھو تم دونوں علی ابن ابی طالب کے طرح نہ ہوئے میں نے اُن کے درمیان بھائیوں کا رشتہ قائم کر دیا تھا اب علیؑ اُن کے بستر پر رات گذار رہے ہیں تا کہ اُن پر اپنی جان قربان کر دیں اور ان کے لئے اپنی زندگی ایثار کریں۔ اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کرو۔ چنانچہ جبرئیل اور میکائیل زمین پر آئے، جبرئیل سرہانے اور میکائیل اُن کے پائینتی کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر جبرئیل نے حضرت علی کی طرف دیکھ کر کہا۔ واہ! واہ! اے ابن ابی طالب! تم جیسا کون ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ فرشتوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله سورہ بقرہ آیت ۲۰۷ ؛ قال جبرئیل :من مثلک یا ابن أبی طالب! بـاهـی الله بک (اس کا تذکرہ تفسیر ثعلبی جلد۲ص ۱۲۶؛ اُسد الغابۃ ابن اثیر (عربی) جلد۴ ص ۲۵ (اردو) جلدص؛ تاریخ یعقوبی ج۲ص ۳۹: تذکرۃ الخواص الامۃ ابن جوزی ص ۳۵؛ شواہد التنزیل ج ۱ص ۱۲۳؛

احیاء العلوم (اردو) امام غزالی جلد سوم ص ۴۰۱؛ معارج النبوۃ ملا معین واعظ الکاشفی طبع مکتبہ نبویہ لاہور جلد ۳ ص ۳)۔ ص ۸۷

ابان ابن ابی عیاش نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ابوبکر سے ایک دفعہ یہ فرمایا تھا: تمہارا مال کتنا اچھا ہے اس میں سے ایک تو میرے موذن بلال ہیں دوسرے میری اونٹنی جس پر سوار ہو کر میں ہجرت کے لئے روانہ ہوا پھر تم نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

ابان ابن ابی عیاش کے متعلق شعبہ (جو رئیس المحدثین اور ناقدین ہیں) نے کہا ہے کہ ابان سے حدیث نقل کرنے سے کہیں زیادہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جی بھر کے گدھے کا پیشاب پی لیا جائے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا کہ ابان سے روایت کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آدمی زنا کرے۔ (ابان کے بارے میں مزید دیکھئے تہذیب التہذیب جلد ا ص ۱۸۵ ابن حجر اور میزان الاعتدال میں ذہبی جلد اول ص ۱۰۔ مراد)۔ جلد تیسری ص ۹۲

آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کا نام القصواء تھا۔ دوسری اونٹنی العضباء ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ اسی پر بیٹھ کر میدان حشر میں آئیں گی۔ ص ۹۲

معتزلی۔ واصل ابن عطاء نے یہ اجتہاد کیا تھا کہ گناہ کبیرہ کرنے والا مسلمان مومن نہیں رہتا بلکہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک درجہ بنایا جائے گا۔ اس پر حسن بصری نے ان کو اپنی مجلس سے اعتزال کیا یعنی الگ کیا اسی بنا پر معتزلی کہا گیا۔ ص ۱۰۰

علامہ ابن حجر الهیثمی فی الصواعق عن تاریخ دمشق کہ جب ۱۷ ہجری میں بار بار باران رحمت کی دعا کے بعد بارش نہیں ہوئی تب ایک روز عمر ابن خطاب نے لوگوں سے کہا کل میں اُس شخص کے ذریعہ بارش کی دعا کراؤں گا جس کے ذریعہ اللہ نے ہمیں سیرابی عطا فرمائی ہے۔ اگلے دن وہ حضرت عباس کے پاس گئے۔ حضرت عباس سے دعا کی خواہش کی۔ اس کے بعد جب حضرت عباس نکلے دعا کے لئے تو آگے حضرت علی اور ان کے دائیں حضرت حسن اور اُن کے بائیں حضرت حسین ثم خرج و علی أمامه بین یدیه و الحسن عن یمینه و الحسین عن

یسارہ و بنو ھاشم ۔اور اُن کی پشت پر دیگر بنی ہاشم تھے اور حضرت عباس نے عمر سے کہا یا عمر لا تخلط بنا غیرنا اے عمر! ہم میں کسی غیر کو شامل نہ ہونے دینا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم وہاں سے ہٹنے بھی نہیں پائے تھے کہ آسمان پر بادل منڈلانے لگے اور گھر بھی نہیں پہنچے تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔(اس کا ذکر کیا ہے ابن عساکر جلد ۲۶ ص ۳۶۲)۔ص ۱۳۲

اسلام میں سب سے پہلے جس نے مسجد بنائی وہ عمارؓ یاسر ہیں۔ص ۱۴۶۔

عثمان کی مخالفت کے اسباب: عثمان کی مخالفت کا سبب یہ کہ خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے تمام بڑے بڑے صحابہ کو اُن کے عہدوں سے معزول اور سبکدوش کر دیا تھا۔ص ۲۰۰

حکم بن ابی العاص جس کو رسول اللہ کا دھتکارا ہوا کہا جاتا تھا جو عثمان کے سگے چچا تھے عثمان نے اس کو واپس بلا لیا تھا۔ص ۲۰۱

آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث کہ اے عثمان! تم اس حالت میں قتل ہو گے کہ تم سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا ایک قطرہ آیت فسیکفیکھم اللہ پر گرے گا۔یا عثمان تقتل وأنت تقرأ سورة البقرة. قال الذھبی انہ حدیث موضوع. ذہبی نے کہا کہ یہ موضوع ہے۔ص ۲۰۵

عثمان پر جو الزامات لگائے گئے اُس میں یہ ہے کہ عثمان نے اپنے چچازاد بھائی مروان کو ڈیڑھ لاکھ اوقیہ مال دے دیا تھا، اس طرح مدینہ میں جو بازاروں میں مال بکتا تھا اس کا دس فیصدی الحارث کو دیدیا، اسی طرح ایک دفعہ ابو موسیٰ ایک کچھال بھر سونا لائے تھے جسے عثمان نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح بیت المال کا بہت حصہ اپنے مکانات کی تعمیر اور اُن کی زیبائش میں خرچ کر دیا تھا۔اسی طرح انہوں نے اپنے لئے صدقہ حلال کر لیا تھا۔عبد اللہ ابن مسعودؓ کو قید میں ڈال دیا تھا، اسی طرح عطاء اور اُبی بن کعب کو قید کر دیا تھا، ابو ذرؓ کو جلا وطن کر کے ربذہ کے مقام بھیج دیا تھا، عمار یاسر کو بیس بیس کوڑے لگائے اور کعب بن عبدة کو جلاوطن

کردیا تھا، عبدالرحمٰن بن عوف کو کہا کہ تم منافق ہو، اس طرح بیت المال کی اکثر زمینیں قطعات کر کے فروخت کردی گئیں اور حکم دیا کہ ان فروخت شدہ زمینوں کو اُن کے نمائندوں اور وکیل سے پہلے کسی اور کو فروخت نہ کیا جائے، سمندر میں کوئی سفینہ تجارت اُن کے مال کے سوا کسی اور کا مال نہیں جا سکتا، اسی طرح قرآن کے اوراق کو جلا ڈالا، جب حج کو گئے تو انہوں نے منیٰ میں نماز میں قصر نہیں کیا بلکہ پوری نماز پڑھی، عبیداللہ ابن عمر سے قصاص قتلِ ہرمزان نہیں لیا: وكان من جملة ما انتقم به على عثمان، أنه أعطى ابن عمه مروان بن الحكم مائة ألف وخمسين أوقية، وأعطى الحارث عشر ما يباع فى السوق: أى سوق المدينة، وأنه جاء اليه أبو موسى بكيلة ذهب و فضة فقسهما بين نسائه و بناته، و أنه أنفق أكثر بيت المال فى عمارة ضيا عه ودوره، و أنه حمى لنفسه دون الصدقة، و أنه حبس عبدالله ابن مسعود وهجره، و حبس عطاء و أبى بن كعب ،و نفى أباذر الى الربذة ، وأشخص عبادة بن الصامت من الشام لما شكاه معاوية، و ضرب عمار ياسر و كعب بن عبدة، ضربه عشرين سوطا و نفاه الى بعض الجبال، وقال لعبد الرحمن بن عوف : انك منافق، وانه أقطع أكثر أراضى بيت المال، وأن لا يشترى أحد قبل وكيله وأن لا تسير سفينة فى البحر فى تجارة، و أنه أحرق الصحف التى فيها القرآن ، وأنه أتم الصلاة بمنى ولم يقصرها لما حج بالناس، وأنه ترك قتل عبيدالله وقد قتل الهرمزان، ـص ۲۰۶

جب ابوبکر کے گھر والے مکہ آئے تو گھر والوں کو سنح میں ٹھرایا۔ وأنزل لهم أبوبكر فى السنح۔ص ۲۱۲

حسن بصری سے کسی نے پوچھا: اے ابوسعید! آپ یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ایسے فرمایا حالانکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ حسن

بصری نے جواب دیا: جن حدیثوں کے بارے میں تم نے مجھے یہ کہتے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے فرمایا وہ حضرت علیؑ کی روایتیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ میں ایسے زمانے میں ہوں کہ مدینہ میں بیٹھ کر حضرت علی کا نام نہیں لے سکتا۔ سمعتنی أقول قال رسول الله فهو عن علی ابن أبی طالب، غیر أنی اتی زمان لا أستطیع أن اذکر علیا. (اس کا ذکر کیا ہے تحفة الاحوذی ج ۴ ص ۱۷۵؛ تهذیب الکمال المزی ج ۲ ص ۱۲۴)۔ ص ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ نے الحتات اور معاویہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ پھر جب معاویہ کی خلافت کے زمانے میں حتات کا انتقال ہو گیا تو اس بھائی چارہ کی بنیاد معاویہ نے حتات کا ترکہ خود لے لیا تھا حالانکہ حتات کی اولاد موجود تھی۔ اور اس بھائی چارہ میں وراثت کا حق حکم قرآن سے واولوا الارحام بعضهم سورہ انفال آیت ۷۵۔ ختم ہو چکا تھا۔ (اس کا ذکر اصابۃ ابن حجر ج ۲ ص ۲۶؛ أسد الغابۃ ج ۱ ص ۳۷۹؛ ابن عساکر جلد ۱۰ ص ۲۷۷)۔ ص ۲۴۳

اذان پہلے جبرئیل نے معراج میں دی تھی حضرت محمد ابن حنفیہ کا قول أذن جبریل (در منثور ج ۴ ص ۱۵۴؛ فتح الباری ج ۲ ص ۶۳)۔ ۲۴۹ تا ۲۵۰

حی علی خیر العمل: عبداللہ ابن عمر اور حضرت علی ابن حسینؑ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا کرتے تھے ونقل عن ابن عمر و عن علی بن الحسین أنهما کانا یقولان فی أذانهما بعد حی علی الفلاح: حی علی خیر العمل (السنن الکبریٰ البیهقی ج ۱ ص ۴۲۴؛ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱ ص ۳۳۰؛ المصنف عبد الرزاق؛ الصنعانی ج ۱ ۴۶۴؛ المصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۲۴۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۴ ص ۱۶۵؛ کنز العمال ج ۸ ص ۳۴۲ سلسلہ ۲۳۱۷۴)۔ ص ۲۵۶

لبید ابن اعصم یہودی نے (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ پر جادو کر دیا تھا

جس کا اثر ایک سال تک رہا اور بعض کا قول ہے کہ چھ مہینے تک رہا اور ایک قول ہے کہ چالیس دن تک۔ أن لبید بن الأعصم الیهودی سحر النبی ﷺ (اس حدیث کی راوی عائشہ ہیں جس کا ذکر تمام کتابوں میں مذکور ہے) ص ۲۷۰۔

سنگساری کا عجیب واقعہ: عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ایک بندریا کو بندروں نے زنا کرنے پر سنگسار کیا اور یہ خود بھی اس سنگسار میں شریک تھے (صحیح بخاری (اردو) جلد ۲ کتاب المناقب پارہ ۱۵ ص ۴۹۴؛ الاصابۃ حالات عمرو بن میمون جلد ۵ س ۱۲۰، فتح الباری ج ۷ ص ۱۱۲؛ تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۴۴۲؛ أسد الغابۃ جلد ۴ ص ۱۳۴ حالات عمرو بن میمون)۔ ص ۳۰۷

عائشہ کے عقد کا قصہ اور اُن کی ماں کا عائشہ کو تیار کر کے لانا اور رسول اللہ ﷺ سے یہ کہنا کہ یہ آپ کی گھر والی ہے۔ ص ۳۱۴۔

عائشہ کا مہر بارہ اوقیہ (اوقیہ ۴۰ درہم کا ہوتا ہے) تھا جس کو ابوبکر نے رسول اللہ کو عطا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دیا اور وہیں انہیں کے گھر میں السنح میں زفاف بھی کیا: فأعطاه أبوبکر اثنتی عشره أوقیة و نشا فبعث بها الینا و بنی بی رسول اللہ ﷺ فی بیتی هذا الذی أنا فیه، علی أنه انما دخل بها فی بیت أبها بالسنح. ص ۳۱۴ تا ۳۱۵۔

عائشہ سے ہی روایت ہے کہ اُن کی رخصتی کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے نہ اونٹ ذبح کیا اور نہ بکری۔ شام کو سعد ابن عبادہ کے یہاں سے روزانہ معمول کے مطابق کھانا آیا جو آنحضرت ﷺ نے میرے پاس بھجوادیا (وما نحرت علی جزرو ولا ذبحت علی شاة أی عند بنائه بها صلی اللہ علیه وسلم حتی أرسل الینا سعد بن عبادة) ۔ص ۳۱۶

حضرت علیؑ اور عمار یاسر کو زمین پر اس طرح سوتے ہوئے پایا کہ اُن کے اوپر مٹی لگ گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کے اوپر مٹی دیکھ کر فرمایا اُٹھو اے ابوتراب! جب حضرت علی اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں

سب سے زیادہ بد بخت اور شقی کون ہے؟ ایک تو صالح کی اونٹنی کو ذبح کر ڈالنے والا اور دوسرا وہ جو تمہارے اس سر پر وار کرے گا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ پچھلے لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت (شقی) وہ تھا جس نے ناقہ صالح کو ذبح کر ڈالا تھا اور بعد کے لوگوں میں سب زیادہ بد بخت وہ شخص ہوگا جو تمہیں قتل کرے گا أشقى من الآخرين)۔ ص ۳۳۰ تا ۳۳۱۔

شہادت جناب امیر۔ ص ۳۳۱۔

عاشورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُس دن دس نبیوں کو اللہ تعالی نے دس اعزاز عطا فرمایا تھا۔ ص ۳۴۸

انحضرت ﷺ نے فرمایا ہم نو تاریخ کو عاشورہ کا روزہ رکھیں گے تا کہ یہودیوں کی موافقت نہ رہے، مگر واضح رہے یہودی کے ہاں یوم عاشورہ مختلف ہے وہ شمسی سال سے ہے اور اہل اسلام کے نزدیک جو یوم عاشورہ ہے وہ قمری سال سے ہے۔ ص ۳۴۹۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں اسلامی پرچم حضرت علی کے ہاتھ میں دیا اور اس وقت حضرت علی کی عمر بیس سال تھی۔ ص ۳۸۰

جلد تیسری ختم

جلد چہارم - آغاز

معاویہ کے دور میں ایک شخص آیا انہوں نے اس سے اس کی عمر پوچھی تو اس نے بتایا ۲۴۰ سال ہے۔ معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کیا دیکھا۔ اُس نے کہا: مصیبت کے دور بھی اور فراغت کے دور بھی۔ اگر مرنے والے نہ مرتے تو یہ دنیا بھر جاتی اور اگر پیدا ہونے والے پیدا نہیں ہوتے تو آج دنیا ویران ہو جاتی۔ پھر معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے عبدالمطلب کو دیکھا تھا۔ اُس نے کہا ہاں میں نے اُن کو اُن کے بڑھاپے کا زمانہ دیکھا ہے، جب کہ وہ بھاری بھرکم، باوقار اور شاندار آدمی تھے شیخا وسیما، منسما. جسیما۔ اُن کے دس بیٹے تھے جو اُن کے ارد گرد رہتے تھے جیسے چاند اور ستارے ہوتے ہیں ی حف بہ عشرة من بنیه کأنهم النجوم۔ پھر معاویہ نے اپنے جد امیہ بن عبدشمس کے بارے میں پوچھا کی کیا تم نے انہیں بھی دیکھا ہے۔ اُس نے کہا دیکھا ہے وہ ایک نابینا کالے رنگ کے اور بدشکل آدمی تھے أخفش أزرق ،ذمیما یقوده عبده ذکوان۔ اُن کو ان کا غلام ذکوان راہبر کے طور ہاتھ پکڑ کر پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا تیرا بُرا ہو۔ خاموش ہو جا۔ تو ذکوان کو غلام کہتا ہے حالانکہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ اس پر بڈھے نے کہا یہ بات تم کہتے ہو (تاریخ ابن عساکر ج۹ص ۲۲۱، اور جلد ۳۸ ص ۲۰۲؛ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید ج ۱۵ ص ۲۳۲)۔ ص ۵۴

غزوہ بدر سے واپسی کے وقت ایک جگہ لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن میں موجود نہیں ہیں، سب لوگ رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کے ساتھ تشریف لائے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو کھو دیا تھا یـــا رسول الله فقدناک (کئی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے مثلاً مستدرک حاکم ج ۳

ص ۲۳۲؛مجمع الزوائد الهیثمی ج۶ص۶۹)۔ص ۵۶

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو یتیم ابوطالب کہا اور حضرت علی کو ختن (داماد) کہا وہ امام مالک کے نزدیک مرتد ہوگیا۔ص ۷۰

حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؑ نے اُن کی وصیت کے بموجب حضرت امامہ بنت ابی العاص سے عقد کیا تھا۔اور جب حضرت علیؑ کا وقت آخر آیا تو آپ نے حضرت امامہ سے وصیت کی کہ: مجھے خطرہ ہے میرے بعد معاویہ تم سے رشتہ بھیجے گا۔ایک روایت میں ہے کہ وہ سرکش میری موت کے بعد تم کو اپنا رشتہ بھیجے گا۔(عربی میں الطاغیة بعد موتی جس کے معنی وہ شیطان)۔لہذا اگر تم کو کسی سے وابستہ ہونے کی خواہش ہو تو میری خوشی یہ ہے کہ تم مغیرہ ابن نوفل سے عقد کر لینا۔ یخطبک هذا الطاغية بعد موتی یعنی معاوية . الاصابة ابن حجر حالات امامہ بنت ابی العاص ج ۸ص ۲۵۔ص ۷۱

تذکرہ عقد سعید حضرت فاطمہ اور حضرت علی: شادی کے وقت حضرت فاطمہؓ ۱۵ سال کی تھیں اور حضرت علی ۲۰ سال ۵ مہینے کے تھے۔ص ۱۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آپ نے یہ رشتہ حضرت فاطمہ کے سامنے پیش کیا کہ: قسم اُس ذات کی جس مجھے نے (بعثنی) مبعوث کیا (ترجمہ میں میری جان جس کے قبضہ میں ہے لکھا ہے) میں نے اس سلسلے میں لب کشائی نہیں کی جب تک اللہ تعالی نے اس آسمان سے اس مقصد کے لئے حکم دیا۔ص ۱۰۲

قال الامام أحمد بن حنبل : لاورد لأحد من الصحابة ما ورد لعلی رضی الله تعالى عنه أی من ثنائه صلى الله عليه وسلم : امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی حضرت علی کی تعریف اور شان میں جتنی روایات ہیں اور کسی صحابی کی شان میں نہیں ہیں (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۹۸؛ الاصــابة ج ۴ ص ۴۶۴ حالات علی ابن طالب علیہ السلام؛ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۷ میں ماجاء لا حد من اصحاب رسول الله ﷺ من الفضائل

ماجاء لعلی ابن ابی طالب)۔ص ۱۰۶

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ قرآن پاک میں کسی صحابی کے سلسلے میں اس قدر آیتیں نازل نہیں ہوئیں جتنی حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ان کے بارے میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ ابن عباس سے ایک دوسری روایت ہے کہ قرآن کی تفسیر میں جو کچھ میں نے جمع کیا وہ سب کا سب حضرت علی کی روایتوں سے لیا ہے۔ص ۱۰۷

جب آنحضرت ﷺ نے رشتے داروں کا حصہ صرف بنی ہاشم اور بنی مطلب میں تقسیم کیا۔ بنی نوفل اور جبیر ابن مطعم اور بنی عبد شمس میں سے عثمان آپ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ بنی ہاشم کے یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کی فضیلت سے انکار نہیں کر سکتے جو حق تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے پیدا کر کے عطا کیا۔ مگر آپ نے بنی مطلب کو تو حصہ دیا اور ہمیں چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک ہیں پھر اپنے انگلیوں کو پھنسا کر بتلایا۔ص ۱۱۳

احد کے موقع پر ہندہ زوجہ ابی سفیان نے مشورہ دیا کہ حضرت آمنہ کی قبر کھود کر ہڈیاں نکالو اور جب جنگ میں تمہارے لوگ جو قید ہو جائیں تو اُن قیدیوں کے عوض یہ ہڈیاں پیش کر دینا۔ص ۱۳۷

احد میں جب طلحہ بن ابو طلحہ نے مبارز طلبی کی اور کہا کہ: محمدؐ کے ساتھیو! تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارے مقتول جنت میں جاتے ہیں اور ہمارے مقتول جہنم میں جاتے ہیں۔ اگر تم اپنے عقیدے پر یقین رکھتے ہو تو تم میں سے کوئی نہ کوئی اس وقت میرے مقابلہ کے لئے نکلے۔ جب کوئی نہیں نکلا تو حضرت علی صفوں کو چیرتے ہوئے اُس کے مقابلے کے لئے نکلے جب مقابلہ میں یہ زمین پر گر گیا تو اُس کا ستر کھل گیا اور اس نے حضرت علی سے کہا: میرے بھائی میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت علی نے اسے یوں ہی چھوڑ دیا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا تو آپ نے اس کا جسم کھل جانے اور رحم کی بھیک مانگنے کی

وجہ بتلائی۔ص ۱۴۹۔

دوسری مرتبہ یہ ہوا کہ حضرت علی نے عمرو ابن عاص پر حملہ کیا جب عمر بن عاص نے دیکھا کہ موت سامنے آگئی تو انہوں نے اپنا ستر کھول دیا۔ حضرت علی فورا پلٹ آگئے (البدایہ والنہایہ ابن کثیر واقعات احد (عربی) جلد۴ص ۲۳)۔ص ۱۵۰

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۸ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے شرعی حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ یہ سنتے ہی سعد ابن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور بولے: یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالی مجھے مستجاب الدعوات فرمادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا کھانا حرام ہو جس کا پینا حرام ہو اور جس کا لباس حرام ہو اس کی دعائیں کیسے قبول ہوسکتی ہیں من کان مأکلہ حراما، مشربہ حراما و ملبسہ حراما فأنی یستجاب لہ۔ص ۱۶۵

حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی پر عمر ابن خطاب کے زمانے میں برابر شراب پینے کے جرم میں کئی بار حد شرعی جاری کی گئی اور اس کا نام مجاہدین کی فہرست سے کاٹ دیا گیا۔ آخر شراب کی حالت میں مرا ہوا ملا۔ (اس وحشی کو اسی کتاب کے عربی متن میں جلد دوم ص ۴۸۸، ۵۰۹ میں لکھا ہے وحشی رضی اللہ عنہ، اور اردو ترجمہ میں ص ۱۶۸ پر حضرت وحشی لکھا ہے اور اُس سے روایت لی گئی ہے۔ مراد)۔ص ۲۱۲

حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں کہ آپ رسول اللہ کے پاس اپنی ماں کی خدمت کی وجہ نہیں آسکے اور نہ جنگ میں شریک ہوئے فلذلک لم یجتمع بالنبی ﷺ مگر آپ نے فرمایا واللہ ما کسرت رباعیتہ ﷺ حتی کسرت رباعیتی ولا شجح وجھہ الشریف حتی شجح وجھی میرے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے جب آنحضرت ﷺ کے دانت سامنے ٹوٹے اور میرے چہرے پر زخم آیا جب آنحضرت ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ خیر

وجہ بتلائی۔ص ۱۴۹۔

دوسری مرتبہ یہ ہوا کہ حضرت علی نے عمرو ابن عاص پر حملہ کیا جب عمر بن عاص نے دیکھا کہ موت سامنے آگئی تو انہوں نے اپنا ستر کھول دیا۔ حضرت علی فورا پلٹ آگئے (البدایہ والنہایہ ابن کثیر واقعات احد (عربی) جلد ۴ ص ۲۳)۔ص ۱۵۰

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۸ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے شرعی حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ یہ سنتے ہی سعد ابن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور بولے: یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی مجھے مستجاب الدعوات فرمادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا کھانا حرام ہو جس کا پینا حرام ہو اور جس کا لباس حرام ہو اس کی دعائیں کیسے قبول ہوسکتی ہیں من کان ماکله حراما، مشربه حراما و ملبسه حراما فأنی یستجاب له۔ص ۱۶۵

حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی پر عمر ابن خطاب کے زمانے میں برابر شراب پینے کے جرم میں کئی بار حد شرعی جاری کی گئی اور اس کا نام مجاہدین کی فہرست سے کاٹ دیا گیا۔ آخر شراب کی حالت میں مرا ہوا ملا۔ (اس وحشی کو اسی کتاب کے عربی متن میں جلد دوم ص ۴۸۸، ۵۰۹ میں لکھا ہے وحشی رضی اللہ عنہ، اور اردو ترجمہ میں ص ۱۶۸ پر حضرت وحشی لکھا ہے اور اُس سے روایت لی گئی ہے۔ مراد)۔ص ۲۱۲

حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں کہ آپ رسول اللہ کے پاس اپنی ماں کی خدمت کی وجہ نہیں آسکے اور نہ جنگ میں شریک ہوئے **فلذلک لم یجتمع بالنبی** ﷺ مگر آپ نے فرمایا **و اللہ ما کسرت رباعیته** ﷺ **حتی کسرت رباعیتی و لا شجح وجهه الشریف حتی شجح وجهی** میرے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے جب آنحضرت ﷺ کے دانت سامنے ٹوٹے اور میرے چہرے پر زخم آیا جب آنحضرت ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ خیر

جلد پنجم - آغاز

ایک حدیث میں ہے. أهل بيتي فيكم مثل باب حطة في بني اسرائيل، من دخله غفر له الذنوب کہ تم لوگوں میں میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ اس کی تشریح یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے لئے مذکورہ طریقہ پر اس دروازے میں داخل ہونے کو اُن کی بخشش کا ذریعہ بنا دیا تھا اسی طرح حب أهل بيت سبب الغفران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو اللہ تعالی نے بخشش وغفران کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

(اس حدیث کا ذکر تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۲؛ الکامل ابن عدی ج ۴ ص ۱۹۸؛ شواہد التنزیل ج ا ص ۳۶۱؛ کنز العمال ج ۲ ص ۴۲۵ سلسلہ ۴۴۲۹ اور بجائے اہل بیت کے فرمایا رسول اکرم نے کہ علی کی مثال باب حطة جیسی ہے۔ جلد ۱۱ ص ۶۰۳ سلسلہ ۳۲۹۱۰؛ جامع صغیر سیوطی ج ۲ ص ۱۷۷۔ ص ۵۹

حدیبیہ کے وقت عمر ابن خطاب کی اضطرابی کیفیت ابوعبیدہ کا عمر کا ڈانٹنا: ألا تسمع يا ابن خطاب رسول الله يقول ۔ تم سن نہیں رہے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا۔ پھر آنحضرت نے عمر سے کہا یا عمر انی رضيت وتأبى؟: اے عمر میں تو راضی ہوں اور تم انکار کر رہے ہو۔ ص ۸۰ تا ۸۱

حضرت علیؑ نے لفظ رسول اللہ کو مٹانے سے انکار کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وہ مٹا دیا اور کہا اکتب فان لك مثلها تعطيها وأنت مضطهد: أي مقهور کہ ایک دن تمہیں بھی ایسے ہی حالات سے گزرنا ہے ایک موقعہ آئے گا تم مجبوری کے حالت میں ایسی ہی رعایت دو گے۔ ص ۸۳

جب صفین کے وقت معاہدہ لکھا جانے لگا تو لفظ امیر المومنین پر عمرو بن عاص نے اعتراض کیا۔ اس وقت حضرت علی نے فرمایا: اللہ اکبر۔ بعینہ وہی صورت حال ہے جو خدا کی قسم صلح حدیبیہ کے موقع پر تھی امـحـهـا تـذكـر قول النبی صلی اللہ عـلـيـه وسلم له فی الحديبية ما تقدم ، و من ثم. اس پر عمرو ابن عاص نے کہا کیا تم ہم کو کفار سے مشابہت دے رہے ہو؟۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا اے بداصل یا ابن النابغة۔ اس پر عمرو عاص نے کہا آئندہ میں کبھی تمہاری کسی نشست مجلس میں نہیں بیٹھوں گا۔ اس پر حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ میں اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ میری مجلسوں کو تمہارے اور تمہارے جیسوں کے وجود سے پاک رکھے انـی لأرجو الله أن يطهر مجلسي منک و من أشباهک (تاریخ طبری حالات ۳۷ ہجری جلد ۲ ص ۳۷ عربی، تاریخ ابن خلدون ج ۲ کا دوم ص ۱۷۵۔ ص ۸۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے وقت یہ فرمایا کہ لأعطين الراية الى رجل يحب الله و رسوله و الله و رسوله يحبه کل علم اس کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ عمر ابن خطاب کہتے ہیں ماأحببت الامارة الا ذلک اليوم ، ولعل ذلک لا ينافي ماجاء کہ خدا کی قسم مجھے اُس دن کے سوا کبھی سردار بننے کی آرزو نہیں ہوئی۔ چنانچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ پھلا کر کھڑا ہوا محض اس تمنا میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ وہ شخص یہ ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے (سنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۱۱، فتح الباری ج ۷ ص ۴۷ اور ص ۳۶۵؛ الاصابۃ ج ۴ ص ۴۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ج ۷ ص ۳۷۲ (عربی)؛ خصائص نسائی ص ۵۷۔ ص ۱۲۸

حضرت علیؑ ایک دن بوسیدہ چادر پہنے ہوئے تھے تو ایک شخص نے امیر المومنین سے کہا: یا امیر المومنین (یہ خلافت امیر المومنین کا واقعہ ہے) اللہ تعالیٰ نے اس مال و دولت میں آپ کا حصہ بھی رکھا ہے مگر آپ کا یہ حال ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

واللہ! میں تمہارے مال میں سے لے کر تمہیں اس سے ہرگز محروم نہیں کروں گا۔ میری یہ چادر بوسیدہ وہی ہے جسے اوڑھ کر میں مدینہ سے نکلا تھا۔ ص ۱۳۱

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقعہ پر حضرت علیؑ حملہ کرنے کے لئے جب تیار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی والذی نفسی بیدہ انّ معک من لا یخذ لک، ھذا جبریل عن یمینک بیدہ سیف لو وضع بہ الجبال لقطعھا، فاستبشر بالرضوان والجنۃ، یا علی انک سید العرب و أنا سید ولد آدم. یا علیؑ! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تمہارا ساتھی وہ ہے جو تمہیں کسی حال میں تنہا نہیں چھوڑے گا۔ تمہارے دائیں جانب یہ جبرئیل ہیں جن کے ہاتھ میں تلوار ہے اور اگر وہ اپنی تلوار پہاڑوں پر ماردیں تو پہاڑوں کے ٹکڑے ہوجائیں۔ لہٰذا تمہیں رضوان جنت کی خوش خبری ہو۔ اے علیؑ! تم عرب کے سردار ہو اور میں اولاد آدم کا سردار ہوں (یہ حدیث کئی کتابوں میں مذکور ہے اختصار کے طور پر مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۲۴؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱۸)۔ ص ۱۳۲ تا ۱۳۳۔

قلعہ کا دروازے کے پاس جب حضرت علیؑ پہنچے تو انہوں نے قلعہ کا ایک کواڑ پکڑ کر جھٹکا دیا اور اسے زمین پر گرادیا۔ جنگ کے بعد ستر آدمیوں نے مل کر اس کو بڑی مشکل سے اُٹھایا اور واپس کھڑا کیا۔ ایک قول ہے کہ حضرت علی اس کواڑ کو اپنی پشت پر اُٹھا کر کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ مسلمان اس کواڑ پر چڑھ کر قلعہ میں داخل ہوگئے **أن علیا حمل الباب یوم خیبر حتی صعد المسلمون**

(المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۷ ص ۵۰۸؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳۶؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۱؛ البدایۃ و النھایۃ ابن کثیر ج ۷ ص ۲۵۱ (عربی)۔ ص ۱۳۴

متعہ کے بارے میں: متعہ کو سب سے پہلے جس نے حرام قرار دیا وہ عمر فاروق ہیں ان أول من حرم المتعۃ سیدنا عمر۔ ص ۱۵۹

ایک قول یہ ہے کہ **لم یحرمھا صلی اللہ علیہ و سلم مطلقا، بل**

عند الا ستغناء عنها، و أبا حها عند الحاجة اليها: أى عند خوف الزنا، وبذلک کان یفتی ابن عباس: رسول اللہ نے عمومی طور پر مطلقاً اس کو حرام قرار نہیں دیا تھا بلکہ جب آدمی اس سے مستغنی اور بے نیاز ہو تو اس کے لئے حرام فرمایا اور زناکاری کے خوف سے ضرورت کے وقت اس کو حلال فرمایا۔ اور حضرت ابن عباس اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ص ۱۵۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے تھے۔ و کان صلی اللہ علیه و سلم یقوم لفاطمة رضی اللہ عنه۔ ص ۱۶۶

ابوسفیان فتح مکہ کے بعد ہر ایک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرانے کے لئے پھرتا رہا اور آخر میں اس نے حسنینؓ سے سفارش کی درخواست کی۔ ص ۲۳۰ تا ۲۳۲۔

کعبہ میں بت شکنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ آپ کے دونوں شانوں کے بیچ چڑھے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھولوں: فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منکبی، ای وخیل لی حین نهض بی أنت أنی لو ائت لنلت أفق السماء؛ قیل لعلی کرم اللہ وجهه: کیف کان حالک، و کیف وجدت نفسک حین کنت علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ فقال: کان من حالی أنی لو شئت أن أتناول الثریا لفعلت۔ ص ۲۶۴

مسلمان حنین کی لڑائی کے وقت ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے جس کا مشرکین بہت احترام کرتے تھے اور فتح کے شگون کے لئے اس کی شاخوں میں اپنی تلواریں اور ہتھیار لٹکا دیتے تھے۔ صحابہ نے اس درخت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فقالت الصحابة رضی اللہ عنهم: یا رسول اللہ اجعل لنا ذات أنواط: یا رسول اللہ! ہمارے لئے بھی اسی طرح کسی درخت کو بابرکت بنا دیجئے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر! هذا کما قال قوم موسی اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة قال انکم قوم تجهلون.

صحیح بخاری

و

صحیح مسلم

سے پیشکش

اللہ اکبر! یہ ایسا ہی جیسے موسیٰ کی قوم نے اُن سے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی معبود بنا دیجئے جیسا ان مشرکوں کا ہے (مسند احمد ابن حنبل ج ۵ ص ۲۱۸؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۷۰؛ البدایۃ والنھایۃ (عربی) ج ۱ ص ۳۲۱ امر بنی اسرائیل بعد فرعون)۔ ص ۳۲۵

براء بن عازب صحابی سے کسی نے پوچھا ففررتم عن رسول اللہ یوم حنین کیا سچ ہے کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا، ولکن رسو ل اللہ لم یفر۔ ہاں۔ مگر رسول اللہ نہیں بھاگے (اس کا مطلب یہی ہے کہ سوائے رسول اللہ کے سب بھاگ گئے تھے۔ مراد)

براء بن عازب کہتے ہیں فأکبنا علی الغنائم کہ ہم مال غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے اور بنی ہوازن کے لوگوں نے ہم کو مصروف دیکھ کر ہم پر حملہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان پسپا ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک کو دوسرے کا ہوش نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے سے سے کہنے لگے کہ یہی موقعہ ہے میدان سے بھاگ کھڑے ہو اور پسپا ہو جاؤ۔ اُس وقت ابوقتادہ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ اس وقت عمر ابن خطاب نے کہا قال أمر اللہ امر الٰہی یہی ہے۔ جامع البیان طبری ج ۱۰ ص ۱۳۲؛ بخاری کتاب المغازی باب حنین ج ۵ ص ۱۹۹ اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۷۶ واقعہ حنین)۔ ص ۳۲۷ تا ۳۲۸۔

جب حنین کے دن ہوا تو ہوازن اور غطفان قبیلے کے لوگ اپنے مویشی اور بال بچوں سمیت لڑنے آئے اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ تھے اور وہ لوگ جن پر آپؐ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ سب لوگ دشمن کے حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف ایک جان نثار باقی رہ گیا تھا۔ فادبروا عنہ حتی بقی وحدہ. (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ طائف پارہ ۱۷ باب ۶۲۶؛ صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۰۶ باب عطا مولفة القلوب (عربی) شرح مسلم (اردو) جلد سوم ص ۷۶؛ السیرة

النبویۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۶۷۵)۔ص ۳۳۰

غزوۂ حنین کو جاتے ہوئے چونکہ مسلمانوں کا لشکر بہت زبردست تھا اس لئے جیسا کہ سیرۃ الدمیاطی میں ہے ایک صحابی نے اور وہ ابوبکر تھے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ لن تغلب الیوم من قلة، وشق ذلک رسول ﷺ وساءتہ یارسول اللہ! آج ہم لشکر کی کمی کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکتے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ بات بہت گراں گذری اور یہ کلمات آپ کو بہت برے معلوم ہوئے کیونکہ اس میں فخر اور غرور کی بو آتی تھی۔

(تفسیر جامع البیان طبری ج ۱۰ ص ۱۲۸؛ السیرۃ النبویۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۶۰؛ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۹ (عربی، اردو ترجمہ میں ابوبکر کا نام نکال دیا گیا)؛ سبل الھدی فی سیرۃ محمد بن یوسف الشامی ج ۵ ص ۱۳۷؛ شرح نہج البلاغۃ ابن الحدید ج ۱۵ ص ۱۰۶؛ معارج النبوت اردو واعظ کاشانی ج ۴ ص ۳۸۱۔سورہ توبہ آیت ۲۵ تا ۲۷)۔ص ۳۳۵

عثمان نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت ابوذرؓ کو شہر بدر کر کے ربذہ کے مقام پر بھیج دیا تھا فقد مات رضی اللہ عنہ وحدہ بالربذۃ لما أخرجہ عثمان ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے جو اکیلا ہی پیدل آرہا ہے اور اکیلا ہی مرے گا یعنی وقت موت تن وتنہا ویرانہ میں، اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہو کے قیامت کے دن اُٹھے گا۔ابوبکر کی وفات کے بعد ابوذرؓ مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے تھے۔جب معاویہ نے ابوذرؓ کی شکایت عثمان کے پاس بھیجی کیونکہ ابوذر معاویہ پر سخت تنقید کیا کرتے تھے وکان یغلظ علی معاویۃ فی بعض أمور تقع منه (مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۷؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۸ ص ۸۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۱۶؛ ابن عساکر ج ۹ ص ۲۸۹ اور ج ۷ ص ۲۱۸۔عثمان نے ابوذرؓ کو شام سے بلوا کر ربذہ کے مقام جلاوطن کر دیا تھا۔حضرت ابوذرؓ کے بارے میں ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے کہ ما أظلت الخضراء، ولا أقلت الغبراء من ذی لھجة

أصدق من أبی ذر ۔ آسمان نے کسی پر نہیں سایہ کیا اور نہ زمین نے کسی کو اُٹھایا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچا ہو اور بہتر ہو (یاد رہے لفظ أصدق ہے)۔(اس حدیث کو کئی معتبر کتابوں میں لکھا ہے مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۳ ؛ جامع ترمذی باب مناقب ابوذرؓ ج ۲ ص ۷۰۷ (سیرۃ حلبیہ کے اردو ترجمہ میں یہ حدیث نکال دی گئی ہے ص ۳۱۲)۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ **أبو ذر فی أمتی شبیه عیسی ابن مریم فی زهده؛ بعضهم یرویه: من ینظر الی تواضع عیسی ابن مریم فلینظر الی أبی ذر.** ابوذرؓ اپنے زہد اور تقویٰ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کے مشابہ ہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کی تواضع اور انکساری دیکھنا ہو تو وہ ابوذرؓ کو دیکھے (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۲۸ حالات ابوذرؓ؛ جامع صغیر سیوطی ج ۲ ص ۶۱۰ ، کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۱۷ سلسلہ ۳۶۸۹۸ ؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۲ ص ۵۹ ۔ ص ۴۲۱

عبد الرحمٰن بن عوف کے پیچھے جب نماز پڑھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ وضو کر کے خفین پر مسح کیا۔ اور جب عبد الرحمٰن بن عوف دوسری رکعت میں تھے آپ جماعت میں شامل ہوئے۔ اور اس طرح نماز مکمل کی دوسری رکعت کے لئے اُن کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ص ۴۱۲

کیا کسی کو نبی کا امام بننا جائز ہے؟ کتاب خصائص صغریٰ علامہ قاضی عیاض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بات بیان کی ہے کہ کسی شخص کو آپؐ کی امامت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نہ تو آپ کے ہوتے ہوئے نماز میں کسی کا آگے بڑھنا صحیح ہے اور نہ نماز کے علاوہ کسی دوسرے معاملہ میں۔ یہ صورت نہ کسی عذر کی وجہ سے جائز ہے اور نہ بغیر کسی عذر کے جائز ہے۔ اس لئے کہ خود حق تعالیٰ نے اس سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے۔ نہ ہی کوئی شخص آپؐ کی شفاعت کرنے والا بن سکتا ہے جبکہ امام نماز میں مقتدیوں کا شفیع اور سفارشی ہوتا ہے۔ اسی لئے ابوبکر نے کہا تھا کہ ابن قحافہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ کر امامت کرے

و فی خصائص الصغریٰ: ومن خصائصه صلی الله علیه وسلم فیما

حکی القاضی عیاض أنه لا یجوز لأحد أن یؤ مه صلی الله علیه وسلم لأنه لا یصح التقدم بین یدیه فی الصلاۃ ولا غیر ها لا لعذر ولا لغیره. وقد نهی الله المؤمنین عن ذلک، ولا یکون أحد شافعا له وقد قال "أئمتکم شفعاؤکم" (تفسیر القرطبی جلد ۱ ص ۲۷۰). ولذلک قال أبوبکر ما کان لابن أبی قحافة أن یتقدم بین یدی رسول الله ﷺ فلیتأمل (فتح الباری ابن حجر ج ۲ ص ۱۴۶؛ فیض القدیر شرح جامع صغیر المناوی ج ۵ ص ۳۷۸؛ سبل الهدی والرشاد الصالحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت جلد ۱۰ ص ۴۹۰۔ ص ۴۱۲ تا ۴۲۲۔

تبوک کی غنیمت میں حضرت علیؑ کو دوہرا حصہ: آنحضرت ﷺ نے مسجد میں بیٹھ کر تبوک کا مال غنیمت تقسیم فرمایا اور یہ کہ ہر ایک شخص کو ایک حصہ دیا مگر حضرت علیؑ کو دو حصے عنایت فرمائے۔ اس کے بعد زائد ابن اکوع کھڑے ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے یا آپ نے اپنے طور پر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے لشکر میں ایسے سوار کو دیکھا تھا جو سفید سر اور سفید ٹانگوں والے گھوڑے پر سوار تھا اور سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے نیزے سے دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر کے دشمن کو پسپا کر دیا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم نے دیکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں مال غنیمت میں سے اُن کا حصہ (یعنی جبرئیل کا حصہ) علیؑ کو دوں۔ ص ۴۳۶

بخاری میں جلد ۵ ص ۲۰۹، (اردو) تیسر البخاری جلد ۶ کتاب التفسیر سورہ براۃ باب ۱۹۹ ص ۱۶۴ تا ۱۶۵ میں کعب بن مالک سے یوں روایت ہے کہ جب رات کا ایک حصہ باقی رہ گیا تو اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ پر ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر نازل کی سورہ توبہ آیت ۱۱۷ تا ۱۱۹ لقد تاب الله علی النبی ------۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھے فأنزل الله توبة علی نبیه صلی الله

علیہ وسلم حین بقی الثلث الأخر من اللیل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ام سلمۃ (أم سلمہ) (فتح الباری ج ۸ ص ۹۱)۔ ص ۴۵۰

حضرت ام سلمہ کے مکان میں وحی نازل ہونے پر یہ شک ہوتا ہے کہ عائشہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ سوائے عائشہ کے کسی عورت کے بستر پر ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد رسولؐ اس واقعہ کے قبل کا ہوگا ما نزل علی الوحی فی فراش امرأۃ غیرھا. بخاری (جلد ۴ ص ۲۲۱) وأجاب بعضھم بأنہ یجوز أن یکون ما تقدم فی حق عائشۃ کان قبل ھذہ القصۃ. ص ۴۵۱

جب رسول اللہ غزوۂ تبوک سے واپس آئے اس غزوہ میں آپ کے ساتھ عویمرا العجلانی تھے جن کی بیوی خولۃ بنت عمہ قیس مدینہ میں تھیں۔ جب عویمر اپنے گھر گئے تو اپنی زوجہ کو جو اُن کے چچا قیس کی بیٹی تھیں حاملہ پایا۔ ایک روایت میں ہے اُن کو اور ایک دوسرے صحابی شریک بن سحماء کو اپنی زوجہ پر دیکھا۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہلال بن امیہ کی زوجہ کا ہے اور جب لڑکا پیدا ہوا تو اُس کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ص ۴۵۳ تا ۴۵۹۔

ایسا ہی ایک واقعہ ملک شام میں ہوا اور جب معاویہ سے اس مسئلے کا حل نہ ملا تو اُس نے ابوموسی اشعری کو لکھا کی اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت علیؑ سے معلوم کرو۔ ص ۴۶۹

کرب ابن اشرف یہودی نے کھانا تیار کرایا اور یہودیوں کی ایک جماعت کو اس کام کے لئے متعین کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دعوت دیں اور جب آپؐ تشریف لے آئیں تو کسی طرح آپ کو قتل کردیں۔ چنانچہ ان کی دعوت پر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی تھے جب آنحضرت ﷺ آکر بیٹھ گئے تو آپ کو جبرئیل نے یہودیوں کی سازش کی اطلاع دے دی۔ آنحضرت ﷺ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے واپس اس حالت میں ہوئے کہ جبرئیل نے آپ کو

اپنے پروں میں چھپالیا تھا فستره (یستره) جبریل بجناحه حتی خرج فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۹۔ (ایسا ہی واقعہ حضرت عیسیٰ کے لئے بھی ہے کہ جب یہودی آپ کے قتل کے لئے آئے تو جبریل نے حضرت عیسیٰ کو پروں میں چھپالیا تھا۔ (فغشاه بجناحه)۔ قصص الانبیاء ص ۱۳۱۱ور ص ۲۷۴۔ یہودیوں نے جب آپ کو غائب پایا تو مایوس ہو گئے۔ ص ۴۸۹

اسامہ بن زید جو اس وقت کم سن تھے اُن کی سرداری میں ایک لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا۔ ادھر مہاجر صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جسے یہ بات محسوس نہ ہو رہی ہو۔ جس میں بڑے بڑے ممتاز اور تجربہ کار صحابہ شریک تھے۔ یہاں تک کہ ان میں ابوبکر، عمر، ابی عبیدہ، سعد بن ابی وقاص تھے ان سب کو اس بات کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چہ میگوئیوں کی خبر ملی تو آپ سخت ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ اس حالت میں حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اور خطبہ دیا اور فرمایا فاستوصوا به خيرا فانه من خيار كم اُسامہ وہ تم میں کے بہترین لوگوں میں سے ہے۔ ص ۱۴۰

یہ رافضی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں پر لعنت کی ہے جو اسامہ کے لشکر میں جانے سے رک جائے لعن الله من تخلف عن جيش أسامة.

(یہ رافضی نے نہیں بلکہ اس کا ذکر کئی اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے۔ المعيار والموازنة ابو جعفر السكانی معتزلی متوفی ۲۲۰ھ ص ۲۱۱؛ شواهد التنزيل الحسكانی ج ۱ ص ۳۳۸؛ جواهر المطالب محمد ابن احمد دمشقی الشافعی متوفی ۸۷۱ھ جلد ۲ ص ۱۷۳؛ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی ج ۶ ص ۵۲؛ کتاب عمر ابن خطاب عبدالرحمن البكرى طبع الارشاد بیروت ص ۳۶؛ کتاب الملل والنحل شهرستانی ص ۲۹ طبع مكتبة الانجيل و المصرية قاهره یہ کتاب جامعہ ازہر کے فلسفہ واخلاقیات کے نصاب میں ہے)۔ ص ۱۴۰

جب صحابہ نے ابوبکر کو مشورہ دیا کہ وہ لشکر اسامہ کو جانے سے روکیں تو ابوبکر نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر آنحضرت ﷺ کے ازواج کے پیروں کو کتے نوچنے لگیں تو بھی میں اس لشکر کو ہرگز نہیں روکوں گا: **واللہ الذی لا الہ الا ھو لو جرت الکلاب بأرجل أزواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم ماأرد جیشا** (کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰ ، اور ج ۳۰ ص ۲۱۶؛ البدایۃ والنہایۃ جلد ۶ ص ۳۳۶)۔ ص ۱۴۱

سورہ برأت

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا **لایؤدی عنی الارجل من اھل بیتی** کہ اس کا اعلان وہی کرسکتا ہے جو میرے اہل بیت سے ہو (سیرۃ ابن ہشام ج ۴ ص ۹۷۳؛ سیرۃ النبی ابن کثیر ج ۴ ص ۶۹ ؛ درمنثور سیوطی ج ۳ ص ۲۰۹)۔ ص ۱۴۴

مباہلہ

نجرانیوں نے آنحضرت ﷺ سے اگلے دن مباہلہ کے لئے وعدہ کیا۔ صبح کو آنحضرت ﷺ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ، اور حضرت علی کو ساتھ لے کر تشریف لائے اور فرمایا: **اللھم ھؤلاء أھلی** اے اللہ یہ میرے گھر والے۔ آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا کا عیسائیوں کا بڑا پادری ایک دم بول اُٹھا: میں یہاں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر وہ اللہ تعالی سے کسی پہاڑ کو ہٹانے کی دعا بھی مانگیں تو وہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ اس لئے ان سے مباہلہ نہ کرو کہ تم سب ہلاک ہوجاؤ گے اور زمین پر ایک بھی نصرانی نظر نہ آئے گا (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۸۳؛ تاریخ مدینہ ابن شبیۃ نمیری متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفکر بیروت ج ۲ ص ۵۸۳؛ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۰۴؛ فتوح البلادان بلاذری ج ۱ ص ۷۷۔ تفسیر جلالین طبع شرکت علمیہ ملتان جلد اول ص ۳۸۲ میں یہ مزید ہے کہ طبرانی کی روایت ہے کہ اگر نصاری مباہلہ کے لئے چلے جاتے تو جل جاتے یہ حدیث بلاشبہ حق ہے جس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں'' اور کئی دیگر تفاسیر مثلاً تفسیر ابن کثیر طبع اعتقاد پبلشنگ دہلی جلد اول تفسیر آل عمران جلد

اول ص ۵۷ تا ۶۷۔ اور سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ مراد) ص ۱۵۱

اشعث بن قیس مسلمان ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ جب ابوبکر نے فوج بھیج کر اُس کو گرفتار کروایا تو ابوبکر نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اُس وقت یہ مسلمان ہو گیا۔ پھر ابوبکر نے اُس کی شادی اپنی بہن اُم فروہ سے کردی (طبقات ابن سعد حالات اسلم ج ۵ ص ۱۰؛ ابن عساکر ج ۸ ص ۳۴۱؛ تہذیب التہذیب حالات اشعث ج ۱ ص ۳۱۳۔ (اس اشعث بن قیس نے صفین میں حضرت علی کے خلاف بغاوت کروائی، اس کا لڑکا محمد ابن اشعث قاتل مسلم ابن عقیل تھا اور کربلا میں قاتلان امام حسینؑ میں تھا اس کی لڑکی جعدہ بنت اشعث نے امام حسن کو زہر دیا۔ یعنی ابوبکر کا بہنوئی، ابوبکر کی بھانجی، اور ابوبکر کا بھانجا یہ تینوں دشمنان اہل بیت میں سے تھے۔ مراد)۔ ص ۱۹۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت صفیہ کا اونٹ عائشہ کے اونٹ سے بدل دیں۔ عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ کا دعویٰ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟ انک تزعم أنک رسول اللہ؟، آپ نے فرمایا أفي شک أني رسول اللہ؟ : کیا تمہیں اس بارے میں شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ عائشہ نے کہا فما لک لا تعدل : پھر آپ انصاف کیوں نہیں کرتے؟۔ عائشہ کہتی ہیں یہ سن کر (فکان أبوبکر فیه حدة، فلطمني علی وجهي): میرے باپ کو غصہ آگیا اور انہوں نے ایک دم میرے چہرے پر طمانچہ مارا۔ ص ۲۷۷

مدینہ واپسی کے سفر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم پر پہنچے جو رابغ کے قریب ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ دیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے فضائل بیان فرمائے، پھر آپ نے جب اقرار لے لیا صحابہ سے اپنی رسالت کا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن پاک پر جمے رہیں اور اپنے اہل بیت یعنی گھر والوں کے بارے میں لوگوں کو نصیحت فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی

أهل بيتی، ولن تتفرقا حتی تردا علی الحوض میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے اپنا گھرانہ (یعنی اپنے گھر والے)۔تم لوگ منتشر ہوکر پھوٹ نہ ڈال لینا یہاں تک کہ تم سب حوض کوثر پر میرے پاس جمع ہو جاؤ (ناصبیت کی یہ انتہا ہے جو ترجمہ اردو کا کیا گیا ہے۔مراد)۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے بارے میں ارشادات فرمائے اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے یہ سوال کیا:

وقال حق علی کرم اللہ وجهه لما کرم علیهم: ألست أولی بکم من أنفسکم ثلاثا، وهم یجیبونه صلی اللہ علیه وسلم بالتصدیق والاعتراف، ورفع صلی اللہ علیه وسلم ید علی کرم اللہ وجهه وقال: من کنت مولاه فعلی مولاه، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه، وأحب من أحبه، وابغض من أبغضه، وانصر من نصره، وأعن من أعانه، واخذل من خذله، وأدر الحق معه حیث دار:

کیا میں تم لوگوں کے درمیان خود تم سے زیادہ اولیٰ اور بہتر نہیں ہوں؟۔تین مرتبہ صحابہ نے جواب میں اس بات کی تصدیق کی اور اس کا اعتراف کیا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا: میں جس کا مولیٰ اور آقا ہوں علی بھی اس کے مولیٰ آقا ہیں۔اے اللہ جو اس کا یعنی علی کا مددگار ہو تو بھی اس کا مددگار ہو جا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھیو۔جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھیو جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھیو، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما جو اس کی اعانت کرے تو اس کی اعانت فرما جو بھی اس کو رسوا کرے تو اس کو رسوا فرما اور وہ جہاں بھی ہو حق اور صداقت کو اس کا ساتھی بنادے۔(یہ حدیث روایت کی گئی ہے صرف اہل سنت کی مختلف کتابوں میں جس کی تعداد ۲۰۳ ہے اور کل روایتیں ۸۴۳، مثال کے طور پر فضائل الصحابة امام احمد ص ۱۴ پر اس اضافے کے ساتھ ولی کل مومن من بعدی؛ مسند احمد جلد ۱ ص ۴۸، ص ۱۱۸، ص ۱۱۹، ص ۱۵۲؛ ابن

ماجہ ج۱ص۴۵باب فضل علی؛ ترمذی ج۵ص۲۹۷؛ مستدرک حاکم ج۳ص ۱۰۹)۔ص۳۰۹تا۳۱۱

ایک دفعہ حضرت علی خطبہ دینے کے لئے جب کھڑے ہوئے تھے غدیر خم کے بارے میں قسم دے کر پوچھا کہ وہ کھڑا ہوجائے جس نے اپنے کانوں سے ارشاد رسول ﷺ سنا ہو، چنانچہ ۱۷ اصحابہ کھڑے ہوئے، ایک روایت (۳۰) تیں صحابہ کھڑے ہوئے، معجم کبیر میں ہے کہ ۱۶ صحابہ کھڑے ہوئے اور ایک روایت ہے کہ بارہ صحابہ کھڑے ہوئے۔ حضرت علی نے پوچھا بتاؤ تم نے کیا سُنا تھا۔ اس پر اُنہوں نے وہ حدیث سنائی (مسند احمد ج۵ص۳۷۰؛ معجم کبیر طبرانی ج۵ص۱۷۱؛ مجمع الزوائد الهيثمی ج۹ص۱۰۷؛ تهذیب الکمال المزی ج۲۳ص ۳۶۸؛ ابن عساکر ج۴۲ص۲۰۵؛ البداية النهاية ابن كثير ج۷ص۲۸۳ باب حدیث غدیر خم)۔ص۳۱۱

زید ابن ارقم کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے یہ بات چھپالی جس کے نتیجے میں خدا نے میری بینائی ختم کر دی؛ کتم فذهب بصری (فذهب الله ببصری)۔ کیونکہ جن لوگوں نے چھپایا اُن کے حق میں حضرت علی نے بددعا فرمائی تھی (معجم کبیر سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ طبع مکتبہ ابن تیمیہ قاهره ج ۵ ص ۱۷۱؛ مجمع الزوائد الهيثمی ج۹ص۱۰۶)۔ص۳۱۱

بعض علماء کہتے ہیں کہ اس واقعہ غدیر خم کی شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی اور ہر علاقے کے لوگوں کو اس کا علم ہوگیا۔

تو الحارث بن النعمان الفهری مدینہ آیا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اس وقت آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حارث ابن نعمان آ کر آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی شہادت دیں اور یہ کہ

آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے آپ کا یہ فرمان قبول کیا، پھر آپ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم رات ودن میں پانچ نمازیں پڑھیں، رمضان کے مہینے میں روزے رکھیں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیں اور بیت اللہ کا حج کریں۔ ہم نے آپ کا یہ فرمان بھی قبول کرلیا مگر آپ اتنے پر بھی راضی نہیں ہوئے بلکہ اب اپنے چچا کے بیٹے یعنی علی کا ہاتھ بلند کر کے ان کی فضیلت اور برتری ظاہر کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ جس کا میں آقا ہوں علی بھی اس کا آقا ہے۔ اب بتائیے کہ یہ بات اللہ تعالی کی طرف سے آیا ہوا حکم ہے یا خود آپ نے اپنی طرف سے فرمائی ہے؟

اس پر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم اللہ تعالی کی طرف سے ہے میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔

اس پر حارث ابن نعمان یہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا: اے اللہ! اگر تیری جانب سے یہی بات حق ہے اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں اے اللہ! محمد (ﷺ) جو کچھ کہہ رہے ہیں اگر وہی حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں خوفناک عذاب دے۔ اتنا کہہ کر چلا تھا اور خدا کی قسم ابھی مسجد کے دروازہ تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ اللہ کے حکم سے آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آ کر لگا اور اس کے پاخانے کے مقام سے نکل گیا جس کی وجہ سے وہ شخص اسی جگہ ختم ہوگیا۔ اسی وقت حق تعالی نے یہ آیت نازل کی سائل سائل سورہ معارج آیت ۱تا۳۔ (تفسیر قرطبی ج۱۸ص۲۷۸؛ نظم درر السمطین الزرندی حنفی متوفی ۷۵۰ھ ص۹۳؛ تذکرۃ الخواص الامۃ سبط ابن الجوزی ص۳۱؛ ینابیع المودۃ قندوزی ج۲ص۲۷۰؛ عربی سیرۃ الحلبیۃ ج۳ص۳۳۷)۔ص۳۱۱ تا ۳۱۲۔

جنگ جمل کے لئے زبیر نے عائشہ کو چار لاکھ دینار دیا اور اعلان کیا جو بھی اُن کا ساتھ دے اُس کی تیاری اور ضروریات کا خرچہ میرے ذمہ ہوگا۔

عائشہ نے عبداللہ ابن عمر سے بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ معاذ الله أن أدخل في الفتنة ؟ معاذاللہ کیا میں اس فتنہ میں داخل ہوں؟

جنگ جمل: جب طلحہ اور زبیر نے عبداللہ ابن عمر سے درخواست کی کہ وہ حضرت علی کے خلاف اُن کا ساتھ دیں۔ تو عبداللہ ابن عمر نے جواب دیا: کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کو باطل کی دعوت دے رہے ہو۔ میں علیؑ کے چہرہ پر تلوار کس منہ سے ماروں گا جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اُن کے فضائل ان کی اولیت اور ان کے مرتبہ کے متعلق سن چکا ہوں۔ اور تم دونوں اُن کی بیعت کر چکے ہو اور تم دونوں ہی اُن سے یہ درخواست (خلافت) کر چکے ہو تم لوگ اللہ کو اپنا گواہ بنانے کے بعد اب اپنے عہد سے ہٹ رہے ہو۔ جب کہ اُن کی طرف سے معاملے میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی اور نہ تغیر ہوا۔ پھر یہ کہ جن کے قتل کا بدلہ تم مانگ رہے ہو اُن کا قاتل تمہاری رہنما اور سربراہ ہے۔ ص ۳۴۴ تا ۳۴۵۔ (عربی سيرة الحلبية جلد ۳ ص ۳۵۵)۔

جب عائشہ یہاں سے روانہ ہوئیں تو راستے میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں تو انہوں نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے تو انہیں نے بتایا گیا حوأب ہے۔ انہیں فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی یاد آئی اور کہا کہ اونٹ کو یہیں بٹھاؤ میں آگے جانے والی نہیں۔

اس وقت زبیر اور طلحہ پچاس آدمیوں کو لے کر عائشہ کے پاس پہنچے اور اُن لوگوں نے ان کے سامنے شہادت دی کہ یہ حوأب نہیں ہے۔ جس نے آپ کو یہ اطلاع دی وہ جھوٹا ہے۔ علامہ شعبی کہتے ہیں اسلام میں یہ پہلی جھوٹی شہادت (گواہی) ہے۔ (شرح نهج البلاغة ج ۹ ص ۳۱۱؛ الامامة والسياسة ابن القتيبة دينوری متوفی ۲۷۶ھ ج ۱ ص ۸۳؛ البداية والنهاية ابن كثير ج ۷ ص ۲۵۹؛ مروج الذهب مسعودی ج ۲ ص ۲۹۵) ص ۳۴۵۔

حضرت علیؑ نے لوگوں کو جمع کیا ألا ان طلحة والزبير و أم المؤمنين قد تمالئو على سخط رتی، وانی خارج اليهم اور فرمایا لوگو! طلحہ اور زبیر ام المومنین خلافت کے لئے متحد ہو گئے ہیں اور میں اب اُن کے مقابلے کے لئے جا رہا ہوں۔

پھر حضرت علیؑ کو اطلاع ملی کہ دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر عثمان کا خون

آلودہ قمیص نصب کر رکھا ہے اور ساٹھ ہزار شیوخ (خطیب، علماء) اس کے نیچے رو رو کر خون عثمان کا بدلہ مانگ رہے ہیں۔ اس قمیص کے ساتھ عثمان کی بیوی کی کٹی ہوئی انگلیاں لٹکی ہوئی ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے تعجب سے کہا أمنـــی یطلبون دم عثمان؟ کیا یہ لوگ خون عثمان کا مطالبہ مجھ سے کر رہے ہیں (الثقات ابن حبان ج۲ص ۲۷۷)۔ص ۳۴۵

طلحہ اور زبیر کی طرف سے اعلان ہوا کہ جس شخص کے پاس اُن لوگوں میں سے کوئی آدمی ہو جنہوں نے مدینہ میں خون ریزی کی تھی وہ اسے ہمارے پاس لے کر آئے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو کتوں کی طرح کھینچ کر لایا گیا اُن کی تعداد چھ سو تھی اُن سب کو قتل کر دیا گیا ان میں سے صرف ایک شخص حرقوص بن زهیرِ جان بچا کر نکل گیا۔ص ۳۴۶

حضرت علی نے ایک خط طلحہ اور زبیر کو لکھا أما بعد، فقد علمتما أنی لم أرد البيعة حتى أكرهت عليها، وأنتما ممن رضى ببيعتى والزمتمانيها فان كنتما بايعتما طائعين فتوبا الى الله وارجعا عما أنتما عليه : اما بعد! تم دونوں کو معلوم ہے کہ میں بیعت لینے پر اُس وقت راضی ہوا جب مجھے اس کے لئے مجبور کیا گیا۔ تم دونوں اُن لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اپنی خوشی سے آ کر مجھے بیعت دی اور مجھے اس کا پابند کیا۔ اب اگر تم دونوں نے خلوص دل سے بیعت دی تھی تو اللہ کے سامنے توبہ کرو اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اسے چھوڑ کر لوٹ جاؤ۔ص ۳۴۷

اسی طرح کا ایک خط حضرت علیؑ نے عائشہ کے نام بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا أما بعد، فانك قد خرجت من بيتك تزعمين أنك تريدين الان بين المسلمين، و طلبت بزعمك دم عثمان وأنت بالأمس تؤلبين عليه فتقولين فى ملأ من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا نعثلا فقد كفر، قتله الله، واليوم تطلبين بثاره، فاتقى الله وارجعى الى بيتك وأسبلى عليك سترك قبل أن يفضحك الله، ولا حول ولا قوة الا بالله

العلی العظیم :امابعد آپ اپنے گھر کی چار دیواری سے نکل آئیں اور یہ سمجھ رہی ہیں کہ آپ مسلمانوں کے درمیان صلح اور اصلاح کر رہی ہیں اور آپ اپنے خیال میں خون عثمان کا بدلہ چاہ رہی ہیں لیکن کل خود آپ ہی اُن کی مخالفت پر کمر بستہ تھیں۔ خود آپ ہی اصحاب رسول کے مجمع میں کہتی تھیں کہ اس کم عقل بڈھے کو قتل کر ڈالو (الفتنة واقعة الجمل سیف بن عمر متوفی ۲۰۰ھ طبع دار النفائس بیروت ص ۱۱۵؛ شرح نہج البلاغه ابن ابی الحدید معتزلی ج ۶ ص ۲۱۵، اور جلد ۲۰ ص ۱۷ اور ۲۲؛ المحصول فی علم اصول الفقه فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ طبع بیروت جلد ۴ ص ۳۴۳؛ طبری (عربی) واقعات ۳۶ ہجری جلد ۳ ص ۴۷۷؛ الامامة والسیاسة دینوری جلد اول ص ۴۷ ۔اس نے کفر کیا اللہ اس کو ہلاک کرے۔ آج آپ اُن ہی کے خون کا بدلہ مانگ رہی ہیں۔ اللہ سے ڈریئے اور اپنے گھر لوٹ جایئے۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی فضیحت کرے۔ آپ اپنی پردہ نشینی کی حفاظت فرمایئے اور خدائے بلند و برتر کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں ہے۔فلما قرء وا الکتابین عرفوا أنه علی الحق جب انہوں نے (طلحہ وزبیر نے) وہ خط پڑھا تو انہیں احساس ہوگیا کہ حضرت علیؑ حق پر ہیں۔ اسی وقت طلحہ اور زبیر دونوں گھوڑوں پر بیٹھ کر حضرت علی کی طرف چلے۔ اور ادھر سے حضرت علیؑ اُن دونوں کی جانب چلے جب ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو حضرت علی نے ان سے کہا لعمری لقد أعد تما خیلا ورجالا وسلاحا، فاتقیا الله ولا تکونا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة أنکاثا ألم تکونا :خدا کی قسم تم لوگوں نے گھوڑے سواروں، پیدلوں اور ہتھیار بند لوگوں کا لشکر تیار کیا ہے لیکن تم خدا سے ڈرو اور مکہ کی اُس دیوانی عورت جیسے مت بنو جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد اسے خود ہی ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۴۵۱، البدایة والنهایة ابن کثیر ج ۷ ص ۲۶۸ واقعات جمل)۔ص ۳۴۷

طلحہ کو مروان نے جمل میں قتل کیا و قتل طلحة یوم الجمل قتله

مروان بن الحکم ۔(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۶۹؛ معرفۃ الثقات احمد بن عبداللہ متوفی ۲۶۱ھ ج ۲ ص ۱۵۶ طبع مکتبہ مدینہ؛ ابن عساکر ج ۱۸ ص ۴۳۵۔ص ۳۴۹

حضرت علی نے زبیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد دلائی جس میں آپؐ نے زبیر سے فرمایا کہ تم علی سے ایک جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ دوران جنگ جمل حضرت علی اس طرح زبیر سے ہم کلام ہوئے۔ھل تتذکر یوما مررت انا و انت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویدی فی یدیک فقال لک رسول اللہ اتحبہ قلت نعم فقال لک اما انک تقاتلہ و انت لہ ظالم فقال الزبیر نعم انا ذاکر لہ. حضرت علی نے زبیر سے کہا تم کو یاد ہے کہ میں بھی تھا اور تم بھی تھے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں تھا اُس وقت آنحضرتؐ نے پوچھا کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو؟ تو تم نے کہا ہاں، اُس وقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ایک وقت تم علیؑ سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہوں گے۔ زبیر نے یہ سُن کر اقرار کیا کہ ہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ مستدرک الحاکم ذکر مقتل الزبیر ج ۳ ص ۴۱۲ تا ۴۱۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان اس حدیث کو مختلف رواۃ کے ذریعہ لکھا اور ذہبی نے اس حدیث کی صحیح ہونے کی تصدیق کی اس کے علاوہ صواعق محرقہ ص ۴۰۸، تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ حصہ اول ص ۴۹۷۔البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۲۶۸ اور بھی کئی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے۔ یاد رہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ”تم ظالم ہو گے“)۔ص ۳۴۹

جب فوج کا حملہ ہوا حضرت عائشہ اپنی فوج کو یہ کہہ کر ہمت بڑھا رہی تھیں:

میرے بچو! ساتھ ساتھ رہو! یابنی اتبعۃ اتبعتہ۔ص ۳۴۹

امام حسنؑ پر جب وہ حالت نماز میں تھے حملہ کیا گیا تھا۔ حضرت امام حسنؑ نے اسی وقت لوگوں کے سامنے تقریر کی اور فرمایا: اے عراق کے لوگو! ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ہم تمہارے امیر ہیں اور ہم اہل بیت یعنی خاندان رسول ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا نحن أھل البیت قال اللہ

فیهم : انّما یرید الله لیذهب عنکم الرجس أهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔ یہ سننے کے بعد مسجد میں ہرایک شخص رونے لگا (مجمع الزوائد الھیثمی ج۹ص ۱۷۳؛ معجم کبیر ج ۳ ص ۹۳؛ ابن عساکر ج ۱۳ص ۲۶۹؛ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۵؛ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۷۰ - ص ۳۵۲

جب حضرت حسن کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث ابن قیس (ابوبکر کی بہن کی بیٹی نے زہر دیا یہ حرکت معاویہ کے بیٹے یزید کی سازش سے کی گئی ہے، یعنی یزید نے بنت اشعث سے خود شادی کر لینے کا وعدہ کیا اور ایک لاکھ درہم اس لالچ میں خرچ کئے کہ خلافت اس کو مل جائے۔ معاویہ نے یہ معاملہ چلایا تھا اور پھر ان کی زندگی تک اس کو ظاہر نہیں کیا (معتبر کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ سم الحسن بن علی سمته امرأته بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفة ! کان ذلک منها بتدسیس معاویة امام حسنؑ کو اُن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے معاویہ سے سازش کر کے زہر دیا اور اسی طرح آگے لکھا ہے کہ ابو الحسن مدائنی قال : وکانت وفاته فی سنة تسع واربعین وکان مرضه اربعین یوما، وکانت سنه سبعا واربعین سنة دس الیه معاویة سما علی ید جعدة بنت الاشعث زوجة الحسن وقال لها : ان قتلتیه بالسم فلک مأة ألف وأزوجک بزید ابنی فلما سمت الحسن و مات به و فی لها بالمال ولم یزوجها من یزید ترجمة امام حسن تاریخ ابن عساکر ص ۲۱۰؛ ماوفی معاویة للحسن بشئی مماجعل ، قتل حجرا وأصحابه، وبایع لابنه ولم یجعلها شوری و سم الحسن - انساب الاشراف بلاذری ج ۳ ص ۲۹۰؛ یزید بن معاویہ کے پوشیدہ مشورہ سے زہر دیا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ ص ۱۹۳)۔ ص ۳۵۳

صفین کی لڑائی کے وقت ابو ہریرہ نے کہا : نماز حضرت علی کے پیچھے ہی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور کھانا معاویہ کا زیادہ چکنا اور چربی دار ہوتا ہے اور جہاں تک بیٹھنے کی جگہ کا تعلق ہے اس کے لئے سب سے زیادہ محفوظ جگہ یہ ٹیلہ ہی ہوسکتا ہے

(وروی عنه كان يصلی خلف علی رضی الله عنه ويا كل من سماط معاويه يعتزل القتال فسئل عن ذالک فقال الصلوٰة خلف علی افضل وسماط معاوية ادسم و ترک القتال اسلم هٰكذا عنه)اصابة ابن حجر جلد اول ص ۷۵)۔ص ۳۶۶

عمر ابن خطاب جب اپنی زوجہ سے بحث کر رہے تھے تو اُن کی زوجہ نے کہا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک تو بعض دفعہ پورے دن اور رات تک آپ سے کنارہ کش رہتی ہیں۔ حضرت عمر نے کہا جو بھی ایسا کرتی ہیں وہ تباہ و برباد ہوتی ہیں۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ان میں سے کوئی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرے گی تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہ سکے گی۔ پھر حضرت عمر کہتے ہیں میں سیدھا اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا اور اُس سے بولا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ سے بحث کرتی ہو وہ کہنے لگی ہاں بلکہ ہم میں سے ایک تو کبھی کبھی پورے دن اور رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہیں کرتی۔ میں نے کہا تم جس نے بھی ایسا کیا وہ تباہ و برباد ہوئی۔ (عربی جو لفظ ہے وہ ''أ تراجعن''۔ صحيح ابن حبان جلد ۱۰ ص ۸۶؛ مسند الشاميين طبرانی جلد۴ص۲۶۳)۔ص ۳۸۰

پھر حضرت عمر نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر آرام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نمودار ہوئے۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ! فارس اور روم کے لوگ حالانکہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے مگر بڑے آرائش اور راحت کے سامان فراہم ہیں۔ یہ سُن کر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے ! کیا تجھے اب بھی شک ہے۔ أفی شک أنت يا ابن خطاب !(جامع ترمذی تفسیر سورہ تحریم ج۵ص ۹۵)۔ص۳۸۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ

ﷺ کے بعد آپ کی ازواج پر یہ واجب تھا کہ وہ گھروں میں بیٹھیں۔ وہاں سے نکلنا اُن کے لئے حرام تھا چاہے حج یا عمرہ کے لئے ہی نکلنا کیوں نہ ہو۔ ص ۳۸۸

حضرت خدیجہؓ سے آنحضرت ﷺ کے یہاں پہلے قاسمؓ پیدا ہوئے یہ اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ ترتیب اولاد میں اختلاف ہے۔ ص ۴۰۴

حضرت علی کے دروازہ کا استثناء۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سوائے حضرت علیؑ کے دروازے کے باقی سب کے دروازے بند کرادئے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے۔ ابن جوزی نے موضوع لکھا ہے مگر بعض علماء اس حدیث کو درست مانتے ہیں (أن رسول اللہ ﷺ أمر بسد الأبواب الا باب علی۔ تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۰۸؛ تاریخ خطیب بغدادی ج ۴ ص ۲۱۷؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱۸ سلسلہ ۳۳۰۰۰ اور جلد ۱۳ ص ۱۳۷ سلسلہ ۳۶۴۳۲؛ معجم کبیر طبرانی ج ۱۲ ص ۷۸؛ اصابہ ابن حجر حالات حضرت علی جلد ۴ ص ۴۶۸۔ ص ۴۹۰ تا ۴۹۱۔

قاضی عیاض نے استدلال کیا ہے و ھذا استدل بہ القاضی عیاضؒ علی أنہ لا یجوز لأحد أن یؤمہ صلی اللہ علیہ وسلم، لأنہ لا یصلح للتقدم بین یدیہ صلی اللہ علیہ و سلم فی الصلاۃ و لا فی غیرھا لا لعذر ولا لغیرہ وقد نھی اللہ المؤمنین عن ذلک، ولا یکون أحد شافعا لہ صلی اللہ علیہ وسلم. وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم " أئمتکم شفعاوکم" سیرۃ الحلبیہ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔: کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کا امام بنے کیونکہ نماز کے علاوہ کسی معاملے میں نہ عذر کی وجہ سے نہ بغیر عذر کے آنحضرت ﷺ سے آگے بڑھنا درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہی مومنین کو اس سے منع فرمایا ہے۔ پھر یہ کہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کا شافع اور شفاعت کرنے والا نہیں بن سکتا جبکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارا امام تمہارے لئے تمہارا شفاعت کرنے والا ہے۔ ص ۵۰۳

وفات نبی ﷺ ۔ جس روز آپ کی وفات ہوئی آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، مسلمان نے دیکھا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے تو وہ سب بے حد خوش اور مطمئن ہوئے نماز کے بعد آپ مُصلے پر بیٹھ گئے اور چاشت کے وقت تک لوگوں سے باتیں کرتے رہے اس کے بعد آپ اُٹھ کر حجرہ مبارک میں گئے۔ مگر لوگ وہیں اپنی مجلس میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ اچانک انہیں لوگوں کے چیخنے کی آواز آئی۔ لوگ یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ مسلمان ایک دم حجرہ کے دروازے کی طرف دوڑے۔ حضرت عباس سب سے پہلے اندر گئے اور انہوں نے دروازہ بند کرلیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ باہر نکلے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سنائی۔ لوگوں اُن سے پوچھا کہ عباس تم نے آنحضرت ﷺ کے آخری لحات میں کیا دیکھا۔ انہوں نے کہا: میں نے صرف اتنا دیکھا کہ آپ یہ فرمارہے تھے۔ جلال ربی الرفیع قد بلغت یعنی میں نے اپنے بلند و برتر رب کے جلال و عظمت کو جان لیا۔ اس کے بعد آپ فوت ہو گئے۔ ص ۵۰۳

جب انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تھے ایک شخص ان کے پاس آیا (ابوبکر اور عمر ابن خطاب کے پاس) اور کہا:

اے ابن خطاب! باہر آؤ۔ تو عمر نے جواب دیا ہم رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں مصروف ہیں دور رہو۔ تو اُس نے کہا: ایک معاملہ پیش آگیا ہے انصاری مسلمان سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں اور ان کے پاس فوراً پہنچیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نئی صورتحال پیدا ہو جائے اور اس کے لئے جنگ کی نوبت آجائے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ ہم اُسی وقت اُن لوگوں کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم (ابوبکر اور عمر) وہاں پہنچے تو انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر بعد حمد ثنا کہا: اما بعد ہم حقیقت میں اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں اور تم اے گروہ مہاجرین ایک چھوٹی سی ٹکڑی ہو جو ہمارے پاس آکر پناہ گزیں ہوئے ہو۔ مگر تم میں سے کچھ لوگ ہمارے اوپر چھا گئے۔ اور اب ہم پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں ہمارے گھر والوں کے

سامنے حقیر کردو۔ اب تم ہمیں الگ کر کے خلافت کے ذریعہ ہم پر طاقت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ جب یہ خاموش ہوا تو میں نے ان کو جھٹلانے کے لئے بہت اچھا جواب سوچا تھا۔

(عربی عبارت یوں ہے وقد كنت زورت مقالة أعجبتني أردت: زورت کے معنی ہیں جھوٹ اور مقالة کے معنی تقریر تیار کردہ، ایک جھوٹی تیار کردہ تقریر کا ارادہ کیا تھا) میں ابو بکر کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا حالانکہ مجھے اُن کی اس بات پر غصہ آیا مگر میں خاموش ہو گیا۔ ابو بکر مجھ سے زیادہ معاملہ کو سمجھتے تھے۔ خدا کی قسم میں نے پہلے سے جو جوابات سوچے تھے انہوں نے برجستہ اور وہ سب باتیں زیادہ بہتر انداز میں کہیں اور میرے سوچے ہوئے جوابات میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

ابو بکر کی تقریر: اما بعد! تم نے اپنی جو خوبیاں اور بھلائیاں ذکر کی ہیں تم حقیقت میں اُن کے اہل ہو۔ مگر جہاں تک خلافت کا معاملہ ہے تو عرب کے لوگ اس کو سوائے قریش کے کسی دوسرے قبیلے کے لئے قبول نہیں کریں گے۔ قریش کے لوگ اپنے حسب اور نسب کے اعتبار سے اور وطن کے اعتبار سے جو مکہ ہے سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ ہم نسب میں تمام عربوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ وكنا معاشر المهاجرين أول الناس اسلاما و نحن عشيرته صلی اللہ علیہ وسلم و أقاربه و ذوو رحمه، فنحن أهل النبوة و أهل الخلافة. (سیرة الحلبية عربی ج ۳ ص ۴۸۰)۔ کیونکہ کوئی بھی قبیلہ ایسا نہیں جو کسی نہ کسی طرح قریش سے رشتہ و قرابت نہ رکھتا ہو، ہم مہاجرین وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ہم ہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برادری اور خاندان کے لوگ ہیں۔ آپؐ کے رشتہ داروں اور قرابتداروں میں سے ہیں۔ ہم ہی لوگ وہ ہیں جن میں نبوت آئی اور ہم ہی خلافت کے حقدار ہیں۔ پھر ابو بکر نے وہ تمام آیات قرآنی جس میں انصار کی شان میں نازل ہوئیں تلاوت کیں۔ اور وہ احادیث بھی بیان کئے جو انصاریوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے۔ مثلاً ایک حدیث اگر تمام لوگ ایک وادی میں

مقدمہ

اہل سنت والجماعت کے علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب مستند ہے اور علم حدیث میں جس کی نظیر ناممکن ہے تو وہ صحیح بخاری ہے اور یہ مقولہ ہر ایک کی زبان زد ہے کہ "بعد از کتاب باری صحیح بخاری"۔ اس کتاب میں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی زندگی کے نمونے پیش کیے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ عصر حاضر کا بدنام ترین شخص سلمان رشدی کو شانِ رسالتؐ میں گستاخی کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔

صحابہ کے فضائل میں اکثر حدیثیں بنی اُمیہ کے دور میں گھڑی گئیں تاکہ اُن کی بارگاہ میں رسوخ حاصل ہو سکے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ اس ذریعہ سے بنی ہاشم کو ذلیل و پست کر سکیں گے۔ چونکہ ان احادیث گھڑنے والوں کو اُن اصحاب کی جن کی پرستش کرتے تھے اور دل و جان سے آج تک بھی مانتے ہیں کوئی فضیلت نظر نہیں آئی تو ان لوگوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اب پیغمبرؐ اسلام کے ہی کردار کو اتنا پست کر دو کہ ہمارے ممدوح پیغمبرؐ سے بھی بہتر نظر آئیں۔ اگر آپ بغور اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آنحضرتؐ کے بارے میں العیاذ باللہ یہ تصور کریں گے کہ:

آپؐ نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے۔ آپؐ کو قرآن یاد نہیں رہتا تھا۔ آپؐ پر جادو کر دیا گیا تھا تو آپؐ وہ کام کرتے تھے جو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ اس کی شان میں لکھا جا رہا ہے جس کے قول کو اللہ نے اپنا قول اور جس کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ جو خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نو ماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضورؐ کی خدمت میں رہے تھے اس لیے کہ وہ علاء

چلیں اور انصاری دوسری وادی میں چلیں تو میں انصاریوں کے ساتھ چلوں گا۔ پھر ابو بکر نے سعد ابن عبادہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا یہ حدیث حق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الا ئمة من قریش قریش ہی خلافت کے والی اور حقدار ہیں۔ سعد نے کہا ہاں یہ سچ ہے پھر ابو بکر نے کہا ہم امیر ہیں اور تم لوگ وزیر ہو۔ ص ۵۲۰

بیعت کی وجہ: وانما بایعت أبا بکر خشیة ان فارقنا القوم ولم تسکن بیعة أن یحدثو بعدنا بیعة، فالا أن نبایعهم علی مالا ﴿ نرضی﴾ رضی، والا أن نخالفهم فیکون فیه فساد. حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے ابو بکر کے ہاتھ پر اس خوف سے بیعت کی کہ کہیں قوم میں پھوٹ نہ پڑ جائے اور ہماری بیعت کے بعد لوگ کوئی دوسری بیعت نہ کرلیں۔ پھر یہی ہوتا کہ یا تو ہمیں اُن کے ساتھ ایسی بیعت میں شریک ہونا پڑتا جسے ہم خلاف مرضی سمجھتے، ہم اُن کے مخالف راستے پر چلتے۔ دونوں صورتوں میں فساد پیدا ہوتا۔ (طبقات ابن سعد حالات سعد ابن عبادہ ج ۳ ص ۶۱۶؛ المصنف عبدالرزاق صنائعی ج ۵ ص ۴۴۴؛ ابن عساکر ج ۳ ص ۲۸۳؛ صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۱۵۱؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۴۷ باب خلافت ابو بکر) عربی سیرة حلبیہ ج ۳ ص ۴۸۳)۔ ص ۵۲۵

ابو بکر کا پہلا خطبہ۔ أیها الناس انی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم، فان أحسنت فأعینونی، و ان أسأت فقومونی لوگو! مجھے تم پر امیر بنایا گیا ہے۔ میں تم میں بہترین آدمی نہیں ہوں۔ لہذا اگر میں اچھے کام کروں تو آپ لوگ میری مدد کریں لیکن اگر برائی کروں تو مجھے ٹھیک کردینا۔ میری اطاعت اس وقت تک کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ لیکن اگر میں اللہ اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ (سیرة ابن ہشام ج ۴ ص ۱۰۷۵؛ معجم اوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ الثقات ابن حبان ج ۲ ص ۱۵۷؛ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۸۳؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۰۱؛ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۲۷؛ تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۵۰ واقعہ سقیفہ؛ سیرہ حلبیہ عربی ج ۳ ص ۴۸۳)۔ ص ۵۲۶

نحن معاشر الانبياء . سیرۃ حلبیہ کے مصنف نے دعویٰ کیا لفظ نحن کسی کتاب میں نہیں ہے بلکہ انا معاشر الانبیاء ہے۔(حالانکہ اس کا ذکر ابن جوزی زاد المسیر ج۵ص ۱۴۷؛تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ مریم ج۳ص ۱۱۷، تفسیر سورہ نور ج۳ص ۳۷۰۔؛ذیل تاریخ بغداد خطیب ج۲ص ۱۰۱؛ البدایۃ و النہایۃ ج ۲ص ۲۲۔ مراد)۔(حدیث جس کا ذکر ابوبکر نے بیان کی کہ مجھ سے رسول اکرم نے فرمایا کہ انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ "ہم انبیاء میراث نہیں چھوڑتے بلکہ وہ صدقہ ہے"۔اس من گھڑت حدیث سے جو کلام الٰہی کے خلاف ہے اس کے واحد راوی صرف اور صرف ابوبکر ہیں واختلفوا میراثہ فما وجدوا عند احد من ذلک علما . جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۵۸۲؛طبقات ابن سعد حصہ دوم ص ۳۴۷؛ کنز العمال جلد ۱۲ص ۴۸۸؛ تاریخ مدینہ ودمشق ابن عساکر جلد ۳۰ص ۳۱۱۔مراد)۔ص ۵۳۱

قرآن نے ان آیات میں وراثت کا ذکر کیا جیسے ورث سلیمان دائود، اور حضرت زکریا کی دعا: فھب من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب سورہ مریم آیت ۶ سے مراد علم وحکمت ہے۔(حالانکہ اس آیت کے قبل آیت ۵ میں حضرت زکریا یہ فرماتے ہیں: میرے بعد میں اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے عطا کر اپنے پاس سے ایک وارث۔کیا علم وحکمت کی وجہ سے رشتہ داروں سے ڈر سے تھا؟۔مراد)۔ص ۵۳۱۔

حضرت فاطمہؑ کا باغ فدک کو وراثت میں مانگنا ان کے اس دعوی کی وجہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باغ فدک ان کو عنایت فرمادیا تھا۔

(عربی متن یوں ہے: ولعل طلب اثاثھا من فدک کان منھا بعد أن ادعت رضی اللہ تعالی عنہ أن النبی ﷺ اعطاھا فدکا: وقال لھا: ھل لک بینۃ فشھد لھا علی کرم اللہ وجھہ و أم أیمن، فقال لھا رضی اللہ عنہ أبرجل وامرأۃ تستحقینھا .) اس دعوے پر ابوبکر نے اُن سے گواہ طلب

کیے تو حضرت علی اور اُم ایمن نے اس کی گواہی دی۔ ابو بکر نے کہا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے آپ اس کی حقدار بننا چاہتی ہیں؟۔ رافضی اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ معصوم تھیں جس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت، سورۃ احزاب آیت ۳۳۔ اللہ تعالیٰ کو یہ (منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث کہ فاطمہؓ میرے گوشت اور پوست کا ایک حصہ ہے لہذا اُن کا دعویٰ ان کے معصوم ہونے کی وجہ سے سچا ہے۔ نیز اس معاملے میں حضرت حسن، حضرت حسین، اور اُم کلثوم نے بھی حضرت فاطمہ کے حق میں گواہی دی تھی۔ رافضیوں کے اعتراض کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت یعنی گھر والوں کے ذیل میں آپ ﷺ کی تمام ازداج بھی آتی ہیں اور ان کے متعلق سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ معصوم یعنی گناہ کے سرزد ہونے سے بری نہیں ہیں (اب پتہ چلا کہ اہل بیت میں ازواج شامل ہیں اس کے لئے کیوں اتنا زور دیا جا تا رہا ہے۔ مراد) لہذا بقیہ اہل بیت کے متعلق بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ معصوم نہیں ہیں۔ اب جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ حضرت فاطمہ آنحضرت ﷺ کے گوشت و پوست کا ایک ٹکڑا ہیں تو حقیقی نہیں مجازی چیز ہے، اور مراد یہ ہے کہ میری خیر اور شفقت کا مرکز ہے۔ جہاں تک اس دعوے کا تعلق ہے کہ حضرت حسن، حضرت حسین اور اُم کلثوم نے حضرت فاطمہ کی بات کی شہادت دی تھی تو یہ باطل روایت ہے کیونکہ کسی بھی قابل اعتماد راوی نے اس کو بیان نہیں کیا، پھر یہ کہ اصل کے لئے اس کی فرع اور جزء کی شہادت مقبول نہیں ہوا کرتی۔ (تاریخ یعقوبی احمد ابی یعقوب متوفی ۲۸۴ھ طبع دار صادر بیروت جلد ۲ ص ۴۶۸ میں مامون کا مناظرہ نقل ہے جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے گواہی میں امام حسن اور امام حسین کو پیش کیا۔ مراد)

وفی کلام سبط ابن الجوزی رحمه الله أنه رضی الله تعالی عنه کتب لها بفدک، ودخل علیه عمر رضی الله تعالی عنه فقال: ما

هذا. فقال : كتاب كتبته لفاطمة بميراثها من أبيها. فقال : مماذا تنفق على المسلمين وقد حاربتك العرب كما ترى، ثم أخذ عمر الكتاب فشقه(سيرة الحلبية ج ۳ ص ۴۸۸). علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے فدک کی جائداد کے متعلق حضرت فاطمہؑ کے لئے تحریر لکھ دی تھی۔ اُسی وقت حضرت عمر تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا ہے؟۔ ابوبکر نے جواب دیا میں نے فاطمہؑ کے لئے اُن کے والد کی میراث کے سلسلے میں تحریر لکھ دی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ پھر آپ مسلمانوں کی ضروریات پر کہاں سے خرچ کریں گے جب کہ آپ کو معلوم ہے عرب آپ کے ساتھ برسر جنگ ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر نے وہ تحریر لے کر پھاڑ دی(شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید ج۱۶ ص ۲۳۴ ۔ مراد)۔ ص ۵۳۳

ما جاء أن عليا و أبابكر رضی الله عنهما جاءا الزيارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته بستة أيام، فقال علی كرم الله وجهه : تقدم يا خليفة رسول الله، فقال أبوبكر رضی الله عنه : ما كنت لأتقدم رجلا سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول فيه : علی منی بمنزلتی من ربی۔ وفات رسول کے چھ دن کے بعد حضرت علی اور ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے (قبر کی زیارت کرنا ثابت۔ مراد) تو حضرت علی نے ابوبکر سے کہا آپ پہلے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: میں اُس شخص سے آگے ہرگز نہیں بڑھوں گا جس کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ علی مجھ میں سے ہے اور اللہ کے یہاں اُن کا مرتبہ بہت بلند ہے(جواہر المطالب فی مناقب، محمد ابن احمد دمشقی متوفی ۸۷۱ھ ج ۱ ص ۵۹ ۔ مراد)۔ ص ۵۳۴

ادھر حضرت ابوبکر و عمر اور بقیہ صحابہ کا اس سلسلے میں جو عذر تھا وہ بالکل واضح ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ حالات دیکھ کر یہ سمجھا کہ بیعت لینے میں جلدی کرنا اس وقت مسلمانوں کے حق میں بڑی مصلحت ہے۔ اگر اس وقت (کسی کے انتظار کے لئے)

اس میں تھوڑی سی بھی تاخیر کی جاتی تو امت میں اختلاف پیدا ہو جاتا جس سے بڑے زبردست فساد پیدا ہو جاتے۔ص ۵۳۵

حضرت عمر نے کہا ابوبکر کی بیعت کا معاملہ اچانک پیش آیا۔ جس کے لئے پہلے سے کوئی مشورہ اور منصوبہ نہیں بنایا گیا تھا۔ص ۵۳۶

تمت

کیا حضرت علیؑ نے بیعت کی تھی؟

تقریباً ۵۰ سال قبل حیدر آباد دکن میں ایک کتاب ''ابوذر غفاری'' مصنفہ ''اُستاد عبداللہ علائلی'' کا فارسی ترجمہ ''جنایات تاریخی'' کا اردو ترجمہ مترجم مولوی سید عباس حسین مرحوم طبع ہوئی تھی۔ اسی کتاب کو دوبارہ بالاقساط طبع کیا جارہا ہے یا طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں کئی مقامات موضوع بحث ہیں جیسے کہ:

''ابوذرؓ ڈر رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہیں اس اختلاف اور ہنگامہ آرائی سے اسلام کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ ان میں سے بعض جو ابوبکر پر اعتراض کر رہے تھے اُن کا مقصد صرف علی کی دوستی نہ تھی بلکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتے تھے۔ اسی لحاظ سے (ابوذر نے) ابوبکر کی بیعت کر لی جس طرح علیؑ نے بھی مسلمانوں کو باہمی اختلاف کلمہ کے خوف سے ابوبکر کی بیعت کر لی''۔ مزید یہ کہ ''صحابہ میں کوئی بھی ابوبکر کی بیعت سے پشیمان نہ تھا۔ خلیفہ نے نیک راستہ اختیار کیا اور مثل پیغمبر کے غربا کی طرفداری کر کے ظالم سے مظلوم کا حق لیتے اور آپس کے اختلاف کو روکتے تھے''۔ ص ۳۸

اور اسی تحریر پر فاضل مترجم نے حاشیہ لگایا جس کا ذکر ص ۱۱۵، ۱۱۶ کے تحت مذکور ہے کہ ''سنی وشیعہ کے معتبر ترین مورخین کے حوالوں سے ثابت ہے کہ علیؑ خود کو سب سے زیادہ خلافت کا سزاوار سمجھتے تھے اس لئے مخالفین کے دعووں کا دفاع کر کے اپنے حق کا مطالبہ کرتے رہے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ باوجود اس کے بھی بغیر قوت استعمال کئے حق نہیں مل سکتا اور اُس کی انتہا بہت بڑے نقصان کا موجب ہو گی تو آپ نے نہایت کراہت کے ساتھ بیعت کر لی''۔

پہلے لفظ بیعت کی معنوی حیثیت پر غور کریں گے اور یہ دیکھیں گے دورِ رسولؐ اکرم میں اس کا استعمال کیسا رہا۔

عربی سے اردو لغت المنجد لفظ ''ب'' کے ذیل **بیع** ص ۱۱۰ پر ہے۔

بایعه مبایعة: کسی سے فروخت کا معاملہ کرنا۔ باہم معاہدہ کرنا۔

البيعة: عہد و پیمان۔

لغات الحدیث عربی اردو مولف علامہ وحید الزمان جلد اول تحت ''ب'' ص ۱۲۸ الفظ ''بیع'' کے ذیل میں مختلف طریقوں سے یہ ثابت کیا کہ بیع کے معنی معاہدہ کرنا، کسی بات پر اتفاق کرنا بھی ہے۔

نهى عن بيعتين فى بيعة : ایک معاملہ میں دو معاملہ کرنے سے منع فرمایا۔

ما اُبالى ايكم بايعت: مجھے کچھ پرواہ نہ تھی تم میں سے کسی سے معاملہ کرتا (یعنی معاہدہ کرتا یا اتفاق کرتا)۔

چنانچہ قرآن مجید میں سورہ فتح میں جب بیعت رضوان کا ذکر آیا تو مفسرین نے لکھا کہ یہ بیعت اس بات پر کی گئی کہ جنگ سے فرار نہیں کریں گے۔

بايعناه على الموت: ہم نے مرجانے پر آپؐ سے بیعت کی (یعنی مرجائیں گے بھاگیں گے نہیں)۔ مسند امام احمد ابن حنبل جلد۴ ص ۵۱۔

بیعت رضوان موت کے لئے نہیں تھی بلکہ فرار نہ ہونے کے لئے تھی۔ طبری جلد اول ص ۲۳۴؛۔ مسند امام احمد ابن حنبل جلد۳ ص ۳۵۵؛ سنن دارمی جلد۲ ص ۲۲۰۔

دور رسولؐ اکرم میں مسلمان کلمۂ شہادت کے بعد جس بات کا اقرار یا وعدہ کرتے تھے وہ یہ تھا کہ:

بايعناه على ان لا نشرك شيا ولا نزنى ولا نقتل النفس: یعنی ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے شرک نہ کرنے کی، زنا نہ کرنے کی اور چوری اور قتل نہ کرنے پر۔ صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۷؛ صحیح مسلم جلد ۵ ص ۱۲۷؛ السنن کبریٰ البیھقی جلد۸ ص ۲۰۔ اس بیعت کا مطلب اگر فروخت کرنا ہوتو اس کے عوض آنحضرتؐ نے کیا دینے کا وعدہ کیا؟ جنت !۔ اگر صرف مذکورہ عمل کے کرنے اور نہ کرنے سے دوزخ یا جنت مل سکتی ہوتو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے علاوہ دیگر گناہ کرسکتے ہیں۔ جیسے غیبت، جھوٹ، فریب، ماں باپ کی نافرمانی، قطع رحم

وغیرہ۔ اگر کلمہ شہادت پڑھوانا ہی بیعت کہلائے گا، تو آج ہم کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانے کے لئے کلمہ پڑھواتے ہیں تو کیا وہ ہماری بیعت کررہے ہیں؟۔

زیارت عاشورہ جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب ہے کہ **بایعت و تابعت علیٰ قتلہ** یعنی وہ جنہوں نے قتل امام حسینؑ کے بارے میں اتفاق کیا اور عمل کیا۔ ان تمام مثالوں پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیعت کے معنی صرف فروخت کرنا نہیں بلکہ کسی امر پر اتفاق کرنا یا راضی رہنا بھی ہوسکتا ہے۔ اگر بیعت کے معنٰی فروخت کرنا ہو تو یہ بتلایئے کہ جس نے بیعت لی اُس نے خرید کر اُس کے عوض میں دیا کیا؟۔

اصل بات صرف اتنی ہے کہ لفظ بیعت یزید کی بدکاری کے وجہ سے اتنا بدنام ہوگیا کہ لوگوں نے بیعت کو صرف اپنے نفس کو فروخت کردینا فرض کرلیا تھا اور کرتے رہتے ہیں۔

یہ میرا خیال ہے کوئی ضروری نہیں کہ صحیح ہو کہ شائد ابوبکر اپنی کم علمی کا رونا روئے ہوں گے اور حضرت علیؑ سے انہوں نے خواہش کی ہوگی کہ وہ جب بھی کوئی مشکل پڑے دینی امور میں مدد فرمائیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا ہوگا میں جب بھی فیصلہ دوں گا وہ قرآن اور سیرت رسولؐ کی روشنی میں دوں گا۔ اس کو لوگوں نے بیعت کا لفظ دے دیا ہوگا۔ اس کی دلیل میں چند احادیث پیش ہیں:

حضرت ابوبکر کا یہ مشہور خطبہ جو خلافت کے بعد دیا انہوں نے فرمایا تھا: **انا بشر ولست بخیر من احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتنبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم ۔** "آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہوگیا ہوں تو

بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے اور جن کا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگایا جائے تو ابو ہریرہ سے ۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ جس میں سے بخاری نے صرف (مصلحتاً) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی مصلحت کی وجہ سے ہوگا۔ میرے ایک دوست جو مصر سے ہیں اور جامعہ ازہر کے تعلیم یافتہ ہیں انہوں نے فرمایا کہ مصر میں اگر کوئی غلط بات کا چرچہ ہوتا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ ابو ہریرہ کی روایت ہے۔ عمر ابن خطاب سے (۵۰) روایات لی گئیں اور عثمان بن عفان سے (۲)، اور حضرت علیؑ سے جو پیدائش سے وفات رسول تک (شعب ابی طالبؑ میں تنہائی میں جہاں حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی راوی ساتھ نہ تھا) کل بیس (۲۰) احادیث۔ جعلی احادیث کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بخاری نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صرف دو ہزار چھ سو اکسٹھ (۲۶۶۱) احادیث منتخب کیں مسلم نے آٹھ لاکھ میں سے چار ہزار (۴۰۰۰) منتخب کیں، ابوداؤد نے پانچ لاکھ میں سے چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰)، احمد ابن حنبل نے سات لاکھ پچاس ہزار میں سے تیس ہزار (۳۰۰۰۰)۔ مگر جب اس زنتخاب کو بھی دیکھا جائے تو ایسی احادیث سامنے آتی ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی پیغمبرؐ اسلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مخالفین اور دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے تو حدیثیں لی گئیں جیسے مروان، معاویہ، عمر ابن عاص، عمر ابن سعد، شمر، حصین ابن نمیر، اشعث بن قیس وغیرہ وغیرہ لیکن جہاں سلسلہ روایت میں اہلبیت اطہارؑ کا نام آیا قلم رک گئے۔

علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المضیرہ ترجمہ شائع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی صفحہ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابو ہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابو ہریرہ کے بعد کثرت روایت میں عائشہ کا نمبر ہے۔ ان سے دو ہزار دو سو (۲۲۰۰) روایتیں مروی ہیں (کل صحاح ستہ میں) اور دیگر ازواج میں جناب خدیجہ جو حضورؐ کے ساتھ سب سے زیادہ زندگی تقریباً ۳۵ سال گذاری ان سے صرف تین۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مروان بن حکم جس

سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثرانداز نہیں ہوتا۔" الامامة و السیاسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر؛ سبل الھدیٰ فی سیرة خیر العباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ؛ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفة ام الفتن ڈاکٹر التخلیلی ص ۱۰۰۔ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔ طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ص ۳۰۲؛ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے جو میرے پاس آتا ہے)۔

حضرت عمر کو یہ اکثر کہتے سُنا گیا کہ:

لولا علی لھلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا۔ تاویل مختلف الحدیث ص ۱۵۲ ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ طبع دارالکتب بیروت لبنان؛ نظم درر السمطین ص ۱۳۰ الذرندی حنفی متوفی ۷۵۰ بحوالہ الریاض النضرة ج ۳ ص ۱۶۳؛ الاستیعاب ج ۳ ص ۱۱۰۳۔

حضرت عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب غنیة الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور ص ۴۳۵ میں حضرت عمر ابن خطاب کا قابل ذکر ایک واقعہ ہے کہ ابوسعید خدری صحابی رسولؐ اکرم کہتے ہیں "میں حضرت عمر ابن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں آپ کے ساتھ حج کو گیا عمر ابن خطاب مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور پھر حجر اسود سے مخاطب ہو کے کہا کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر اگر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا" ایسا نہ کہو۔ یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا نہ

کہتے''۔ حضرت عمر ابن خطاب نے کہا'' اے ابوالحسنؑ آپ ہی فرمائیے کہ قرآن میں اس کی کیا تعریف ہے؟''۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ'' جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کی صلب سے اولاد پیدا کی تو اُنہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا اور سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے۔ پس اللہ تعالی نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد اس پتھر کو بلایا اور اس صحیفے کو اس کی پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس یہ وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تا کہ قیامت کے دن یہ گواہی دے کہ وعدہ وفا ہوا یا نہیں'' اس کے بعد عمر ابن خطاب نے کہا'' اے ابوالحسنؑ ! آپ کے سینے کو اللہ نے علم اور اسرار کا خزینہ بنادیا ہے''۔ صحیح بخاری جلد ا باب ۱۰۱۱ حدیث ۱۵۰۳ تیسیر الباری جلد ص ۷ ۴۸ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر نے پھر یہ فرمایا'' اے ابوالحسن! جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے''۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت عمر ابن خطاب اپنے اصحاب کے پاس گئے اور وہاں حضرت علی بھی تشریف رکھتے تھے فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اُس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیرالمومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گذر رہی تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اُس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، سارے اصحاب نے سُن کر تعجب کیا چنانچہ حضرت علی نے روزے کا کفارہ بتلایا۔ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۳۸۳۔ کنز العمال جلد ۸ ص ۶۰۰ حدیث ۲۴۳۲۹؛ انساب الاشراف البلاذری ص ۱۷۸۔

حضرت عمر کا یہ اقرار کہ'' میں بازاروں میں گم رہتا تھا اور آنحضرتؐ کے احکام سے غافل رہا''۔ صحیح بخاری جلد اول باب ۱۲۸۵ حدیث ۱۹۳۴

حضرت عمر ابن خطاب لوگوں سے آیات قرانی کی تفسیر پوچھتے تھے۔ صحیح بخاری جلد۲ باب ۶۰۸ حدیث ۱۶۴۵۔

حضرت عمر ابن خطاب کہا کرتے تھے کہ کاش وہ رسولؐ اللہ سے مسئلہ کلالہ، دادا

کی میراث، اور سود کی تفسیر پوچھ لیتے۔ صحیح بخاری جلد ۳ باب ۳۴۴ حدیث ۵۴۷۔

حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانے میں جب دیکھا کہ لوگ عورتوں کا مہر زیادہ سے زیادہ رکھ رہے ہیں تو منبر پر گئے اور خبردار کیا کہ اگر کسی نے اپنی زوجہ کے لئے چودہ ہزار دینار سے زیادہ مہر رکھا ہے تو اُس پر حد جاری کروں گا اور چودہ ہزار سے زیادہ رقم کو لے کر بیت المال میں جمع کروں گا۔ ایک عورت جو اُس وقت موجود تھی فوراً سوال کیا کہ "کیا تم چودہ ہزار سے زیادہ مہر رکھنے کو منع کرتے ہو اور اگر کسی نے زیادہ رکھا تو اُس سے چھین لینے کو کہتے ہو؟"۔ حضرت عمر نے کہا ہاں۔ اُس عورت نے سوال کیا "کیا قرآن کی یہ آیت تم نے نہیں پڑھی یا سُنی واتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا۔ سورۃ النساء آیت ۲۰۔ اگر تم کثیر مال دے چکے ہو تو اُس میں سے واپس نہ لو۔ جب یہ سُنا تو حضرت عمر نے فرمایا کل احد افقه من عمر حتی المخدرات فی الحجاب ۔تمام لوگ یہاں تک کہ پردہ والی عورتیں بھی عمر ابن خطاب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ یا ایک عورت عمر پر غالب آ گئی اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ ہر ایک عمر سے زیادہ سمجھدار ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۱۳۳؛ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۶۸، تفسیر ابن کثیر (اردو) ج ۱ تفسیر سورہ نساء ص ۹۵ طبع اعتقاد پبلشنگ نئی دہلی؛ علل دار قطنی ج ۲ ص ۲۳۹؛ سنن الکبریٰ البیھقی ج ۷ ص ۲۳۳؛ کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۳۷، ۵۳۸ سلسلہ نمبر ۴۵۷۹۸؛ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۴۔

چنانچہ حضرت علیؑ نے کئی بار دور خلافت ثلاثہ میں خلفاء کے فیصلوں کو تبدیل کروایا۔

یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ بیعت نہ کرنا ایک بات ہے اور مشورہ طلب کرنے پر صحیح مشورہ دینا الگ بات ہے اور مخالف ہوتے ہوئے بھی جنگ نہ کرنا ایک تیسری بات ہے۔ سوال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کئی مواقع پر مشورے طلب کئے گئے تو حضرت علیؑ نے صحیح مشورے کیوں دئے؟۔ اس کے کئی اسباب میں سے ایک اہم سبب

یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے''یعنی اسے صحیح مشورہ دینا چاہئے۔علاوہ بریں وہ مشورے ملت اسلامیہ کی مفاد کی پیش نظر دئے جاتے تھے بحثیت امام برحق حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا یہی فریضہ تھا کہ دین کے مفادات کی حفاظت ہو جائے۔

یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ قدیم اسلامی تاریخیں حدیث کا ایک شعبہ تھیں اور حدیث ہی کے طرح ان میں مندرج ہر بیان راویوں کے سلسلۂ اسناد کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔اور تدوین حدیث پر جو حالات گذرے اُن کا پورا پورا اثر تاریخ کی تدوین پر بھی پڑا۔کیونکہ ہیئت اور مواد کے اعتبار سے حدیث اور تاریخ میں کوئی فرق نہ تھا۔ خلیفۂ اول اور خلیفۂ دوم حدیث کی کتابت سے روکتے تھے اور حدیث بیان کرنے پر بھی پابندی لگادی گئی تھی۔

عمر ابن خطاب وہ تھے جنہوں نے دین میں بحث اور مباحثے کی راہ مسدود کردی تھی۔چنانچہ جب صبیغ نے آپ سے ایسی دو قرآنی آیتوں کے بارے میں سوال کیا جو ایک دوسرے کے مخالف تھیں تو آپ نے اس کو کوڑوں سے مارا اور اُس سے ملنا جلنا ترک کردیا اور لوگوں کو بھی ملنے سے منع کردیا۔عمر سد باب الکلام والجل وضرب صبیغا بالدرة ورد علیه سؤالا فی تعارض آیتین من کتاب اللّٰہ وهجره وامر الناس بهجره۔
احیاء العلوم امام غزالی ج ا ص ۲۶

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرے باپ نے رسولؐ اللہ کی پانچ سو حدیثیں جمع کی تھیں ایک دن جب سو کر اُٹھے تو مجھ سے کہا کہ وہ حدیثیں مجھ کو دو جو تمہارے پاس ہیں۔میں نے وہ حدیثیں اُن کے حوالے کی تو انہوں نے وہ تمام حدیثوں کو آگ منگا کر جلادیا۔میں نے پوچھا یہ آپ نے کیوں جلادیا تو انہوں نے کہا مجھے ڈر ہوا کہ میں مرجاؤں اور یہ حدیثیں رہ جائیں گی اور میں نے یہ حدیثیں اُس شخص سے نقل کی ہے جس پر میں نے بھروسہ کیا تھا ہوسکتا ہے یہ حدیثیں ویسی نہ ہوں

جیسی اُس نے بیان کی ہوں اور میں نے اسے حدیث سمجھ کر نقل کر دیا ہو۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۵ الذہبی۔

معاویہ نے اپنے دورِ حکومت میں حدیثیں گھڑنے اور روایتیں وضع کرنے کے لئے ایک باضابطہ ادارہ قائم کیا تھا جو دنیا کا پہلا حکومتی پروپیگنڈا ڈپارٹمنٹ تھا۔ اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ حضرات شیخین کی فضیلت میں جھوٹی حدیثیں رائج کی جائیں۔ بنی اُمیہ کو قریش کا معزز ترین خاندان اور رسولؐ کا اصلی قرابت دار ظاہر کیا جائے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے اسلاف اور اخلاف کی طرف ہر طرح کی برائیاں دل کھول کر منسوب کی جائیں۔ جو لوگ ایسی حدیثیں گھڑتے تھے اُنھیں انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ دربار میں اُن کی منزلت بڑھائی جاتی تھی اور وہ خلفاء اور حکام کے مقربین میں شامل کئے جاتے تھے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کی جان و مال اور عزت و آبرو خطرے میں پڑ جاتی تھی۔

شرح ابن ابی الحدید جلد۴ص۶۳ مطبع دار الاحیاء الکتب العربیۃ۔ ابو جعفر اسکافی نے کہا ہے کہ معاویہ نے ایک کمیٹی بنائی صحابہ اور تابعین کی کہ وہ جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگ نفرت کرنے لگیں، اور اُن کے لئے انعام مقرر کیا تاکہ لوگ رغبت کریں جھوٹی احادیث کے بنانے میں اس کمیٹی والوں نے معاویہ کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی احادیث بنانا شروع کیا۔ اس کمیٹی کے سربراہ ابوہریرہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ اور تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے۔ اہل بیت رسولؐ کی تنقیص و تحقیر اور مخالفین کی تائید و تعظیم کا یہ سلسلہ نوّے برس سے زیادہ عرصہ تک چلتا رہا۔ اس عرصے میں کئی نسلیں ایسی گذر گئیں جو بنی اُمیہ ہی کو اہلبیت رسولؐ سمجھتی تھیں اور علیؑ ابن ابی طالب پر جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں لعنت کو سنت رسولؐ سمجھ کر حرزِ جان بنائے ہوئے تھیں۔ ابتدائی صدیوں میں اسلامی دنیا کا مزاج یہی تھا۔ اور یہی وہ وقت تھا جب حدیث اور تاریخ کی کتابیں مرتب کی جانے لگیں۔ ظاہر ہے کہ اُن کتابوں میں زیادہ تر ویسی ہی حدیثیں اور روایتیں جگہ پا سکیں جن کو عام

مسلمانوں میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو چکی تھی۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسی تاریخ وجود میں آئی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اہلبیت رسول اور خلفاء میں کامل اتحاد اور یگانگت تھی، حضرت علیؑ نے شیخین کی بیعت کر لی تھی۔ رائے مشوروں میں شریک رہتے تھے۔

یہاں یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ بنی اُمیہ حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ بھی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اُن کے نظریہ کے مطابق امیر المومنینؑ نے چار یا پانچ سال تک خلافت پر معاذ اللہ غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کے دور تک یہی عقیدہ رائج تھا اور وہ بھی اس کے قائل تھے لیکن آخر میں اُن کا اعتقاد بدل گیا اور وہ حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفۂ راشد کہنے لگے جس پر عام علمائے اہل سنت نے ان پر اعتراضات کی بھرمار کر دی۔

تقریباً ڈیڑھ سو سال کے پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں حدیثیں عالم اسلام میں پھیل گئیں جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب نے بخوشی خاطر شیخین کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا اور اُن سے بیعت کر لی تھی۔ نیز یہ کہ حضرات خلفاء حضرت علیؑ سے امور خلافت میں مشورے لیتے تھے اور وہ ایک وفادار رعایا کی طرح شیخین کے تمام اقدامات کے موید تھے۔ ایسی حدیثیں بھی وضع کی گئیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات ائمہ معصومین سے معاذ اللہ غلطیاں سرزد ہوتی تھیں۔

اب صرف اس بات پر روشنی ڈالنی ہے کہ کیا امیرؑ المومنین نے حضرات شیخین کی بیعت کر لی تھی؟ حضرات اہلسنت کی حدیثیں اور تاریخیں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ جب تک حضرت سیدہ صلوات اللہ علیہا زندہ رہیں اُنھوں نے حضرت علیؑ کو ابوبکر کی بیعت نہ کرنے دی۔ چھ مہینے بعد جب جناب سیدہؑ کی وفات ہو گئی اور لوگوں کی نظر میں حضرت علیؑ کی پہلے جیسی عزت نہ رہ گئی تو آپ نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔
تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد ۵ کتاب المغازی باب خیبر حدیث ۵۴۶ ص ۴۳۴

طبع اعتقاد پبلشنگ نئی دہلی۔اور صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ۵ ص ۲۵ کتاب الجہاد والسیر طبع نعمانی کتب خانہ لاہور میں موجود ہے:

حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة ان فاطمة علیها السلام بنت النبی ﷺ ارسلت الی ابی بکر تساله میراثها من رسول الله صلی الله علیه وسلم مما افاء الله علیه بالمدینة و فدك ما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقة انما یا کل آل محمد فی هذا المال وانی والله لا اغیر شیئا من صدقة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن حالها التی کان علیها فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا عملن فیها بما عمل به رسول الله صلی الله علیه وسلم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمة منها شیئا فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلی الله علیه وسلم ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی لیلا ولم یؤذن بها ابا بکر و صلی علیها و کان لعلی من الناس وجه حیاة فاطمة فلما توفیت استنکر علی وجه الناس فالتمس مصالحة ابی بکر و مبایعة ولم یکن یبایع تلك الاشهر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یاتینا احد معك کراهیة لمحضر عمر فقال عمر لا والله لا تدخل علیهم وحدك فقال ابوبکر وما عسیتهم ان یفعلوا بی والله لآ تینهم فدخل علیه ابوبکر فتشهد علی فقال انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك الله ولا ننفس علیك خیرا ساقه الله الیك ولکنك استبددت علینا بالامر و کنا نری لقرابتنا من رسول الله صلی الله علیه وسلم نصیبا حتی فاضت

عینا ابی بکر فلما تکلم ابو بکر قال والذی نفسی بیده لقرابة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی واما الذی شجر بینی و بینکم من ھذہ الاموال فلم آل فیھا عن الخیر ولم اترک امرا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنعہ فیھا الا صنعتہ فقال علی لابی بکر موعدک العشیة للبیعة فلما صلی ابوبکر الظھر رقی المنبر فتشھد و ذکر شان علی و تخلفه عن البیعة و عذرہ بالذی اعتذر الیه ثم استغفر و تشھد علی فعظم حق ابی بکر و حدث انه لم یحمله عل الذی صنع نفسه علی ابی بکر ولا انکار الذی فضله اللہ به ولکنا کنا نری لنا فی الامر نصیبا فاستبد علینا فوجدنا فی انفسنا فسر بذلک المسلمون وقالوا اصبت و کان المسلمون الی علی قریبا حین راجع الامر بالمعروف

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ آنحضرتؐ کی صاحبزادی نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا وہ آنحضرتؐ کا ترکہ مانگتی تھیں اُن مالوں میں سے جو اللہ نے آپؐ کو مدینہ اور فدک عنایت فرمائے تھے اور خیبر کے پانچویں حصے میں جو بچ رہا تھا۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ آنحضرتؐ نے یوں فرمایا ہے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو مال و اسباب ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت کی آل اسی مال سے کھائے گی اور میں تو آنحضرتؐ کی خیرات اس حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرتؐ کی زندگی میں تھی اور جیسا آنحضرتؐ کیا کرتے تھے میں بھی ویسا ہی کرتا ہوں گا۔ جس جس کو آنحضرتؐ دیتے تھے میں بھی انہیں کو دیتا رہوں گا غرض ابوبکر نے حضرت فاطمہؑ کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی دینا منظور نہ کیا اور حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر

پر غصہ آیا اور انہوں نے ابو بکر سے ترک ملاقات کر دی اور مرتے دم تک اُن سے بات نہ کی وہ آنحضرتؐ کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب اُن کی وفات ہوئی تو اُن کے شوہر حضرت علیؑ نے رات ہی کو دفن کر دیا اور ابو بکر کو اس کی خبر نہ دی اور حضرت علیؑ نے نماز پڑھی۔ اور جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ تھیں تو لوگ حضرت علی پر بہت توجہ رکھتے تھے جب اُن کی وفات ہو گئی تو حضرت علیؑ نے دیکھا کہ لوگوں کے منہ اُن کی طرف سے پھرے معلوم ہوتے ہیں تو اس وقت انہوں نے ابو بکر سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا اس سے پہلے چھ مہینے تک انہوں نے ابو بکر سے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر انہوں نے ابو بکر کو بلا بھیجا اور یہ کہلا بھیجا تم اکیلے آؤ اور کسی کو ساتھ نہ لاؤ! اِن کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر ابن خطاب اُن کے ساتھ آئیں۔ عمر ابن خطاب نے ابو بکر سے کہا خدا کی قسم تم اکیلے اُن کے پاس نہ جانا۔ ابو بکر نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور اُن کے پاس جاؤں گا۔ آخر ابو بکر اُن کے پاس گئے تو حضرت علی نے خدا کو گواہ کیا اور کہنے لگے ابو بکر ہم کو تمہاری فضیلت اور بزرگی معلوم ہے جو اللہ نے تم کو عنایت فرمائی اور اللہ نے جو عزت تم کو دی (مسلمانوں کا حاکم بنایا)۔ اس پر ہم تو کچھ حسد نہیں کرتے، مگر ہم کو یہی برا معلوم ہوا کہ تم نے اکیلے ہی اکیلے خلافت اُڑا لی ہم یہ خیال کرتے تھے کہ اس میں ہم لوگ ضرور شریک کئے جائیں گے کیونکہ ہم کو آنحضرتؐ سے رشتہ داری اور قرابت تھی۔ یہاں تک کہ ابو بکر کے آنکھیں بھر آئیں۔ پھر ابو بکر نے گفتگو شروع کی انہوں نے کہا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرتؐ کے قرابت کا خیال تو مجھ کو اپنے قرابت سے بھی زیادہ ہے۔ اب ان چند مالوں (فدک وخیبر کی زمین) کی وجہ سے جو مجھ میں اور تم لوگوں میں جھگڑا ہو گیا تو اس مقدمہ میں میں نے بھی وہی کیا جو بہتر تھا۔ میں نے تو آنحضرتؐ جو جو کیا کرتے تھے وہی کیا کسی کام میں فرق نہیں کیا۔ اس وقت حضرت علیؑ نے کہا اچھا آج شام کو ہم تم سے بیعت کر لیں گے۔ جب ابو بکر نے نماز ظہر پڑھی تو منبر پر چڑھے تشہد پڑھا۔ پھر حضرت علی کا حال بیان کیا کہ اُن کی اب تک بیعت نہ

کرنے کا عذر پیش کیا۔ اور پھر حضرت علی کی بخشش کی دعا کی۔ اُس کے بعد حضرت علیؑ نے تشہد پڑھا اور ابو بکر کے حقوق جتلائے۔ کہنے لگے میں جو ابو بکر کی بیعت نہیں کی تھی تو اُس کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھ کو ابو بکر کی خلافت پر کوئی حسد یا اُن کی بزرگی سے کچھ انکار تھا صرف بات یہ تھی کہ ہم لوگوں کو یہ خیال تھا کہ خلافت کے مقدمہ میں ہماری رائے بھی لینا ضروری تھا۔ انہوں نے نہ لی آپ ہی آپ اس کام کو کرلیا۔ اس کا ہم کو رنج ہے۔ مسلمانوں نے جب حضرت علی کی یہ گفتگو سُنی تو خوش ہوئے اور حضرت علیؑ سے زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا انہیں امر معروف کے جانب قریب ہو رہے ہیں (مترجم علامہ وحید الزمان)۔

اس گڑھی ہوئی حدیث کے راویان پر ایک نظر ڈالیں جس میں چند شخصیتیں قابل غور ہیں۔

عقیل کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۸ سلسلہ نمبر ۵۷۰۴ الذہبی نے لکھا منکر الحدیث۔ یعنی جن کی احادیث سے انکار کیا گیا ہے۔

اب باری آتی ہے ابن شہاب کی، ان کا اصلی مکمل نام محمد بن مسلم ابن شہاب الزھری ہے۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۴۸ ص ۸؛ اور ابن حجر تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۶۷ میں ان کا نام اس طرح بتلایا ہے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن عبیداللہ بن مہاجر بن الحارث بن زہرۃ المعروف الزہری مگر اکثر کتابوں میں الزہری یا ابن شہاب سے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِن کی اکثر روایات عروہ ابن زبیر سے اور عروہ ابن زبیر حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری کے بارے میں الذہبی نے اپنی کتاب الرجال میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۰ سلسلہ نمبر ۸۱۷۱ طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان میں لکھا ہے کہ: **کان یدلس فی النادر** ۔ یہ جھوٹی باتیں گھڑتا تھا۔

ابن حجر عسقلانی نے ایک کتاب صرف تدلیس کرنے والوں کی تصنیف کی

کے اعمال بے حد خراب اور اللہ اور رسولؐ اللہ نے جسے ملعون کہا متعدد بار امام بخاری نے اُس سے حدیث لی اور یہ تاویل پیش کی کہ بعض لوگ برے ہوتے ہیں مگر حدیث کی روایت میں با احتیاط اور سچے ہوتے ہیں اور بعض لوگ بہت ہی نیک ہوتے ہیں مگر اپنی نیکی کے بنا پر اسناد پر غور نہیں کرتے۔ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری جلد ۴، صفحہ ۲۷۶) اگر کسی حدیث کے سلسلہ میں ایک شیعہ بھی آجائے تو اس کو رد کر دیا گیا کہ وہ رافضی تھا۔

زیرِ نظر مقالہ میں میں نے دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے کالم نمبر ۳، ۴، ۵ میں کتاب صحیح بخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان مکتبہ رحمانیہ لاہور اور بعض مقامات پر کالم ۶ میں تیسیر الباری شرح صحیح البخاری علامہ وحیدر الزمان مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی سے استفادہ کیا ہے۔ یہ کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔

خادم

میر مراد علی خان، بیت القائم نیو جرسی

تھی ''طبقات المدلسین''، طبع مکتبہ المنار اردن۔ جس کی ابتداء میں تدلیس کی مذمت مذکور ہے اور اس فہرست میں جو نام ہیں اس میں سلسلہ نمبر ۱۰۲ ص ۷۵ پر زہری کا نام ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی اور محدث دار قطنی اور ان کے علاوہ اور کئی محدثین زہری میں تدلیس (غلط بیانی) کا عیب نکالا ہے۔ وصفه الشافعي والدار قطني وغير واحد بالتدليس۔

زہری کی ناصبی ہونے کا اعلیٰ ثبوت یہ ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت عباس عم رسولؐ کی جن کی عظمت اور بزرگی سے کوئی شیعہ ہو یا کسی اور فرقہ کا مسلمان انکار کر ہی نہیں کرسکتا، عروہ بن زبیر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول الله أ قبل العباس و علی، فقال : یا عائشة، ا هذین یموتان علی غیر ملتی ۔ أو قال دینی ۔ وروی عبد الرزاق عن معمر، قال كان عند الزهري حديثان عن عروة عن عائشة فی علی علیه السلام، فسألته عنهما یوما فقال : ما تصنع بهما و بحدیثهما! الله أعلم بهما، ای لا تهمهما فی بنی هاشم۔ قال : فأ ما الحديث الاول، فقد ذكرناه، وأ ما الحديث الثانی فهو أن عروة زعم أن عائشة حد ثته، قالت : کنت عندالنبی ﷺ أقبل العباس و علی، فقال (یا عائشة، ای سرك أ تنظرنی ای رجلین من اهل النار فانظري لهذين قد طلعا)، فنظرت، فا لعباس و علی ابن ابی طالب۔ اس روایت کا سلسلہ ابن شہاب زہری پر آ کر ملتا ہے عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ

(معاذ اللہ) جب عباس اور علیؑ داخل ہوئے تو رسولؐ اکرم نے فرمایا اے عائشہ! یہ دو جب مریں گے تو ملت غیر پر مریں گے اور دین سے ہٹ جائیں گے۔ پھر مزید فرمایا کہ دو مرد جہنم کو دیکھنا چاہتے ہو دیکھو وہ آتے ہی ہوں گے چنانچہ عباس اور علیؑ داخل ہوئے۔ شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۴ ص ۶۴

داراحیاء الکتب العربیۃ ۔ زہری کا ایک اور واقعہ بھی ملتا ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص مدینہ کی مسجد میں آیا، کیا دیکھا کہ زہری اور عروہ بن زبیر، حضرت علیؑ کا تذکرہ کررہے ہیں اور حضرت علیؑ کی مذمت کررہے ہیں، اُس شخص نے اس بات کی اطلاع امام زین العابدینؑ کو دی۔ امام علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے عروہ تو! وہی ہے جس کے باپ نے میرے والد سے مقدمہ بازی کی اور آخر کار ہار گیا اور اے زہری! اگر تو مکّہ میں ہوتا تو میں تجھے تیرے باپ کا گھر بھی دکھا دیتا۔ (نہیں معلوم اُس گھر کی کیا خصوصیت تھی اور وہ کس کام کے لئے تھا) شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۱۰۲ ابن ابی الحدید معتزلی داراحیاء الکتب العربیۃ۔

چند احادیث زہری سے مروی ہیں ملاحظہ ہو۔

اول من یصافحه الحق عمر۔ یعنی سب سے پہلے روز قیامت اللہ تعالیٰ مصافحہ جس سے کرے گا وہ عمر ابن خطاب ہیں۔

اول من یا خذ بیده فیدخله الجنة عمر۔ یعنی سب سے پہلے اللہ ہاتھ پکڑ کر جسے جنت میں داخل کرے گا وہ عمر ابن خطاب ہوں گے۔ میزان الاعتدال الذہبی جلد ۳ ص ۱۳۔ الذہبی نے اس حدیث سے انکار کیا۔

ایک روایت ہے کہ اللہ کی کرسی جو عرش پر ہوگی وہ یاقوت کی ہوگی۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۴۵۔

تیسری شخصیت ہے عروۃ بن زبیر یہ زبیر بن عوام کے اور حضرت عائشہ کی بہن اسماء بنت ابوبکر کے فرزند عبداللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔ جمل میں عائشہ کے پہلو بہ پہلو تھے چونکہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے اس لئے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ ان کی ایک زوجہ سودہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی بیٹی تھیں۔

ان معاویة وضع قوما من الصحابة و قوما من التابعین علی روایة اخبار قبیحة فی علی علیه السلام، تقضی الطعن فیه والبراءة منه، و جعل لهم علی ذلک

جعلا یرغب فی مثلہ، فتخلقوا ما ارضاہ، منھم ابو ھریرۃ، و عمر ابن العاص، والمغیرۃ بن شعبۃ، ومن التابعین عروۃ بن الزبیر، روی الزھری ان عروۃ بن الزبیر حدثہ، قال حدثتنی عائشۃ: کہ معاویہ نے ایک کمیٹی بنائی صحابہ اور تابعین کی جو جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگ نفرت کرنے لگیں اس کمیٹی میں تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے اور زہری کا کہنا ہے کہ یہ جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے کہ عائشہ نے یہ کہا...... شرح ابن ابی الحدید جلد۴ ص۶۳ مطبع داراحیاء الکتب العربیۃ۔

ایک دن علیؑ ابن حسینؑ زین العابدین سے گفتگو کے دوران امامؑ نے بنی اُمیہ کے مظالم کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ جو لوگ اُن کا ساتھ دیں گے عذاب الٰہی سے وہ محفوظ نہیں (شائد امامؑ کا اشارہ مذکورہ کمیٹی کی جانب ہو)۔ یہ سُن کر عروہ بن زبیر نے کہا کہ یہ غلط ہے اس لئے کہ اللہ جانتا ہے کہ جو لوگ ظالم سے میل جول رکھتے ہیں وہ ظالم کی حرکتوں سے ناخوش ہوں تو وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اور اُٹھ کر چلے گئے۔ طبقات ابن سعد جلد۵ ص۱۸۹ تا ۱۹۲ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عروہ بن زبیر سے کئی ایسے روایات مروی ہیں جن کو محققین نے ضعیف ہونے کی بنا پر مسترد کردیا جس کا تذکرہ کتاب ''ضعیف سنن ترمذی'' تالیف محمد ناصر الالبانی مکتبہ اسلامی الریاض ص ۳۲۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۵۲۔ چنانچہ ایک روایت جو عروہ بن زبیر سے مروی ہے وہ قابل ذکر ہے کہ '' عائشہ نے کہا کہ ایک دن زید بن حارثہ مدینہ آئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ اور زید بن حارثہ نے میرے گھر کے دروازہ پر دستک دی، رسولؐ اکرم کھڑے ہو گئے جب کہ وہ بالکل برہنہ تھے اور خدا کی قسم میں نے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد آنحضرتؐ کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا اور اسی حالت میں (برہنہ ہی) آپؐ باہر تشریف لے آئے اور زید ابن حارثہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا''۔ جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۹۳۲۔ طبع نعمانی کتب خانہ۔ باب

ماجآء فی المعانقة والقبلة۔ عربی سنن ترمذی جلد۴ص ۱۷۳طبع دارالفکر بیروت میں راویوں کے سلسلے کے ساتھ ذکر ہے۔

مسعودی مروج الذہب جلد۲ص ۱۴۶ میں ہے کہ "عروہ بن زبیر اپنے چچا عبدالملک بن مروان کا ہمنوا تھا اور حجاج کے پاس مسلسل عبدالملک کے خطوط آرہے تھے وہ عروہ کا خیال رکھے اور اُس کے مال و جان کو تکلیف نہ دے۔ یہ خطوط اس وقت آئے جب کہ حجاج، عروہ کے حقیقی بھائی عبداللہ ابن زبیر کا محاصرہ کر چکا تھا"۔ عبداللہ ابن زبیر کو امان نہ تھی مگر عروہ ابن زبیر کی جانب خاص التفات تھا جو معاویہ کے دور سے چلا آرہا تھا۔ ابن خلدون حصہ دوم باب خلافت معاویہ وآل مروان ص ۱۷۳ طبع نفیس اکیڈمی میں ہے کہ "عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے بعد اُن کے بھائی عروہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس جا پہنچا، عبدالملک نے اس کو کمال عزت سے تخت پر بٹھایا، باتوں باتوں میں عبداللہ ابن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا "وہ ایک شخص تھا"، عبدالملک بولا اس کا کیا ہوا؟ جواب دیا "مارا گیا"، عبدالملک یہ سنتے ہی سجدے میں چلا گیا جب سر اُٹھایا تو عروہ نے کہا "حجاج نے اُس کی لاش کو صلیب پر چڑھادی ہے، دفن نہیں کرنے دیا"۔ یہ ایسے تھے کہ انھوں نے اپنے سگے بھائی کے ساتھ بھی بے اعتنائی کی۔ لفظ بہ لفظ کتاب سے تحریر کیا گیا ہے۔

اب آخر میں جو شخصیت آتی ہے وہ حضرت عائشہ کی جنھیں اہلبیت رسولؐ سے اور خصوصاً حضرت علی سے عداوت تھی جس کا اظہار انہوں نے حکم خدا کے خلاف جمل میں کھلے میدان میں حضرت علیؑ کے مدمقابل ہو کر کیا۔

حدثنا موسی بن اسماعیل: حدثنا جویرة، عن نافع عن عبد الله بن عمر قال: قام النبی ﷺ خطیبا فأشار نحو مسکن عائشة فقال: هاهنا الفتنة، ثلاثا، من حیث یطلع قرن الشیطان: صحیح بخاری عربی جلد۴ص ۴۶ طبع دارالفکر بیروت لبنان۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جویرہ نے انہوں

نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ ابن عمر سے انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا اور تین بار فرمایا ادھر سے فتنے (دین کے فساد) نکلیں گے۔ یہیں سے شیطان کے سر نمودار ہوں گے۔ (مترجم علامہ وحید الزمان) تیسیر الباری ترجمہ وشرح صحیح بخاری اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی۔ جلد چہارم، ص۲۵۲۔ کتاب الجہاد والسیر باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب المنجد لغت عربی اردو طبع دار الاشاعت لاہور جس کا ترجمہ دیوبند اور مصر کے ۱۱ علماء نے کیا ہے ص ۷۹۸ **قرن الشیطان** کے معنی ''شیطان کے تابع لوگ'' لکھا ہے۔ یہ ذہن نشین رہے کہ رسولؐ اکرم نے یہ خطبہ میں فرمایا اور خطبہ سرکاری کام ہے اس کا ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ کار رسالت ہے اور یہ وہ نبیؐ ہے کہ جس کے بارے میں قرآن گواہی دے رہا ہے کہ یہ بغیر وحی کے بات ہی نہیں کرتا۔ اس وقت آپؐ نے جو کچھ فرمایا وہ حکم خدا سے تھا۔

انک سدة بين رسول الله وامته: یہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا جب عائشہ بصرہ جانے لگیں کہ تم رکاوٹ ہو رسولؐ اللہ میں اور انکی امت میں۔ غریب الحدیث ابن قتیبہ ج ۲ ص ۱۸۲، الاحتجاج، طبرسی ج ۱ ص ۲۴۴، بلاغت النساء ابن طیفور متوفی ۳۸۰ھ ص ۷، تاج العروس ج ۲ ص ۳۷۴؛ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان باب ''س'' ص ۶۹۔

سكن الله عقيراک فلا تصحيريها: اللہ نے تمہارے نفس کو پردہ میں رکھنے کا حکم دیا اب اس کو جنگل جنگل میں مت نکالو۔

یہ حضرت ام سلمہؓ نے عائشہ سے کہا جب وہ بصرہ جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ج ۳ ص ۱۲؛ غریب الحدیث ابن قتیبہ ص ۱۸۲۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان باب ''س'' ص ۱۵۷

قالت لعائشة ان رسول الله ﷺ نهاک عن الفرطة

فی الدین: حضرت ام سلمہؓ نے عائشہ سے کہا رسول اللہ نے تمہیں دین کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جانے سے منع کیا (یعنی غلو اور افراط سے) النھایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۳ ص ۴۳۴؛ لسان العرب ج ۷، ص ۳۶۸۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان ص ۵۳۔

حضرت عائشہ کا یہ اقرار کہ ''مجھ میں اور علی میں ہمیشہ سے عداوت رہی ہے۔ **ماکان بینی و بین علی الا کما یکون بین الاحماء فقال ابوجعفر (طبری) افلا تذکر ما کان فی حدیث الافک**۔ تاریخ مدینہ و دمشق ابن عساکر ج ۲۶؛ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۵۴۷ (عربی)، اردو جلد سوم ص ۲۰۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص ۲۷۲؛ **الفتنۃ و واقعۃ الجمل** سیف بن عمر التمیمی ص ۱۸۳؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۷ ص ۲۴۷ (اردو ترجمہ سے یہ حدیث نکال دی گئی) الانوار العلویۃ الشیخ جعفر النقدی ص ۱۶۷۔

ایک اور واقعہ جس میں عائشہ نے بغض علیؑ کا اظہار کیا وہ یہ کہ حضرت عائشہ نے روایت بیان کی کہ رسولؐ اکرم مریض تھے نماز پڑھانے ابوبکر نکلے۔ آنحضرتؐ نے اپنا مزاج ہلکا پایا تو دو آدمیوں پر سہارا دیتے ہوئے باہر برآمد ہوئے۔ آپؐ کے پیر زمین پر لکیر دیتے جارہے تھے اور آپؐ، عباسؓ اور ایک آدمی کے بیچ میں تھے۔ راوی نے کہا یہ روایت عائشہ کی میں نے عبداللہ ابن عباس سے بیان کی تو انہوں نے پوچھا تم جانتے دوسرا آدمی جس کا نام عائشہ نے نہیں لیا کون تھا؟ راوی نے کہا نہیں تو عبداللہ ابن عباس نے کہا وہ دوسرا آدمی علیؑ تھے جس کا نام عائشہ نے لینا تک گوارا نہیں کیا۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد **المریض ان یشھد الجماعۃ** باب ۳۹ حدیث ۶۳۱ صحیح بخاری باب **انما جعل الامام لیوتم بہ** باب ۴۴ حدیث ۶۵۲۔

چنانچہ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۲۸۰ نفیس اکیڈمی میں ہے کہ اس کے بعد

عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ۔ **ھو علی، ان عائشة لا تطیب لہ لنفسھا بخیر**۔ علیؑ ابن ابی طالب کے کسی عمل خیر سے عائشہ کا دل خوش نہیں ہوتا تھا۔ مسند احمد ابن حنبل جلد ۶ ص ۲۲۸؛ المصنف عبدالرزاق الصنائی متوفی ۲۱۱ھ جلد ۵ ص ۴۳۰۔

آنحضرتؐ نے دیکھا کہ عائشہ حضرت فاطمہؑ سے جھگڑ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا "حمیرا! تو میری بیٹی فاطمہؑ کا پیچھا نہیں چھوڑتی؟"۔ تیسیر الباری تفسیر صحیح بخاری جلد ۷ باب کتاب النکاح حدیث حسن معشرہ ص ۱۰۷۔ مترجم کا نوٹ قابل ملاحظہ ہے۔

حضرت عائشہ کا خود اقرار کہ وہ کسی عورت پر اتنا حسد نہیں کرتی تھیں جتنا حضرت خدیجہ سے۔ چنانچہ یہ کہتی تھیں "وہ بڈھی جس کے منہ میں دانت نہیں، سرخ مسوڑے والی"۔ صحیح بخاری جلد ۲ باب ۴۳۴ حدیث ۱۰۰۵، ۱۰۰۷۔

جب حضرت علی کی شہادت کی خبر سُنی تو عائشہ نے یہ شعر پڑھا:

فالقت عصا ھا واستقرت بھا النویٰ
کما عینا بالایاب المسافر

(اُس نے اپنی لاٹھی ٹیک دی اور جدائی کو قرار مل گیا جس طرح مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں) اس پر زینب بنت ابی سلمہ نے کہا آپ علی کے بارے میں ایسا کہہ رہی ہیں اس پر عائشہ نے جواب دیا میں جب بھول جایا کروں تو تم یاد دلایا کرو۔ تاریخ طبری اردو جلد ۳ ص ۴۴۵۔ طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۵۹ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔

مسروق کی روایت ہے کہ پھر ایک غلام داخل ہوا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ میں نے پوچھا آپ نے اس کا یہ نام کیوں رکھا؟ تو عائشہ نے جواب دیا علیؑ کے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم کی محبت میں۔ الجمل ضامر بن الشدقم مدنی ص ۲۷؛ الجمل شیخ مفیدؒ ص ۸۴۔

جب حضرت امام حسن نے مجتبیٰ کو روضہ رسول اکرمؐ میں دفن کرنا چاہا تو عائشہ نے کہا یہ میرا گھر ہے اور یہاں دفن نہیں کر سکتے۔ کتاب المختصر فی

اخبار البشر تالیف ابی الفداء جزوثانی ص ۹۷ طبع دارالفکر بیروت۔ چنانچہ جب یہ خچر پر بیٹھ کر باہر آئیں تو عبداللہ ابن عباسؓ نے یہ شعر پڑھے۔

تجملتِ، تبغلتِ ولو عشتِ تفیلتِ

لک التسع من الثمن، و بالکل تصرفت

ایک وقت اونٹ پر نکلیں (جمل میں) آج خچر پر اور اب آئندہ ہاتھی پر نکلنا باقی ہے۔ وضو النبی شہرستانی جلد ۱ ص ۲۳۶۔ الایضاح فضل بن شاذانؒ ص ۲۶۲ متوفی ۲۶۰ھ۔

حضرت عائشہ کو پسند نہیں تھا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ سامنے آئیں چنانچہ وہ ان سرداران جنت سے پردہ کرتیں تھیں۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ پردہ صحیح نہیں ہے۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۹۹ نفیس اکیڈمی کراچی۔

یہ وہی زوجہ رسولؐ اکرم ہے جن کے بارے سورہ تحریم میں کھلم کھلا یہ اعلان ہے کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں جس کا ذکر تمام تفسیر اور سیر کی کتابوں میں موجود ہے مثلاً صحیح بخاری باب ۸۷۹ حدیث 2015۔ بھلا جس انسان کا دل باجود قربت رسولؐ کے ٹیڑھا ہوسکتا ہے تو بعد رسولؐ اکرم اُس نے جو بھی کیا اُس پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں فیصلہ آپ کے ذمہ ہے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ یہ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا کہ ہماری اماں غسل کس سے واجب ہوتا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے بجائے اُس کو کسی مرد صحابی کے پاس رجوع کرواتیں، فرمایا اچھا کیا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا۔ اور جو جواب دیا ہم اُس کو تحریر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم شرح نووی جلد اول باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام ص ۴۴۸۔

فاغتسلت و بیننا وبینها ستر: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت عائشہ کے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسولؐ اللہ کیوں کر کرتے تھے؟ اُنہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع

بھر پانی تھا اور نہا کر بتلایا اور ہمارے اور اُن کے درمیان پردہ تھا۔

صحیح مسلم شرح نووی جلد اول باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ ص ۴۴۸؛ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص ۱۸۴۔ مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۶ ص ۷۲۔ کیا پردہ برائے نمود تھا (See Through)، اور دیکھایا کیا جا رہا تھا؟۔

کیا ایک شریف گھرانے کی خاتون سے ایسے سوال کرنا اور نا محرم کو غسل کر کے بتلانا درست ہے جبکہ اُس دور میں ہزاروں مرد صحابہ کرام موجود ہوں۔ کیا کوئی یہ گوارا کرسکتا ہے کہ کسی کی زوجہ، ماں، بہن، یا بیٹی سے اس قسم کے سوالات کرے یا کسی کو وہ غسل کر کے بتلائے؟۔

حضرت عائشہ کا عمل تھا کہ وہ جب کسی مرد سے پردہ نہیں کرنا چاہتی تھیں تو وہ اُس مرد کو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں پاس روانہ کرتیں اور اُن سے کہتیں کہ اُس مرد کو پانچ بار دودھ چوسا دیں۔ حالانکہ وہ مرد بڑی عمر کا ہوتا تھا۔ پھر وہ شخص حضرت عائشہ کے پاس آتا جاتا رہتا۔ آنحضرتؐ کی دوسری ازواج خصوصاً حضرت ام سلمہؓ نے اس پر عمل نہیں کیا اس لئے کہ رضاعت کا تعلق بچپن سے ہے۔ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری جلد۵ ص ۷۶ باب بدر حدیث ۳۳۵۔ تعجب اُن بھتیجیوں اور بھانجیوں پر ہے جو ایک غیر مرد کو جو کم از کم اس وقت تو اُن کے لئے تو محرم نہیں ہے کیسے اپنا دودھ اُس کے منہ میں دیدیا۔ پھر اُن مردوں کے آمنے سامنے ہوتے رہنے کی خواہش حضرت عائشہ کو کیوں رہتی تھی؟۔

ان عائشۃ شرفت جاریۃ و قالت لعلنا نصید بھا بعض فتیان قریش :عائشہ نے ایک لڑکی پالی ہوئی کو آراستہ کیا اور کہا کہ قریش کے نوجوانوں کو اس لڑکی کے ذریعہ شکار کروں گی۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۲ ص ۵۰۹۔

۷ھ میں حضرت ماریہ کو مقوقس بادشاہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں روانہ

کیا جوانتہائی حسین تھیں۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ''حضرت ماریہ کی خوبصورتی سے
جتنا حسد ہوتا تھا کسی اور پر نہیں ہوتا تھا رسولؐ اللہ عموماً اپنا وقت وہیں گذارتے تھے۔
چنانچہ ہم ماریہ کو تنگ اور پریشان کرنے لگے جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے ماریہ کو
دوسری جگہ منتقل کر دیا اور مزید وقت وہیں گذارتے تھے جو ہم کو اور شاق گذرا پھر اللہ
نے ماریہ سے رسولؐ اللہ کو بیٹا دیا اور ہم اس عطا سے محروم رہے''۔ طبقات ابن سعد
جلد ۸ ص ۲۹۵۔ جب حضرت ابراہیم (فرزند رسولؐ اکرم) کی وفات ہوئی تو عائشہ
نے یہ الزام لگایا کہ یہ تو اُس قبطی کی اولاد تھی جو اُن (ماریہؓ) کے پاس آتا جاتا ہے
رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور وہ شخص ایک درخت پر ڈر کر چڑھ
گیا جب اُس نے حضرت علیؑ کے غصہ کی حالت دیکھی گھبرا کر درخت سے گرا اور اُسکا
ستر کھل گیا جس سے پتہ چلا کہ وہ شخص مرد ہی نہیں تھا۔ (اسی پر آیت افک اُتری تھی جو
سورہ نور کی آیت ۱۲ ہے جہاں اور آیتوں کو لوگوں نے اپنے سے منسوب کر لیا اس آیت
کو بھی عائشہ سے منسوب کر دیا جس کے راویان یہی زہری اور عروہ ابن زبیر ہیں۔
واقعہ افک جو ۶ ہجری کا بتلایا جاتا ہے۔ اس میں جو نام پیش کئے گئے ہیں اس میں
خصوصاً سعد بن معاذ اور صفائی کے لئے عائشہ کی کنیز بریرہ ہیں۔ حدیث جس نے بنائی
اُس کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ سعد ابن معاذ ۴ ہجری میں فوت ہو گئے تھے اور بریرہ کنیز کو
عائشہ نے فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں خریدا تھا اور جو صفائی میں بیان تھا وہ بھی قابل
ملاحظہ ہے تفصیل کے لئے دیکھئے تیسیر الباری شرح صحیح البخاری جلد ۶ باب افک
حدیث ۲۷۳ ص ۲۵۸ تا ۲۷۰ حاشیہ غور طلب ہے۔ حضرت ماریہؓ کے واقعہ کی تفصیل
دیکھنا ہو تو علامہ مجلسیؒ کی ''حیات القلوب، جلد دوم ص ۸۷۹، اس واقعہ کے بعد سورہٗ
حجرات کی آیت ۶ نازل ہوئی)۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۹۷۔

مستعذہ جن کا اصلی نام اسماء تھا اور ایک بادشاہ کی بیٹی تھی اور بہت خوبصورت
تھیں جب حضورؐ نے ان سے عقد کیا اور تمام لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر رشک
کرنے لگے چنانچہ خلوت میں آنے سے قبل عائشہ اور حفصہ مہندی لگانے کے بہانے

شمارہ	عنوان	جلد	باب	حدیث	تیسیر الباری
۱	پیغمبرؐ سر اور پیر پر مسح کرتے تھے	۱	۱۴۵	۲۰۰-۲۰۲	
۲	آنحضرتؐ پشت سے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے سے	۱	۲۸۰	۴۰۵-۴۰۶	
۳	عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ اُن کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور یہ گروہ اُن کو دوزخ کی طرف بلائے گا۔				
۴	فتنہ کا دروازہ عمر ابن خطاب تھے	۱	۳۵۳	۴۹۸	
۵	تمام سنت رسولؐ دمشق (شام) میں ضائع کردی گئیں۔ جو چیزیں عہد رسولؐ میں تھیں اُس میں سے ایک بھی باقی نہیں رہیں حتی کے نماز بھی۔ بقول صحابی انس بن مالک	۱	۳۵۶	۵۰۱-۵۰۳	
۶	مدینہ میں آنحضرتؐ نماز ظہر و عصر، اور وقت مغرب، مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے	۱	۳۶۱	۵۱۴	
۷	ابودردا ''واللہ، احمدؐ کے دین کی کوئی بات میں نہیں دیکھتا''	۱	۴۲۱	۶۱۹	
۸	آنحضرتؐ دو آدمیوں کا سہارا لے کر آئے مگر عائشہ نے بسبب دشمنی علیؑ ان کا نام نہیں بتلایا	۱	۴۲۹	۶۴۱	

ان کے حجرہ میں گئیں اور کہا کہ جب رسولؐ اللہ تجھ سے خلوت فرمائیں تو تم کہنا "اعوذ باللہ منک "شوہر تجھے بہت چاہے گا"۔ چنانچہ جب حضورؐ نے شرف قرب چاہا تو اس عورت نے وہی کہا جو عائشہ اور حفصہ نے سکھایا تھا۔ حضورؐ اکرم اس سے دور ہو گئے اور فرمایا تو نے بڑی پناہ مانگی ہے اُٹھ اور اپنے لوگوں میں چلی جا۔ جب حضورؐ کو پوری کیفیت معلوم تو آپؐ نے عائشہ اور حفصہ سے کہا کہ تم عورتیں یوسف والیاں ہیں اور بڑی مکر کرنے والیاں ہیں۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۱۹۶ نفیس اکیڈمی؛ المستدرك الصحيحين حاکم جلد ۴ ص ۳۷ طبع دار العرفۃ بیروت لبنان؛ مدارج النبوت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم ص ۵۷۲ طبع ضیاء القرآن لاہور۔

حضرت عائشہ سے اُس زمانے کی حدیثیں مروی ہیں جبکہ وہ آنحضرتؐ کی زوجہ بھی نہیں تھیں۔ معراج کے بارے میں فرماتی ہیں **مافقد یا فقدت جسد محمدؐ ولٰکن اللہ اسریٰ بروحه**: یہ عائشہ نے کہا کہ معراج رسولؐ اکرم جسمانی نہیں تھی بلکہ روح کی تھی۔ فتح الباری ابن حجر ج ۸ ص ۴۶۸؛ البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۴۱؛ سیرت النبی ابن ہشام ج ۲ ص ۱۷۲؛ درمنثور جلال الدین سیوطی ج ۴ ص ۱۵۷۔

حدیثِ شق صدر کے راوی بھی یہی ہیں اور ایسا بیان کیا کہ جیسے یہ واقعہ ان کے سامنے ہوا حالانکہ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اُس وقت ان کا وجود بھی نہیں تھا۔ اگر یہ کہتیں کہ مجھ سے رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ وحی کا سلسلہ یوں شروع ہوا تو ہم اس کو مان لیتے۔

حضرت عائشہ سے رسولؐ اکرم نے ہجرت کے دو سال بعد عقد کیا اور اس طرح وہ ۹ سال رسول کی زوجہ رہیں۔ رسولؐ اکرم کی ۹ بیبیاں تھیں اور رسولؐ اکرم ہر ایک کے پاس باری باری جاتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ کے حصے میں ۹ برس میں صرف ایک سال آتا ہے پھر اس ۹ سال کے دوران کئی غزوات بھی ہیں کار رسالت بھی ہے۔ مگر جو تعداد احادیث ان سے منسوب ہیں وہ کل (۲۲۰۰) اور حضرت خدیجہؓ

جو ۲۵ سال رسولؐ کی بی بی رہیں اُن سے صرف (۳) احادیث ہیں۔

حضرت عائشہ کے مختصر حالات اس لئے لکھے ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ غلطیوں سے بری نہیں ہیں۔

اب اس بیعت والی روایت کا متن قابل تجزیہ ہے۔

حدیث جس کا ذکر ابو بکر نے بیان کی کہ مجھ سے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ **انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة** ''ہم انبیاء میراث نہیں چھوڑتے بلکہ وہ صدقہ ہے''۔ اس من گھڑت حدیث جو کلام الٰہی کے خلاف ہے اس کے واحد راوی صرف اور صرف ابو بکر ہیں **واختلفوا میراثه فما وجدوا عند احد من ذلک علما**۔ جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۵۸۲؛ طبقات ابن سعد حصہ دوم ص ۳۴۷؛ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۴۸۸؛ تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۱۱۔

یہ ایسی حدیث ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنے کسی وارث تک کو نہیں بتلایا چنانچہ اس حدیث کے تحت یہ بھی ہے کہ ازواج رسولؐ اکرم نے عثمان بن عفان کو وراثت رسولؐ کے لئے نمایندہ بنا کر ابو بکر کے پاس بھیجا۔ جب ابو بکر نے یہ حدیث دوہرائی تو تمام ازواج حیرت میں پڑ گئیں۔ اس سلسلے خود عائشہ کا قول ملاحظہ ہو کہ ''دوسرا فتنہ میراث اور ورثہ کا کھڑا ہوا جس کا تصفیہ کے بارے میں تمام لوگ دم بخود ہو گئے۔ چنانچہ میرے باپ نے کہا کہ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے سُنا ہے کہ ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہیں اور ہماری میراث صدقہ ہے''۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۷۸ طبع نفیس اکیڈمی۔

حضرت ابو بکر کا یہ وعدہ کہ ''آنحضرتؐ کی آل اسی مال سے کھائیں گے اور میں تو آنحضرتؐ کی خیرات اس حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرتؐ کی زندگی میں تھی اور جیسا آنحضرتؐ کیا کرتے تھے میں بھی ویسا ہی کرتا رہوں گا۔ جس جس کو آنحضرتؐ دیتے تھے میں بھی انہی کو دیتا رہوں گا''۔ حضرت ابو بکر نے اپنے اس وعدے کی

پابندی کبھی بھی نہیں کی **انه لم یکن یعطی قربی رسول اللہ ﷺ کما کان یعطیھم رسول للہ ﷺ**۔ ابو بکر اپنے دور خلافت میں آنحضرتؐ کے عزیزوں کو کچھ نہیں دیتے تھے جیسے رسولؐ اکرم دیا کرتے تھے۔ سنن ابوداؤد باب فی بیان مواضع قسم الخمس و سھم ذی القربیٰ حدیث ۱۲۰۵، ۱۲۰۶ ص ۵۰۹ تا ۵۱۰۔ اردو طبع نعمانی کتب لاہور، سنن ابوداؤد عربی جلد۲ ص ۲۶: المجموع محی الدین نووی ج۱۹ ص ۳۷۴؛ مسند امام احمد ج۴ ص ۸۳؛ السنن الکبریٰ البیھقی جلد۶ ص ۳۷۲؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد۵ ص ۳۴۱۔

اس بیعت والی حدیث میں ہے کہ ''حضرت علی ابوبکر کو بلا بھیجا اور یہ کہلا بھیجا تم اکیلے آؤ اور کسی کو ساتھ نہ لاؤ!''۔ اس کے بعد جب ابوبکر آئے اور جو گفتگو حضرت علی اور ابوبکر میں ہوئی اُس کے چشم دید راوی کون ہے؟۔ حضرت عائشہ نے یہ نہیں کہا کہ میرے باپ نے یہ بتلایا کہ آج میرے اور علیؑ میں یہ گفتگو ہوئی۔ پھر حضرت علیؑ نے کہا اچھا آج شام کو ہم تم سے بیعت کرلیں گے۔ اس دن ظہر کے وقت ابوبکر نے یہ اعلان کردیا کہ حضرت علیؑ نے وعدہ کیا ہے کہ آج رات کو وہ بیعت کرلیں گے۔ کیوں نہ اُسی وقت حضرت علی اُٹھے اور فرمایا کہ لو اب میں بیعت کرتا ہوں تمہارے ہاتھ پر۔ حضرت علی نے صرف اپنے بیعت نہ کرنے کہ وجہ بتلائی۔ مگر کسی نے بھی نہیں لکھا کہ شام کو حسب وعدہ حضرت علی نے سب کے سامنے بیعت کرلی۔ اس لئے کہ جب یہ بیعت اتنی اہم تھی تو تمام مسلمانوں کے سامنے نہیں تو کچھ اکابر صحابہ کے سامنے ہی ہوتی مگر کسی صحابی نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ہم نے دیکھا کہ علی اُٹھے اور ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی۔

تاریخ میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن سے اس مفروضہ بیعت کی تردید ہوتی ہے۔

جب عمر ابن خطاب اور اُن کے ہمراہی واقعہ سقیفہ کے بعد حضرت علیؑ کو بھی کشاں کشاں ابوبکر کے پاس بیعت کے لئے لے آئے۔ حضرت علیؑ نے مطالبہ

بیعت پر فرمایا **انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعة لی اخذ تم** میں تمہاری بیعت ہرگز نہیں کروں گا میں تم سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں بلکہ تم کو میری بیعت کرنا چاہئے۔ ابوبکر چپ سادھے بیٹھے رہے مگر عمر ابن خطاب نے کہا کہ جب تک تم بیعت نہیں کرو گے تمہیں چھوڑا نہیں جائے گا۔ حضرت علی فرمایا "**احلب حلبا لک شطره واللّٰہ ما حرصک علی امارته الیوم مالا لیورثک غدا۔**" واللہ! نہ میں تمہاری بات پر کان دھروں گا اور نہ ہی بیعت کروں گا۔ پھر ارشاد فرمایا "خلافت کا دودھ دوہ لو اس میں تمہارا بھی برابر کا حصہ ہے خدا کی قسم تم آج ابوبکر کی خلافت پر اس لئے جان دے رہے ہوتا کہ کل وہ خلافت تمہیں دے جائیں۔ الامامة والسیاسة ابن قتیبیہ دینوری جلد ا ص ۲۹؛ انساب الاشراف البلاذری ص ۴۴۰؛ تاج العروس ج ا ص ۲۸۲؛ لسان العرب ابن منظور ج ا ص ۴۴۰۔

جب حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جسے اسلامی تاریخ شوریٰ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس کمیٹی میں حضرت علیؑ، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف شامل تھے اور خلیفہ کا انتخاب ان کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے درمیان میں سے ایک خلیفہ منتخب کرلیں۔ یہ حکم بھی دیا گیا تھا کی اگر ان میں سے پانچ افراد ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور چھٹا مخالف ہو تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اگر چار افراد ایک پر متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو دو کا سر کاٹ دیا جائے۔ اور اگر تین تین کے دو گروپ ہو جائیں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر دوسرے تین اس پر راضی نہ ہوں تو ان تینوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

یہ واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عثمان کے بہنوئی تھے اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف ایک ہی خاندان بنی مخزوم سے تھے اور ایک دوسرے کے ابن عم تھے۔ عرب کے قبائلی عصبیت کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ

سعد ابن ابی وقاص عبد الرحمٰن بن عوف کی مخالفت کریں گے یا عبد الرحمٰن عثمان کو نظر انداز کر دیں گے۔ اس طرح عثمان کے قبضے میں تین ووٹ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں عبد الرحمٰن کا فیصلہ کن ووٹ بھی تھا۔ اب رہے طلحہ، وہ ابوبکر کے خاندان بنی تمیم سے تھے اور سقیفۂ بنی ساعدہ کے بعد بنی ہاشم اور بنی تمیم میں سخت عداوت چلی آ رہی تھی۔ مزید یہ کہ حضرت علیؑ نے جنگ بدر میں طلحہ کے چچا عمیر بن عثمان، اور طلحہ کے دو بھائیوں عثمان اور مالک کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا طلحہ کے لئے حضرت علیؑ کی حمایت ناممکن تھی۔ اس لئے اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد حضرت نے اپنے چچا عباس سے کہہ دیا تھا کہ اس بار بھی یہ امر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ بہر حال شوریٰ کے طریقہ کار اور اس کے اثرات پر اس طرح غور کرنے کے بعد جو کچھ شوریٰ میں ہوا اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ ابتداء ہی میں طلحہ نے عثمان کی حمایت میں اپنا نام واپس لے لیا۔ تب زبیر حضرت علیؑ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ اور سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمٰن بن عوف کی حمایت میں دستبرداری اختیار کی۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں بھی خلافت کی اُمیدواری سے دست کش ہو جاؤں گا۔ اس طرح اب مقابلہ حضرت علیؑ اور عثمان کے درمیان رہا۔ دو دن تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دئے کہ سب لاجواب ہو گئے۔ اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت مل جائے وہ ناکام ہوتا نظر آ رہا تھا۔ شب کے وقت عبد الرحمٰن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔ عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صبح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔ لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔ اسوقت تم عثمان کے سامنے یہی شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔ عبد الرحمٰن بن عوف۔ نے تشویش ظاہر کی کہ اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟ عمرو بن عاص ے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تیسرے دن یہی ہوا ۔ حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار

کردیا۔ تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور اُنھوں نے قبول کرلیا اور خلیفہ بنادئے گئے۔ ملاحظہ ہو شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج ا ص ۱۹۲۔ ملا علی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقہ اکبر ص ۸۳ طبع محمد سعید کراچی میں لکھتے ہیں: **قول عبدالرحمٰن بن عوف لکل منهما اولیک علی ان تعمل بکتاب الله و سنة رسول لله ﷺ و سیرة الشیخین فابی علیؓ ان یقلد هما و رضی عثمان۔** یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اکرم اور سیرت شیخین پر عمل کروگے؟ تو حضرت علی نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہوگئے۔ اس کا ذکر کئی معتبر تواریخ میں موجود ہے مثال کے طور پر طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی طبع نفیس اکیڈمی ص ۱۵۸۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص کو کیوں یہ یقین تھا کہ حضرت علی سیرت شیخین کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔ اور اگر حضرت علیؑ نے ان دونوں حضرات کی بیعت کرلی تھی تو پھر ان کی سیرت کے اتنے مخالف کیوں تھے کہ ہاتھ آئی خلافت کو ٹھوکر ماردیا؟ مزید برآں اگر اس جلسہ میں نہیں تو کم از کم بعد میں کسی نے حضرت علی سے کیوں نہیں کہا کہ آپ تو ابوبکر و عمر کی بیعت کر چکے تھے پھر اِن کی سیرت پر چلنے سے انکار کیوں کیا۔ ان سوالات پر بے تعصبی سے غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوجائے گا کہ حضرت علیؑ نے ان حضرات کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ وہ ان کی سیرت کو پسند کرتے تھے۔

امیر المومنینؑ نے مشہور و معروف خطبہ شقشقیہ میں جو دور خلافت ظاہری میں ارشاد فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں **والله لقد تقمصها ابن ابی قحافة وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحیٰ** ۔ اللہ کی قسم! قحافہ کے بیٹے نے پیراہن خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا خلافت میں وہی مقام ہے جو چکی کے اندر اُس کی کیل کا ہوتا ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں **حتی مضی الاول بسبیله فأدلیٰ بها الیٰ ابن خطاب بعده**۔ یہاں تک کہ پہلے (ابوبکر) اپنی راہ لی اور اپنے بعد خلافت ابن خطاب کو دے گیا۔

تلک شقشقة هدرت ثم قرت: (حضرت علیؑ نے جب خطبہ شقشقیہ سنایا تو عبداللہ ابن عباس نے آپ سے فرمایا کاش آپ تقریر کو جہاں پر آپ نے ختم کردیا آگے بڑھاتے اور سلسلہ بیان جاری رکھتے آپؑ نے فرمایا) وہ تو اونٹ کا ایک شقشقہ تھا جس نے آواز نکالی پھر خاموش ہوگیا۔

(یعنی وہ خطبہ خدا کی طرف سے ایک جوش تھا جب تک اس کا حکم تھا جاری رہا پھر بند ہوگیا) النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۲ ص ۴۹۰ ۔؛ مجمع البحرین ج ۲ ص ۵۲۸؛ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان حرف ''ش'' ص ۱۰۸۔

اس خطبہ کے علاوہ ایک اور مقام پر جناب امیرؑ فرماتے ہیں **سبق الرجلان وقام الثالث کالغراب همه بطنه یا ویحه لوقص جناحاه و قطع رأسه لکان خیرا له** ۔ وہ دونوں گذر گئے اور تیسرا کوئے کے مانند اُٹھ کھڑا ہوا جس کی ہمتیں پیٹ تک محدود تھیں۔ کاش اس کے دونوں پر کتر دئے ہوتے اس کا سر کاٹ دیا جاتا تو یہ اُس کے لئے بہتر ہوتا۔ کتاب **البیان والتبیین** جز و اول ص ۱۷۰ مطبع علمیہ مصر

اگر امیر المومنینؑ بیعت شیخین کر چکے تھے تو کوئی تو کہتا آج آپؑ یہ فرما رہے ہیں کل تو آپ بیعت کر چکے تھے۔

محمدؓ ابن ابی بکر نے معاویہ کو ایک خط لکھا ''اے معاویہ! تو لعین ابن لعین ہے تم اور تمہارا باپ ہمیشہ رسولؐ اللہ سے لڑتے رہے اور نور خدا کو بجھانے کی کوشش کرتے رہے اسی حال میں تیرا باپ مرگیا اور تو اُس کا جانشین اور نمونہ بنا ہے اسی گروہ کے بچے ہوئے یہ لوگ تیرے پاس جمع ہیں''۔

اس کے جواب میں معاویہ نے لکھا کہ:

کان ابوک و فاروقه اول من ابتزه حقه و خالفه علی امره علی ذٰلک اتفقا واتسقا ثم انهما دعواه الی بیتهما فابطاء وتلکا علیهما فهما به الهموم وارادا به العظیم۔ اگر کسی نے علیؑ کے حق کو غصب کیا ہے تو وہ تیرا باپ ہے اور فاروق ہے ہم تو انہی کی سنت پر چل رہے ہیں۔ ہم اور تیرا باپ (ابوبکر) علیؑ ابن ابی طالب کے حق کو جانتے تھے۔ پھر جب رسولؐ اللہ فوت ہوئے تو تیرا باپ اور فاروق پہلے شخص ہیں جنہوں نے علیؑ کے حق کو چھینا اور اُس کی مخالفت کی۔ انہوں نے علی سے بیعت کا مطالبہ کیا مگر علی نے بیعت میں توقف کیا اور ٹال دیا جس کی بنا پر ان دونوں نے اُن پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے کا تہیہ کرلیا۔ تاریخ مروج الذہب مسعودی (اردو) ج سوم ص ۳۴ تا ۳۵۔ واقعۃ صفین ابن مزاحم متوفی ۲۱۲ ھ ص ۹۱۱؛ انساب الاشراف البلاذری ص ۳۹۵؛ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم۔ معاویہ نے یہ کیوں نہیں لکھا آج تم علیؑ کی طرفداری کررہے ہو کل علیؑ خود ابوبکر، عمر اور عثمان سے راضی تھے اور اُن کی بیعت کرچکے تھے۔

دور خلافت عمر ابن خطاب جب عباسؓ عم رسول اور حضرت علیؑ عمر ابن خطاب کے سامنے آئے تو عمر ابن خطاب نے یہ کہا کہ "تم ابوبکر کو غدار، خائن سمجھتے ہو"۔ شرح مسلم نووی اردو جلد ۵ ص ۲۲، عربی ج ۱۲ ص ۷۲؛ صحیح مسلم عربی ج ۵ ص ۱٦۲؛ فتح الباری ج ٦ ص ۱۴۴؛ کنز العمال جلد ۷ ص ۲۴۱۔

الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ ۔سورۃ النساء ۱٦۷ یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں اُتری جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے اور اہل بیت کے حقوق غصب کئے اور حضرت علی کو خلیفہ بننے سے روکا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال سب حبط کردئے۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو لوگ مسجد میں جمع تھے اور حضرت علیؑ نے یہ آیت پڑھی ابن عباسؓ نے پوچھا یا ابوالحسن آپ نے یہ آیت کیوں پڑھی آپؑ نے جواب دیا قرآن

میں سے ہی تو پڑھا ہے۔ ابن عباس نے کہا آپ نے کسی مقصد سے یہ آیت کو پڑھا ہے۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ما اٰتکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا ؛** کیا تم اس بات کی گواہی دو گے کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا؟ ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ میں نے آنحضرتؐ سے یہی سُنا ہے کہ آپؐ نے تم کو اپنا وصی بنایا حضرت علیؑ نے پوچھا پھر تم نے میری بیعت کیوں نہ کی؟۔

ابن عباس نے کہا چونکہ سب لوگوں نے ابوبکر پر اتفاق کر لیا اس لئے میں نے بھی اُن ہی سے بیعت کر لی۔ یہ جواب سُن کر حضرت علیؑ فرمایا ہاں سچ ہے گوسالہ پرستوں نے بھی گوسالہ پر اجماع کر لیا تھا۔ تف ہے تف (صرف تین دن میں چھ لاکھ بنی سرائیل مرتد ہو گئے تھے صرف ۱۲ ایمان پر قائم رہے)۔ مجمع البحرین جلد ۲ ص ۵۹۰؛ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان حرف ''ص'' ص ۲۹۔

عمر ابن سعد نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کے بعد ابن زیاد کو خط لکھا کہ حسینؑ اس پر آمادہ ہیں کہ مدینہ واپس چلے جائیں یا کسی سرحدی علاقہ میں جا کر ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کریں یا یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اُس کے فیصلے کو قبول کر لیں۔ (یہ تیسری بات عمر سعد نے اپنے طرف سے بڑھائی تھی اور تاریخی شواہد اس کی تردید کرتے ہیں) ابن زیاد نے یہ خط پڑھکر خوش ہوا اور اپنی منظوری لکھنا چاہتا تھا کہ شمر نے اُسکو بھڑکا دیا اور یہ کہا کہ ''حسینؑ اگر تیرے علاقہ سے تیرے ہاتھ پر بیعت کئے بغیر نکل گئے تو اُن کی طاقت اور بڑھ جائے گی اور تیری طاقت پر ضرب لگے گی''۔ بہر حال ابن زیاد نے عمر سعد کی تجویزیں مسترد کر دیں اور لکھا کہ ''میں نے تجھے حسینؑ سے گفتگو کرنے کے لئے یا مجھ سے اُنکی سفارش کرنے کے لئے نہیں بھیجا ہے۔ اگر حسینؑ اور اُن کے ساتھی میرے حکم پر راضی ہوں تو اُنھیں میرے پاس بھیج دے ورنہ اُن سے جنگ کر کے اُن کو قتل کر دے اور بعد از قتل حسینؑ کی لاش کو گھوڑوں سے پامال کر دے۔ اور اگر اس حکم کی تعمیل تجھے منظور نہ ہو تو ہمارے

کام سے الگ ہو جا اور لشکر کو شمر کے حوالے کر دے کہ ہم نے اُس کو یہ اختیار دیا ہے"۔

جب یہ خط شمر کے ہاتھ سے عمر سعد کو ملا تو اُس نے سمجھ لیا کہ یہ شمر کی چالبازی کا نتیجہ ہے۔ اُس نے شمر سے غصہ میں کہا کہ گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہی ابن زیاد کو میری بات ماننے سے روکا ہے۔ اور میں جو معاملات سلجھانا چاہتا تھا تو نے اُن کو بگاڑ دیا ہے۔

واللہ لا یستسلم حسین فان نفس ابیہ بین جنبیہ

"خدا کی قسم! حسین کبھی اطاعت قبول نہیں کریں گے کیونکہ اُن کے سینے میں اُن کے باپ کا دل دھڑک رہا ہے"۔

تاریخ طبری (اردو) ابو جعفر محمد ابن جریر متوفی ۳۱۰ھ طبع نفیس اکیڈمی کراچی جلد چہارم ص ۲۴۲، عربی جلد ۴ ص ۳۱۵؛ تاریخ مدینہ ودمشق ابن عساکر ج ۴۵ ص ۵۲ علی بن حسن الشافعی متوفی ۵۷۱ھ طبع دار الفکر، بیروت، لبنان؛ مقتل ابی مخنف ص ۱۰۴، لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف متوفی ۱۵۸ھ مکتب عامہ سید شہاب الدین مرعشیؒ؛ انساب الاشراف ق ا۔ ج ا۔ مخطوطہ احمد بن یحییٰ بن جار البلاذری، متوفی ۳۰۰ھ؛ شیخ مفید: کتاب الارشاد، الموتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفید ۱۴۱۳ھ ص ۸۹۱؛ باقر شریف القریشی: حیاۃ الامام الحسین علیہ السلام۔ طبع اول ۱۳۹۶ھ، جلد سوم ص ۱۳۳۔؛ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۹۳۰ علامہ مجلسیؒ ونیز بحار الانوار جلد ۴۵ ص ۴۷؛ العوالم، الامام الحسین شیخ عبد اللہ البحرانی ص ۲۴۱؛ لواعج الاشجان السید محسن الامین ص ۱۱۵؛ اعلام الوری باعلام الھدیٰ جلد اص ۴۵۴ الشیخ طبرسی۔

اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ نہ تو حضرت علیؑ نے کسی کی بیعت کی تھی اور نہ حسینؑ کسی کی بیعت کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت علیؑ نے بیعت کر لی تھی تو شمر نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ جب علیؑ نے بیعت کر لی تھی تو حسینؑ کیوں انکار کریں گے۔ اس گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ۶۱ھ کے محرم تک دوست اور دشمن ہر ایک کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت علیؑ نے بیعت نہیں کی تھی۔

واضح رہے کہ عمر سعد کا یہ جملہ خود اس کے خط میں مندرجہ تیسری شق کی نفی کرتا ہے جو اس نے ابن زیاد کو لکھا تھا کہ حسینؑ راضی ہیں کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت

۹	آنحضرتؐ کا گیلی مٹی پر سجدہ کرنا	۱	۴۳۱	۶۳۵		
۱۰	آنحضرتؐ کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا (ترجمہ میں غلطی ہے)	۱	۴۷۵	۷۰۱		
۱۱	حضرت علیؑ نے جب نماز پڑھائی تو لوگوں نے کہا آج آنحضرتؐ والی نماز یاد دلائی	۱	۵۰۵ ۵۳۴	۷۴۷ ۷۸۷		
۱۲	آنحضرتؐ دعائے قنوت پڑھتے تھے اور قنوت میں لعنت کرتے تھے	۱	۵۱۶ ۶۳۶	۷۶۰ ۹۴۸		
۱۳	آنحضرتؐ کا نماز میں سلام پڑھنا	۱	۵۴۰	۷۹۵		
۱۴	آنحضرتؐ کے زمانہ میں جمعہ کی ایک اذان ہوتی تھی حضرت عثمان نے پہلے دو پھر بعد میں تین اذانیں قائم کیں۔	۱	۵۷۸ ۵۷۹	۸۶۸ ۸۶۹		
۱۵	غلہ خریدنے کے لیے لوگ آنحضرتؐ کو جمعہ میں نماز میں چھوڑ کر چلے گئے (ترجمہ میں خطبہ لکھا ہے عربی میں "نصلی"، یعنی حالت نماز میں)	۱	۵۹۴	۸۸۹		
۱۶	خطبہ عید نماز سے پہلے دیا جانے لگا دور بنی اُمیہ میں	۱	۶۰۶	۹۰۸		
۱۷	آنحضرتؐ وقت دعا حضرت ابو طالبؑ کے اشعار پڑھتے تھے	۱	۶۳۶	۹۵۴		
۱۸	آنحضرتؐ کا رونے سے منع نہیں کیا بلکہ خود روئے	۱	۷۸۷ ۸۱۶	۱۱۷۱ ۱۲۰۸		

کرلیں۔اب شمر سے مباحثہ کے وقت بے اختیارانہ اصل بات اس کے منہ سے نکل آئی کہ حسینؑ کبھی اطاعت قبول نہ کریں گے۔

حسب ذیل دلیل ماخوذ ہے آیت اللہ علامہ سعید اختر رضوی اعلیٰ اللہ مقامہ کے مضمون ''علی اور بیعت شیخین''۔

آیئے اب اس فیصلے پر نظر ڈالیں جس کا ذکر بیعت کے سلسلے میں اوپر کیا گیا ہے۔اس قصے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدہؑ نے نہ خود ابوبکر کی بیعت کی نہ اپنے شوہر کو بیعت کرنے دیا۔حضرت سیدہؑ کے فضائل ومناقب اسلام کے ہر فرقہ کے عقیدے کا جزو ہیں۔وہ رسولؐ کا ٹکڑا اور سیدۂ نساء العالمین اور سیدہ نساء اہل جنت ہیں۔اور پھر بھی انھوں نے ابوبکر کی بیعت نہ کی جب کہ مشہور حدیث ہے کہ:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

''جو اپنے امام زمانہ کو پہچانے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی (کفر) کی موت مرتا ہے''

ذرا سوچئے کہ جناب سیدہ اپنے زمانہ کے امام کو پہچانتی تھیں یا نہیں۔اور اگر ابوبکر امام زمانہ تھے تو اُن کی بیعت سے انکار کے بعد وہ سیدہ نساء اہل جنت کیسے بن سکتی ہیں؟۔لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت سیدہؑ کی نظر میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب امام زمانہ تھے۔اور انھیں کو امام مانتی تھیں اور اس لئے وہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار بنیں۔اگر بعد وفات رسولؐ حضرت علیؑ امام تھے تو بعد وفات جناب سیدہؑ وہ اس امامت سے،معزول کیسے ہوجائیں گے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ شیعہ عقیدہ کے مطابق علیؑ اور فاطمہؑ دونوں معصوم تھے اور دونوں نے چھ مہینے تک ابوبکر کی بیعت نہ کی یعنی اُن کی نگاہ میں ابوبکر کی خلافت کی کوئی اصلیت یا حقیقت نہ تھی اور اُن کی بیعت سے انکار کر کے ہی یہ حضرات راہ حق پر گامزن رہ سکتے تھے۔اگر بیعت سے انکار کرنا حق تھا تو چھ مہینے بعد بیعت کرلینا کیسے حق ہوسکتا ہے؟۔اور اگر بیعت کرنا حق تھا تو جناب سیدہؑ پوری زندگی اس حق کی مخالفت کیوں کی؟اور حضرت علیؑ چھ مہینے تک اس حق سے کیوں روگردان رہے؟

مانعین زکوٰۃ یا بیعت حضرت ابوبکر سے انکار

بحث کا اصل سبب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ کا شمار دین اسلام کے فروع میں ہوتا ہے تو ترک زکوٰۃ کفر اور شرک کی دلیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کے ظاہری معنی پر کاربند رہتے ہوئے کہا ہے کہ ترک زکوٰۃ اگرچہ اس کے وجوب کے انکار پر بھی مبنی نہ ہو تو پھر وہ کفر کی علامت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ترک زکوٰۃ کفر ہے جب اس کا انکار کیا جائے چونکہ زکوٰۃ کا شمار ضروریات دین میں سے ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ و ھم بالآخرۃ ھم کٰفرون. سورۃ حٰم سجدہ. آیت ٦. اور مشرکین کے لئے وائے ہو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔ درحقیقت ان کفار و مشرکین کا تعارف دو چیزوں سے کرایا جا رہا ہے ایک ترک زکوٰۃ اور دوسرا انکار آخرت۔

بعض کہتے ہیں کہ یہاں زکوٰۃ طہارت اور پاکیزگی کے معنی میں ہے اور یہاں ترک زکوٰۃ سے مراد شرک کی آلودگی کو ترک کرنا ہے جیسا کہ سور کہف کی آیت ۸۱ میں بھی آیا ہے۔

خیراً منہ زکوٰۃ۔ ایسا بیٹا جو اس سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ لیکن یہ بات اس لئے مشکل بن جاتی ہے کہ یہاں پر لا یؤتون (دیتے نہیں) کا لفظ ہے جو اس معنی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ یٰیحیی خذ الکتٰب بقوۃ و اٰتینٰہ الحکم صبیا حنانا من لدنا و زکوٰۃ و کان تقیا.

سورۃ مریم آیت ۱۳

اے یحییٰ تھام لو کتاب مضبوطی سے اور ہم نے بچپن ہی سے نبوت اور دانائی اسے دی اور ہم نے شفقت اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اللہ فرما رہا ہے لدنا زکوٰۃ ہم نے زکوٰۃ دی۔ اسی سورہ میں آگے چل کر ارشاد ہو رہا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے گہوارے سے فرمایا کہ قال انی عبد اللّٰہ اٰتنی الکتٰب و جعلنی نبیا وجعلنی مبٰرکا این ما کنت واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا ۔ آیت ۳۱ میں بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز کا اور زکوٰۃ کا حکم بجالاؤں۔

اگر زکوٰۃ سے مراد یہاں زکوٰۃ مال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت زندہ ہیں کہاں اور کس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں؟۔

ایک مشکل اور درپیش ہے کہ زکوٰۃ کو ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں شرعی حیثیت حاصل ہوئی اور حم سجدہ مکی سورہ ہے۔ حتیٰ کہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکہ میں نازل ہونے والی سب سے پہلی سورت ہے۔

کتب تواریخ میں ہے کہ بعد وفات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے باہر کئی قبائل نے یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کیا: اما الصلاۃ فنصلی، واما الزکاۃ فلا یغصب اموالنا۔

یعنی ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے بارے میں ہم اجازت نہیں دیتے کہ کوئی غصب کرلے۔

نتیجہ کے طور پر مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں) نے اُن پر مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کردیا۔ یہ فیصلہ کیا کہ اس جماعت کے ساتھ جنگ کریں۔

مورخین لکھتے ہیں وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرۃ ایام۔ ابوبکر کے خلیفہ ہونے پر دس دن میں پورا عرب مرتد ہوگیا۔ یہاں مرتد کے معنی اسی لئے ہے کہ تمام عرب نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ نہیں مانا اور زکوٰۃ نہ دینے والوں نے یہ اجتہاد کیا کہ چونکہ ابوبکر خلیفۃ المسلمین نہیں ہے لہذا زکوٰۃ کے حصول کے وہ حقدار نہیں ہیں۔

لما اشتهرت وفاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالنواحی ارتدت طوایف کثیرۃ من العرب عن الإسلام ومنعوا الزکاۃ فنهض أبو بکر

الصديق لقتالهم فأشار عليه عمر وغيره أن يفتر عن قتالهم فقال والله لو منعوني عقالا أو عتاقا كانوا يؤدونها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها فقال عمر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله وأن محمدارسول الله فمن قالها عصم مني ماله ودمه إلا بحقها وحسابه على الله فقال أبو بكر والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فإن الزكاة حق المال وقد قال إلا بحقها قال عمر فوالله ما هو إلا أن رأيت الله شرح صدر أبي بكر للقتال۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۲۳ تاریخ الخلفاء علامه سيوطي.

یعنی جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر تمام اطراف میں مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ روک لی اس پر حضرت ابوبکر اُن سے لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے مگر حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے اُن کو مشورہ دیا کہ ان سے لڑنے سے باز آ جائیں۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ واللہ اس زکوٰۃ کو جو یہ لوگ رسول اللہ کے پاس روانہ کرتے تھے اگر اُس سے ایک بندھن یا ایک جانور بھی مجھے کم دیئے گئے تو میں اُن سے لڑوں گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا تم کس اصول کی بنا پر اُن سے لڑ سکتے ہو حالانکہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک لڑنا جائز ہے جب تک لوگ لا اله الله محمد رسول الله کہہ رہے ہیں۔ اُس کے بعد کلمہ گو کا مال اور خون ہم سے محفوظ ہے۔ سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر موقوف ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں نے یہ دیکھا حضرت ابوبکر کا سینہ اس وقت لڑنے کے لئے کشادہ ہو گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اُن کو لوگوں کو مرتد سمجھا گیا۔ ورنہ وہ ہر طرح سے مسلمان تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا ہے وہی نماز پڑھتا ہے۔

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ جبار فی الجاھلیة و خوار فی الاسلام (الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱ ؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵ ؛ ازالۃ الخفاء ج اول ص ۲۳۹) تو جبار تھا دور جہالت میں اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہو گیا۔

مروی ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کیا۔ حضرت عمر نے کہا میں نے حضرت ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱ ؛ مسند احمد ج ا ص ۳۶۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۱۰۴)

فقال والذی لا الہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰ ؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶ ؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۶)۔

کرھت الصحابة قتال مانعی الزکاة و قالوا اھل قبلة فتقلہ ابوبکر سیفہ و خرج وحدہ. تمام صحابہ کو یہ ناگوار ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے لڑا جائے اور اِن سب نے کہا کہ یہ لوگ تو اہل قبلہ (یعنی مسلمان) ہیں پھر ان

سے لڑنا کیونکر جائز ہوگا اس پر حضرت ابوبکر اکیلے تلوار لے کر نکل پڑے۔ تاریخ خمیس دیار بکری ج ۲ ص ۲۰۱

وقال بعضهم نؤمن بالله و نشهد ان محمدا رسول الله و نصلی ولکن لا نعطیکم اموالنا فابیٰ ابو بکر الا قتالهم وجادل ابوبکر اصحابه فی جهادهم و کان من اشدهم علیه عمر بن الخطاب، وابو عبیده بن الجراح و سالم مولی ابی حذیفة و قالوا له احبس جیش اسامة بن زید فیکون عمارة امانا بالمدینة وادفق بالعرب حتی ینفرج هذا الا فان هذا الامر شدید و مهلکة من غیر وجه. اور بعض (مخالفین حضرت ابوبکر) نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ، اللہ کے رسول ہیں اور ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنا مال تم کو نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا جب تک تم زکوٰۃ نہ دو گے ہم نہیں مانیں گے اور تم سے ضرور لڑیں گے۔ اس بارے میں حضرت ابوبکر اصحاب سے بھی لڑنے لگے، ان میں سب سے زیادہ اس لڑائی کے مخالف حضرت عمر، ابوعبیدہ او سالم ابوحذیفہ کا غلام (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا یعنی Kingmaker) یہ لوگ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید کے لشکر کو روکے رکھو جس سے مدینہ میں امن رہے گا (کیا بعد رسولؐ مدینہ میں انتشار ہو گیا تھا؟۔ اگر یہ صحیح ہے تو اجماع والی روایت کیا ہوگئی؟) عربوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ ایسی صورت مت اختیار کرو جس میں تباہی ہے۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۰۱

جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم سب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ اللہ کے رسول ہیں، لیکن ہم تم کو اپنا مال نہیں دیں گے اور اِن لوگوں نے کئی وفود بھی مدینہ کو روانہ کئے اور جب یہ وفد مدینہ آئے تو یہ لوگ مدینہ کے معززین کے یہاں مہمان ٹھہرے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے جہاں یہ لوگ ٹھہرے تھے ابوبکر پر دباؤ ڈالا۔ مگر

ابو بکر نے کسی کی بھی نہیں سُنی اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے ۔ چنانچہ یہ لوگ جب واپس جانے لگے تو اس سلسلے میں چند اشعار کہے جو تاریخ میں مندرج ہیں۔ طبری عربی جلد۲ ص ۲۷۷؛ تاریخ مدینہ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۱۶۰؛ تاریخ مدینہ ابن شیبۃ ج۲ ص ۵۴۸؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر (عربی) ج ۶ ص ۳۴۴ یہ واضح ہو گیا کہ جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا وہ مسلمان تھے، اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے نماز پڑھتے تھے، صرف حضرت ابو بکر کو اس لئے زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے وہ اُن کو مسلمانوں کا خلیفہ نہیں مانتے تھے۔ صاف کہہ رہے ہیں "یہ ابو بکر کون ہیں؟"۔

عرب کے وفود مدینہ آنے لگے اور نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کرتے اور اللہ تعالی کے اس قول کو پیش کرتے کہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم ۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۳۔ اے رسول جب تم اُن سے مال کا صدقہ (زکوٰۃ) لو اور اس کے بدلہ میں تم اُن کو پاک صاف کر دو (گناہوں سے) اور اُن کے واسطے دعائے خیر کرو، کیونکہ تمہاری دعا اِن لوگوں کے حق میں اطمینان (کا باعث ہے)۔ اور اللہ تو (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔

وکانو یزعمون فی قولہ تعالی خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم خطاب خاص مواجھۃ النبی ﷺ، دون غیرہ وانہ مقید بشرائط لا توجد فیمن سواہ وذلک انہ لیس لاحد من التطھیر والتزکیۃ والصلاۃ علی المتصدق ما للنبی ﷺ۔ شرح مسلم نووی جلد اول ص ۲۰۳ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔

منکرین زکوٰۃ یہ تاویل پیش کرتے کہ یہ حکم خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے، اس لئے کہ اس میں زکوٰۃ کے بدل میں تزکیہ نفس ہے جو صرف رسولؐ کے لئے

خاص ہے۔اس لئے کہ تزکیہ نفس اور تطہیر یعنی گناہوں سے پاک کرنا یہ کسی غیر سے ناممکن ہے۔شرح مسلم نووی طبع نعمانی کتب خانہ لاہور جلد اول ص ۱۰۳ حاشیہ؛ البدایۃ والنہایۃ جلد ۶ ص ۱۱۵۳ (اردو نفیس اکیڈمی)۔

مانعین زکوٰۃ کو اس کا علم تھا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو اُنہوں نے یہ خطبہ دیا تھا:۔

انا بشر ولست بخير من احد منكم فراعوني فاذا رأيتموني استقمت فاتبعوني وان رأيتموني زغت فقوموني واعلموا ان لي شيطانا يعتريني فاذا رأيتموني غضبت فاجتنبوني لا اوثر في اشعاركم وابشاركم ۔ یہ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے ''کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔'' الامامة والاسياسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الهيثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر؛ سبل الهدىٰ فى سيرة خير العباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفۃ ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛ المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنہایۃ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ ''بلا شبہ میرا ایک شیطان ہے یحضرونی جو میرے پاس آتا ہے'')۔ قابل غور لفظ ان لی شیطانا یعترینی ہے۔یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔الصواعق المحرقہ جس کا اردو ترجمہ برق سوزاں

۱۹	آنحضرتؐ جنگ موتہ کا نقشہ دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے	۱	۷۸۸	۱۱۷۳	
۲۰	رونے کے سلسلہ میں عمر ابن خطاب کی غلط بیانی اور حضرت عائشہ کا تردید کرنا	۱	۸۱۶	۱۲۰۹	
۲۱	عثمان بن عفان کی زوجہ کے وقت دفن آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ قبر میں وہ اُترے جو آج کی شب عورت کے پاس نہیں گیا عثمان نہیں اترے اس لیے کہ رات کو وہ صحبت کر چکے تھے اور رسولؐ رو رہے تھے	۱	۸۱۶	۱۲۰۹	کتاب الجنائز جلد دوم، ص ۲۶۲ نوٹ جلد ۵ ص ۲۷۳
۲۲	ابوبکر کا کہنا کہ ایک رتی پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ دے تو جنگ کروں گا (کیا قرآن میں مانع زکوٰۃ و نماز سے جنگ کرنے کا حکم ہے؟)	۱	۸۸۳	۱۳۱۸	
۲۳	عائشہ زوجہ رسولؐ کا صدقہ کی بکری لینا اور رسولؐ کا منع نہ کرنا۔ (نوٹ اس لیے کہ آنحضرتؐ کی ازواج آل میں شامل نہیں)	۱			جلد دوم، ص ۳۷۹، ۴۱۷
۲۴	آل محمدؐ پر صدقہ حرام ہے۔ اور حسنینؑ آل رسولؐ ہیں	۱	۹۴۰	۱۳۹۸	جلد ۶ ص ۴۱۷

ہے ص ۶۵ یوں تحریر ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ: مجھے بادل نخواستہ یہ کام سپرد کردیا گیا ہے قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اسے سنبھال لیتا۔ لیکن اگر تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وآلہ) جیسے کام میں مکلف کرو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (وآلہ) کو اللہ تعالیٰ وحی سے سرفراز فرماتا تھا۔ نیز اُس نے آپ کو معصوم قرار دیا تھا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں اور کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ پس میرا خیال رکھو، جب مجھے سیدھا راستہ چلتے دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب مجھے ٹیڑھا چلتے دیکھو تو مجھے سیدھا کردو۔ اور یہ ذہن نشین رکھو کہ میرا ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آجاتا ہے۔ پس جب مجھے غضبناک دیکھو تو مجھ سے اجتناب اختیار کرو۔ میں کسی کو برائی بھلائی میں کسی پر ترجیح نہ دوں گا۔

جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے اُس کے لئے قرآن کریم کیا کہتا ہے ملاحظہ ہو:۔

قال فبعزتك لا غوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین۔قال فالحق والحق اقول سورہ ص آیت ۸۲ تا ۸۳. جب شیطان نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لا ملئن جهنم منك و ممن تبعك منهم اجمعین. اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اُن سب کو جہنم میں بھردوں گا جو تیرے پیچھے چلے۔

اما حذیفة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واما اخبره ابوبکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشرك فیکم اخفی من دبیب النمل فقلت یا رسول الله و هل الشرك الا ما عبد من دون الله قال ثکلتك امك یا ابن ابی قحافة الشرك فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے

اے ابو قحافہ کے بیٹے! تجھ میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔(اس روایت کا ذکر کئی کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الھیثمی ج۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج اص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۸۹

عن ميمون بن مهران أعرابيا أتى أبا بكر فقال قتلت صيدا و أنا محرم فما ترى على من الجزاء فقال أبو بكر لابى بن كعب وهو جالس عنده ماترىٰ فيها، فقال الاعرابى أتيتك و أنت خليفة رسول الله ﷺ أسئلك و انت تسأل غيرك۔ کنز العمال ج٥ ص ٢٤٤ سلسه ١٢٧٦٧؛ تفسير ابن كثير (عربى) جلد ٢ ص ١٠٢؛ تفسير الدر المنثور ج٢ ص ٣٢٩۔

ایک عرابی ابوبکر کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے حالت احرام میں شکار کیا ہے۔اس کا بدل کیا ہے؟۔حضرت ابوبکر نے ابی بن کعب سے جو اس وقت اُن کے پاس بیٹھے تھے اس مسئلہ کا حل پوچھا۔تو اعرابی ناراض ہوا اور تعجب سے کہنے لگا کہ میں تیرے پاس آیا اور تو رسولؐ اللہ کا خلیفہ بنا بیٹھا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو دوسروں سے پوچھتا ہے۔ملاحظہ فرمایا کہ خود حضرت ابوبکر اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں، ارشاد رسولؐ ان کے بارے کیا ہے، اور جو مسلمان تھے اُن کے ہاں ان کی عزت کیا تھی۔

یہ مانعین زکوٰۃ کہتے تھے کہ کیا ہم اُس کو زکوٰۃ دیں جو خود اپنے کو قابل قبول نہیں سمجھتا ہو؟۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مانع زکوٰۃ کی سزا قتل ہے۔چنانچہ حدیث ہے:

حدثنا يحيى بن صالح حدثنا فليح عن هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة رضى لله تعالى عنه قال قال رسول لله صلى الله

علیه و سلم من آمن بالله و برسوله و أقام الصلاة و صام رمضان كان حقا على الله أن يدخله الجنة صحيح بخاری کتاب الجهاد و السير۔ یعنی فرمایا رسول اللہ نے جو اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد نماز پڑھے اور روزے رکھے تو اللہ کے لئے واجب ہے کہ وہ اُس کو جنت دے۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب: کافر کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اُس کو قتل کرنا حرام ہے۔ شرح مسلم نووی جلد اول ص ۱۸۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی زکوٰۃ کے نہ دینے والوں سے کبھی بھی نہیں لڑے اور نہ کسی قسم کی حد یا سزا دی۔ چنانچہ بخاری کتاب الزکوٰۃ میں یہ روایت ملتی ہے کہ:

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال أمر رسول الله صلى الله عليه و سلم بالصدقة فقيل منع بن جميل و خالد بن الوليد و عباس بن عبد المطلب فقال النبي صلى الله عليه و سلم ما ينقم بن جميل إلا أنه كان فقيرا فأغناه الله و رسوله وأما خالد فإنكم تظلمون خالدا قد احتبس أدراعه و أعتاده في سبيل الله وأما العباس بن عبد المطلب فعم رسول الله صلى الله عليه و سلم فهي عليه صدقة و مثلها معها تابعه بن أبي الزناد عن أبيه و قال ابن إسحاق عن أبي الزناد هي عليه و مثلها معها و قال بن جريج حدثت عن الأعرج بمثله۔

رسول اللہ نے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو آپؐ سے وصول کرنے والے نے کہا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبد المطلب زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں۔ (واضح رہے کہ یہ فتح کے بعد کا واقعہ ہے یعنی ۹ ہجری کے بعد)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابن جمیل کیوں نہیں دیتا حالانکہ وہ فقیر تھا اب اللہ نے اس کو مالدار کر دیا اور خالد بن ولید پر تم لوگ ظلم کرتے ہو اس لئے کہ وہ زرہوں اور ہتھیاروں کو راہ خدا میں جہاد کرنے کی غرض سے لے رکھا ہے۔ رہے عباس تو وہ رسول اللہ کے چچا ہیں تو یہ اور اس جیسی اور زکوٰۃ بھی اُن کا حق ہے۔ اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا آنحضرت کے

زمانے میں بھی کچھ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے تھے یا انکار کرتے تھے۔ مگر کسی ایک روایت سے بھی یہ ثابت نہیں کہ آپؐ نے اُن کو کسی قسم کی سزا دی ہو۔ یاد رہے کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع تھا زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمان اور اہل قبلہ ہیں اُن سے جہاد جائز نہیں۔ مگر سب ایک طرف اور حضرت ابوبکر تنہا ایک طرف اور اکیلے تلوار لے کر لڑنے نکل پڑے۔

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن واصل عن المعرور قال سمعت أبا ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أتاني جبريل فبشرني أنه من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة قلت وإن سرق وإن زنى قال وإن سرق وإن زنى

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے جبرئیل نے بشارت دی کہ اگر کوئی مرجائے اور شرک نہ کرے وہ بہشت میں جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ نے سوال کیا اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تو بھی؟۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔ صحیح بخاری کتاب التوحید۔

اسامہ بن زید جب ایک جنگ سے واپس آئے تو وہ حالات جنگ رسولؐ اللہ کو بتانا شروع کیے اور جب اُسامہ نے کہا کہ "ایک شخص مقابل کا بھاگ رہا تھا تو میں نے اُسے جا لیا اور نیزہ اُس کی طرف جھکا دیا اُس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں اُسے نیزہ مار کر قتل کر دیا" رسولؐ اللہ غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم پر افسوس ہے تم کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ جرأت ہوئی"۔ اور بار بار فرماتے رہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ شرح صحیح مسلم نووی کتاب الایمان جلد اول ص ۱۹۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۲۲۳ حالات اسامہ بن زید

حدثنا محمود حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن بن عمر بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالدا ح وحدثني أبو عبد الله نعيم بن حماد أخبرنا عبد الله أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم

عن أبيه قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد إلى بني جذيمة فلم يحسنوا أن يقولوا أسلمنا فقالوا صبأنا صبأنا فجعل خالد يقتل ويأسر ودفع إلى كل رجل منا أسيره فأمر كل رجل منا أن يقتل أسيره فقلت والله لا أقتل أسيري ولا يقتل رجل من أصحابي أسيره فذكرنا بذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال اللهم إني أبرأ إليك مما صنع خالد بن الوليد مرتين ۔ صحیح بخاری کتاب المغازی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے بعد فتح مکہ خالد بن ولید کو تین سو پچاس (۳۵۰) لوگوں کے ہمراہ بنی جذیمہ کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا اور تاکید کی کہ خبردار ہتھیار نہ اُٹھانا۔ اور جب ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ لوگ اچھی طرح کلمہ تشہد نہیں پڑھے صرف اتنا کہا کہ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ چنانچہ خالدؔ نے اُن کو قتل کرنا شروع کیا، حکم دیا ہر ایک مسلمان ایک قیدی کو قتل کرے۔ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے قتل سے انکار کیا۔ جب ہم رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے اور یہ قصہ بیان کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ میں خالد کے اس فعل سے براءت کرتا ہوں یہ کلمہ آپؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

رسولؐ اکرم مشرکین کے لئے تالیف قلب کی خاطر مال سے اور دیگر مراعات سے مدد کرتے تھے تاکہ اُن کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور اسلام قبول کریں۔ بعد رسولؐ جب ابوسفیان جو صدقات کے وصولی پر مقرر تھے مدینہ صدقات لے کر آئے تو اُنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بنادئے گئے پہلے تو بہت بگڑے جب حضرت ابوبکر نے تالیف قلب کی خاطر صدقات کی رقم اُن کو لوٹا دی تو خاموش ہوگئے۔ سنن کبری البیھقی جلد۷ ص۲۰

وقال أحمد بن شبيب بن سعيد الحبطي حدثنا أبي عن يونس عن بن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة أنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يرد علي يوم القيامة رهط من

أصحابي في جلون عن الحوض فأقول يا رب أصحابي فيقول إنك لا علم لك بما أحدثوا بعدك إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري ۔

حدثنا أحمد بن صالح حدثنا بن وهب قال أخبرني يونس عن بن شهاب عن بن المسيب أنه كان يحدث عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يرد على الحوض رجال من أصحابي في حلؤون عنه فأقول يا رب أصحابي فيقول إنك لا علم لك بما أحدثوا بعدك إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري وقال شعيب عن الزهري كان أبو هريرة يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم في جلون وقال عقيل في حلؤون وقال الزبيدي عن الزهري عن محمد بن علي عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ **صحیح بخاری**

كتاب الحوض

صحیح بخاری میں کئی مقامات پر اس حدیث حوض کا ذکر کیا گیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے پاس حوض کوثر پر میرے اصحاب آئیں گے مگر کچھ لوگوں کو وہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے گا اس پر میں عرض کروں گا اے رب میرے! یہ میرے اصحاب ہیں تو اللہ فرمائے گا تم کو علم نہیں یہ لوگ بعد تمہارے مرتد ہوگئے تھے؟۔ (یعنی پچھلے پاؤں اپنے سابق دین پر پلٹ گئے تھے) یہ ذہن نشین رہے کہ یہ اصحاب کے بارے میں ہیں نہ کہ مانع زکوٰۃ کے۔

صرف ایک خاص نکتہ اس بارے میں کہ ہر ایک نے یہ لکھا کہ حضرت ابوبکر نے مانعین زکوۃ سے قتال کیا۔ مگر کسی نے بھی اس بات کی وضاحت نہیں کی یہ لوگ کس وجہ سے زکوٰۃ دینا نہیں چاہتے تھے۔ ایک اور صرف ایک وجہ یہ لوگ حضرت ابوبکر کی خلافت پر راضی نہیں تھے۔ یادرہے مدینہ کی بستی صرف چند گھروں پر منحصر تھی۔ اگر اجماع ہوا بھی تو وہ صرف مدینہ تک ہی ہوا ہوگا جس میں بنی ہاشم شامل نہیں ہیں اور انصار کی ایک کثیر جماعت یہ کہہ کر پلٹ گئی تھی کہ ہم سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی بھی

سننا نہیں پسند کرتے۔ (تاریخ یعقوبی (اردو) جلد۲ص ۲۰۳ نفیس اکیڈمی) قال مع حسن قول علی (عربی ج۲ص ۱۰۷)۔

احتجاج کی آواز بازگشت صرف مدینہ ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ بیرون مدینہ یمامہ، مناسہ، عُمان، یمن، بحرین اور حضرموت پھیل گئی تھی۔ تفصیل کے لئے تاریخ ابن خلدون، جلد دوم اور طبری جلد دوم ملاحظہ کریں۔

اتمام حجت کے بعد جب مانعین زکوٰۃ چلے گئے تو حضرت ابوبکر نے ایک فوج تشکیل کی اور تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ایک فرمان جاری کیا کہ: من أبي بكر خليفة رسول الله إلى من بلغه كتابي هذا من عامة و خاصة أقام على إسلامه أو رجع عنه۔طبری ج۲ ص ٤٨٠۔

یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول کی طرف سے ہر عام و خاص کی طرف۔ خواہ اسلام پر قائم ہو یا اُس سے پھر گیا ہو۔ و إني بعثت إليكم فلانا في جيش۔ میں فلاں کو ایک فوج کے ساتھ تمھاری طرف طرف بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ خالد بن ولید کو پہلے ۱۵ ہزار کی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ و من أبى أمرت أن يقاتله على ذلك ثم لا يبقي على أحد منهم قدر عليه و أن يحرقهم بالنار و يقتلهم كل قتلة و أن يسبي النساء و الذراري و لا يقبل من أحد۔ اور اس فوج کو یہ حکم دیتا ہوں کی تم سے جو میرا حکم نہ مانے اُس سے لڑیں اور جو قابو میں آجائیں اُس پر ذرہ برابر بھی رحم نہ کرے اور اُن سب کو آگ میں جلا دے سب کو اچھی طرح قتل کردے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنالے۔

أن أبا بكر من عهده إلى جيوشه أن إذا غشيتم دارا من دور الناس فسمعتم فيها أذانا للصلاة فأمسكوا عن أهلها حتى تسألوهم ما الذي نقموا و إن لم تسمعوا أذانا فشنوا الغارة فاقتلوا و حرقوا۔ حضرت ابوبکر نے اپنی فوج سے یہ عہد لیا تھا کہ جب کسی گھر پر پہنچو اور اگر اذان کی آواز سُنو تو رک جاؤ اور اُن سے دریافت کرو کہ وہ کیوں ان سے بیزار ہیں اور اِن کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر

اذان نہ سُنو تو اُن کو لوٹ لو، غارت کردو، قتل کرو، اور جلا ڈالو۔ طبری جلد۲ ص ۵۰۲۔

فان اظهره الله عليهم ان شاء الله وامكنه منهم فليتقلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ولا يستبق منهم احدا قدر على ان يستبيقيه وليقسم اموالهم. تاريخ خميس دياربكرى ج ۲ ص ۲۰۵. اگر اس فوج کو اللہ فتح دے اور اُن کو قابو میں کرلو تو اُن کو ہتھیاروں سے قتل کردو اور سب کو آگ میں جلا دو اور کسی کو باقی نہ چھوڑو۔ اور اُن کا سب مال تقسیم کرو۔

حرقوا ومثلوا وعدوا على الإسلام في حال ردتهم فأتوه بهم فمثل بهم وحرقهم ورضخهم بالحجارة ورمي بهم من الجبال ونكسهم في الآبار وأرسل إلى أبي بكر يعلمه ما فعل.

حضرت ابوبکر کی فوج والے اُن کے مخالفین کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے تو اُس نے اِن قیدیوں کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کرایا، پھر اُن کو آگ میں جلا دیا اور بعض کے بدنوں کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں پر لیجا کر وہاں سے نیچے پھینک دیا اور بعض کی ٹانگوں میں رسیاں باندھ کر اُن کو کنووں میں اُلٹا لٹکا دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد۲ ص ۱۳۳۔

وفى كتاب الزهرى ثم لحقوا اصحاب طليحة فقتلوا واسروا وصاح خالد لا يطبخن رجل وقدراو لا يسخنن ماء الا أثفيته رأس رجل وأمر خالد بالحظائر أن تبنى ثم أوقد فيها النار ثم أمر بالاسرى فألقيت فيها وألقى يؤيذ حامية بن سبيع بن الخشخاش الاسدى وهو الذى كان رسول الله ﷺ استعمله على صدقات قومه ـ تاريخ الخميس الديار بكرى جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صادر بيروت۔

کتاب زہری میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر کی فوج والے طلیحہ والوں کے پاس پہنچ کر اُن کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا اور اُن کے سردار خالد بن ولید نے پکار کر اپنی فوج سے کہا جو کوئی کچھ پکانا چاہتا ہے یا پانی گرم کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ

چولھا بنانے کے لئے پتھروں کا استعمال نہ کریں بلکہ اِن مقتولین کے سروں کا چولھا بنائیں اور اُس میں آگ روشن کریں اور پکائیں یا پانی گرم کریں۔ اور خالد نے حکم دیا کہ بڑے گڈھے کھودے جائیں اور اُس پر احاطہ بنائیں پھر اُن میں آگ روشن کی جائے۔ جب یہ سب ہو چکا تو حکم دیا کہ جتنے لوگ قید ہو گئے ہیں انہیں اس آگ میں جھونک دیا جائے اور پھر وہ سب کے سب جلا دیئے گئے اور اُن میں حامیہ بن سبیع (اُسد الغابہ میں ہے کہ یہ اکابر صحابہ میں سے تھے) جن کو رسولؐ اللہ نے وصولی زکوٰۃ کے لئے مقرر کیا تھا۔

وأخذت ام طليحة أحد نسائنافحرض فأبت ووثبت فاقتحمت النار. اورام طلیحہ جو واحد عورت رہ گئی تھیں اپنی جگہ سے اُٹھی اور چھلانگ لگا کر آگ میں کود پڑی۔

أن خالد اجمع الاسارى فى الحظائر ثم أصر مها فاحترقوا وهم أحيا. پھر ایک دوسری مہم میں خالد بن ولید نے قیدیوں کو گھروندوں میں بھر اپھر اُن لوگوں سمیت اُن گھروندوں کو آگ لگادی، حالانکہ وہ زندہ تھے۔۔ تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صادر بیروت۔

جب حضرت ابوبکر قابض ہو گئے اور اقتدار ہاتھ میں آیا تو آپ نے اپنے خاص گروہ کے ذریعہ مدینہ کو مرکز ایذا (Torture Center) بنا ڈالا اور اُن لوگوں پر ظلم وتشدد کرنے لگے جنہوں نے بیعت سے انکار کیا۔ اس فہرست میں بنی ہاشم کے علاوہ حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت ابوذرؓ غفاری، وغیرہ کے علاوہ مالک بن نویرہ بھی تھے۔

مالک بن نویرہ کا شرمناک واقعہ ہر تاریخ اور سیر کی کتاب میں ہے مالک بن نویرہ نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو ٹھکرایا اور سختی سے کہا کہ آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ خانہ نشین ہو جائیں۔ اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہوں کی معافی مانگیں۔ جس کے نتیجہ میں جب خالد اپنی فوج کو لے کر مالک بن نویرہ کے پاس گیا تو وہ اور اُن

کے قبیلہ کے لوگوں نے اذان دی اور نماز پڑھی یہ سب خالد کی فوج نے سُنا اور دیکھا۔ جب مالک ملنے کے لئے باہر آئے تو ساتھ میں مالک کی زوجہ تھی جو نہایت حسین تھیں۔ بس جیسے ہی خالد کی نگاہ مالک کی زوجہ پر پڑی خالد کی نیت بدل گئی اور اُسی وقت مالک کو قتل کیا اور اُسی رات کو مالک کی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مالک اور دیگر مقتولین کے سروں کو چولھا بنا کر کھانا پکایا۔ مزید شرم کی بات یہ ہے کہ محدثین نے جن کے ہاں اسلام سے زیادہ شخصیت پرستی اہم ہے خالد کے اس شرمناک فعل کو خطائے اجتہادی لکھ کر اپنی بے حیائی اور بے غیرتی کا ثبوت دیا۔

ان خالدا أمر بالاخدود تحفر فقيل ماذا تريد بهذه الا خدود قال أحرقهم بالنار فكلم في ذلك فقال هذا عهد أبى بكر الصديق الى اقرؤه في كل مجمع انا أن ظفرک الله بهم فأحرقهم بالنار. جب خالد نے حکم دیا بڑے بڑے گڑھے کھودے جائیں تو لوگوں نے اُن سے پوچھا یہ کس کے لئے کھودا جارہا ہے۔ تو خالد نے جواب دیا کہ ان سب قیدیوں کو باندھ کر کے جلانے والا ہوں جب لوگ اس بارے میں خالد سے بحث کرنے لگے تو خالد نے کہا میں جو کچھ کررہا ہوں میرے پاس یہ تحریری حکم ہے حضرت ابو بکر کی طرف سے کہ جس میں حکم دیا گیا ہے کہ جب تم کو اللہ کامیاب کرے تو اُن کو آگ میں جلا ڈالنا۔ تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۸ طبع دار صادر بیروت۔

ثم بعث به إلى أبي بكر فلما قدم أمر أبو بكر أن توقد له نار في مصلى المدينة ثم رمي به فيها مقموطًا .فجاءة اسلمی کو قید کر کے حضرت ابو بکر کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔ تو حضرت ابو بکر نے حکم دیا آگ روشن کی جائے۔ چنانچہ مصلی مدینہ میں آگ روشن کی گئی پھر فجاءۃ اسلمی کو مشکیں باندھی گئیں اور اُس کو زندہ آگ میں پھینک دیا گیا۔

قال أبو بكر رضي الله عنه أجل إني لا آسى على شيء من الدني إلا على ثلاث فعلتهن وددت أني تركتهن و ثلاث تركتهن و ددت أني

۲۵	حج تمتع حضرت علیؑ کا کہنا کہ میں آنحضرتؐ کی سنت کو کسی کے قول کی بنا پر نہیں چھوڑ سکتا۔ جبکہ عثمان سنت عمر کی بنا پر منع کر رہے تھے	۱	۹۹۵	۱۴۶۹	جلد۲،ص ۴۶۴
۲۶	حج تمتع آنحضرتؐ کی سنت ہے قول ابن عباس (عبداللہ ابن زبیر منع کرتے تھے) بر بنائے حکم عمر ابن خطاب	۱	۹۹۵	۱۴۷۳	جلد۲،ص ۴۶۴
۲۷	ایک شخص (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے سے جو چاہا کر دیا۔	۱	۹۹۶	۱۴۷۶	جلد۲، ص۴۶۹
۲۸	حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت عمر ابن خطاب کا کہنا اور جناب امیرؑ کا تردید کرنا۔ اس پر عمر کا کہنا کہ اے ابوالحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے	۱	۱۰۱۱	۱۵۰۳	جلد۲،ص ۴۸۷
۲۹	طواف النساء	۱	۱۰۳۰	۱۵۲۶	جلد۲،ص۵۱۶
۳۰	جو مکانات عبدالمطلب کو ملے ان کے وارث حضرت عبداللہ اور آنحضرتؐ کا بھی ان میں حصہ تھا (پھر حدیث لانرث کیا ہوئی؟)				جلد۲، ص۴۸۱
۳۱	حضرت عائشہ کا ایک مرد کو غسل کر کے بتلانا بعد وفات رسولؐ۔ (کیا اس وقت کوئی عورت نہیں تھی جس کو طریقہ غسل بتلایا جاتا؟)	۱	۱۷۶	۲۴۷	جلد۱، ص۱۸۴

فعلتهن وثلاث وددت أني سألت عنهن رسول الله فأما الثلاث اللاتي وددت أني تركتهن فوددت أني لم أكشف بيت فاطمة عن شيء وإن كانوا قد غلقوه على الحرب ووددت أني لم أكن حرقت الفجائة الاسلمي وأني كنت قتلته ۔ ابوبکر نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا" میں نے تین خطائیں کیں۔ایک خطا یہ کہ میں نے فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا دروازہ توڑا، دوسری یہ کہ میں نے فجاءۃ کو قتل کر دیا ہوتا جلایا نہ ہوتا۔ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۸؛ طبری (عربی) جلد ۲ ص ۶۱۹؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۵؛ عقد فرید ج ۲ ص ۲۰، مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۱۵۲؛ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۷ نفیس اکیڈمی۔

حکم پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہے کہ لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم۔ كما من بدل دينه فاقتلوه ۔صحیح بخاری کتاب الجهاد والسير باب لا يعذب بعذاب الله اللہ کے عذاب (آگ سے) کسی کو عذاب نہ دینا تیسیر الباری (اردو) شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۸۴۔حضرت ابوبکر کا یہ جلا ڈالنے والا حکم پیغمبر اسلام کے خلاف تھا۔

مورخین ومحدثین نے یہ لکھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی کہ بعد وفات رسولؐ اکرم جب حضرت ابوبکر خلیفہ بن گئے تو تمام عرب میں ایک انتشار اور بغاوت پھیل گئی اور حضرت ابوبکر نے اس بغاوت کو بڑی حکمت عملی سے ختم کر دیا۔جن لوگوں نے حضرت ابوبکر کی مخالفت کی وہ حضرت ابوبکر کو نہ تو اسلامی سربراہ مانا اور نہ والی سلطنت تسلیم کیا۔

جس طرح رسولؐ اکرم کی حیات میں حضرت ابوبکر نہ تو کسی دشمن اسلام سے قتال کیا اور نہ بعد رسولؐ اپنی دور خلافت میں کبھی کسی لڑائی میں کسی کو قتل کیا بلکہ ہمیشہ اپنی جان بچا کر بھاگتے رہے۔

بعد وفاة النبي حرب العنسي وقد كانت حرب العنسي باليمن ثم حرب خارجة بن حصن ومنظور بن زبان بن سبار في غطفان والمسلمون

غارون فانحاز أبو بكر إلى أجمة فاستتر بها۔ طبری (عربی جلد۲ ص ۲۳۱)

چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد پہلی لڑائی ملک یمن میں اسود عنسی سے ہوئی۔ پھر جنگ خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار غطفان میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں پسپائی ہوئی اور حضرت ابوبکر جنگل میں بھاگ کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔ طبری جلد دوم ص ۶۱ باب ۳ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔

وتحيز المسلمون ولاذ أبو بكر بشجرة وكره أن يعرف اور مسلمانوں نے فرار کیا اور حضرت ابوبکر نے ایک درخت کی پناہ پکڑی اور یہ نہیں چاہا کہ کوئی اُن کو پہچان سکے۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۲۰۴۔

جب حضرت ابوبکر ''بغاوتوں'' (دراصل بغاوت اُن کی خلافت کے خلاف تھی) سے فارغ ہو چکے تو فوراً اُن کو فتوحات اور ملک گیری کی خواہش ہوئی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک مسلح جنگجو فوج واپس لوٹ آئے اور بیکار رہے اور یہ فوجی وہ تھے جو مال غنیمت کے عادی ہو گئے تھے اور مستقبل میں کوئی مزید مال غنیمت کی توقع نہ ہونے پر اُن کو (حضرت ابوبکر کو) بغاوت کا خدشہ بھی تھا۔ لہذا آپ نے عراق کی طرف فوجیں روانہ کیا جس کا سردار خالد بن ولید تھا جس کی سفا کی اور درندگی کا مظاہرہ ہو چکا تھا۔

فدعاهم خالد إلى الإسلام أو الجزية أو المحاربة فاختاروا الجزية فصالحهم على تسعين ألف درهم فكانت أول جزية أخذت من الفرس في الإسلام هي والقريات التي صالح عليها . تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج۲ ص ۳۹۳.

جب خالد ایک مقام پر پہنچا تو اُس نے مقام ہذیل کے باشندوں کو دعوت دی کہ یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ تو ان لوگوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) جلد ۸ ص ۱۶۱ مطبع یوسفی حیدر آباد دکن

خرج خالد من العين قاصدًا إليهم. فلما كان تلك الساعة

من ليلة الموعد اتفقوا جميعًا بالمصيخ فأغاروا على الهذيل ومن معه وهم نائمون من ثلاثة أوجٍ فقتلوهم .تاريخ كامل ابن الاثير الجزري (عربی) ج۲ ص ۳۹۷ طبع دار صادر بیروت

خالد اپنے وعدہ کے مطابق اسی دن اور وقت پر پہنچا اور وہ رات کا وقت تھا اور سب نے مل کر ہذیل پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جب کہ وہ لوگ اطمینان سے سو رہے تھے کہ اُنہوں چونکہ جزیہ دیدیا تھا اور کسی حملہ کا خدشہ نہیں تھا۔ خالد کی فوج تین طرف سے حملہ آور ہوئی اور بے دریغ اُن سوتے ہوئے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اِن میں وہ بھی قتل ہوئے جنہیں حضرت ابوبکر نے نوشتہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے اس کی دیت دی۔

فلما انتهى المنهزمون إليه تحصنوا به فنازلهم خالد فطلبوا منه الأمان فأبى فنزلوا على حكمه فأخذهم أسرى وقتل عقة ثم قتلهم أجمعين وسبى كل من في الحصن وغنم ما فيه ووجد في بيعتهم أربعين غلامًا يتعلمون الإنجيل فأخذهم فقسمهم في أهل البلاء منهم. تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج۲ ص ۳۹۵

یعنی یہ شکست یافتہ لوگ قلعہ میں پناہ لی۔ اور جب خالد نے اُن کو قلعہ سے نکلنے کے لئے کہا تو انھوں نے خالد سے امان مانگی اور جب امان ملی تو وہ قلعہ سے باہر آئے، خالد نے اُن سب کی مشکیں بندھوائی اور پھر سب کو قتل کر دیا۔ اور جو قلعہ میں عورتیں اور بچے تھے اُنہیں لونڈی اور غلام بنا کر فوج میں تقسیم کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) ج۸ ص ۱۵۷.

عليهم باب مغلق فكسره عنهم. وہ لڑکے دروازہ بند کر کے چھپ گئے تھے مگر فوج نے دروازہ توڑ کر اُنہیں پکڑ لیا۔ اور بعض قیدیوں کو سامنے کھڑا کر کے تیروں کا نشانہ بنا اور بعض کی مشکیں باندھ کر قتل کر دیا۔ طبری ج ۲ ص ۵۷۷.

ومنهم من قمطه و رضخه بالحجارة. طبری (عربی) ج۲ ص ۴۹۱.

اُن پر بڑے بڑے پتھر برسائے جن سے اُن کے بدن چور چور ہو گئے۔طبری اردو حصہ دوم ص۸۲۔

فقتل يوم الفراض فى المعركة و فى الطلب مائة الف .طبرى ج ۲ ص ۵۸۳؛ البداية والنهاية ج ٦ ص ۳۸۸. مورخین نے صراحت سے لکھا ہے کہ صرف ایک جنگ فراض میں حضرت ابوبکر کی افواج نے لڑکر اور بھاگے ہوئے لوگوں کو پکڑ کر جس کثرت سے قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ تھی۔

طبری اردو حصہ دوم ص۲۰۴۔البدایۃ والنہایۃ ج٦ص ۱۲۲۶

وقتلوهم كل قتلة وأنتب السبل لقتلهم ـطبرى ج ۲ ص ۵۳۴؛ البداية والنهاية ج ٦ ص ۳۸۸ ایک دوسری جنگ میں حضرت ابوبکر کی فوج نے ہرطرح لوگوں کو قتل کیا یہاں تک کہ مقتولین کی لاشوں سے راستے تمام بدبودار ہو گئے تھے۔طبری اردو حصہ دوم ص ۱۳۸۔البدایۃ والنہایۃ ج٦ص۱۲۲۰۔

فجرى دما عبيطا فسمى نهر الدم لذلك الشأن الى اليوم ـ طبرى عربی ج۲ص ۵٦۲ ان مقتولین کی تازہ خون سے اس کثرت سے خون بہایا گیا کہ اس کا نام ہی خون کا دریا رکھ دیا گیا اور آج تک یہی نام موجود ہے۔

صرف ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قتل و غارت اور فتوحات کیا کسی مذہب کے شایان شان ہیں؟۔کیا انبیاء اور مرسلین ملک گیری کے لئے آئے تھے یا تزکیۂ نفس اور خدا پرست بنانے کے لئے۔افسوس اس بات کا ہے کہ مسلم تاریخ دان بڑے فخر سے حضرت ابوبکر کے فتوحات کا ذکر کرتے ہیں اور جب غیر مسلم ان کی تاریخ پر غور کرتا ہے تو حضرت ابوبکر پر نہیں بلکہ اسلام اور بانیِ اسلام حضرت رسولؐ اکرم پر الزام مسلط کرتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔

چونکہ اکثر حوالے تاریخ طبری و تاریخ کامل سے ہیں یہ مناسب رہے گا کہ ان کتابوں کے مصنفین کا بھی تعارف ہو جائے:۔

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری: ۸۳۹ء مطابق ۲۲۴ھ

میں صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات پائی ان کی کتاب تاریخ "تاریخ الامم والملوک جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان و ابناء الزمان تالیف احمد بن محمد بن ابراهیم بن خلکان البرمکی الاربلی الشافعی نے لکھا ہے کہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، الطبری فنون کثیرہ میں امام تھے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں اور متعدد فنون میں آپ کی خوبصورت تالیفات ہیں جو آپ کی وسعت علم اور غزارت فضل پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ مجتہد ائمہ میں سے تھے۔ آپ اپنی روایت میں ثقہ تھے اور آپ کی تاریخ اصح اور بہت معتبر ہے۔
تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم ص ۵۶۷ مطبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۹ میں لکھتے ہیں" تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے، طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اُن کے فضل و کمال، ثقہ اور وسعتِ علم کے معترف ہیں۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھ کر میں عالم نہیں جانتا۔ تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل بن الاثیر، ابن خلدون، ابوالفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں"۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں "محمد بن جریر ایک لاثانی امام، صاحب علم ہیں۔ یہ ائمۂ اسلام میں سے بڑے جید عالم ہیں جن کے قول کی اطاعت واجب ہے اور جن کی رائے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تاریخ بے مثال ہے۔ ابو بکر ابن بابویہ کہتا ہے کہ اماموں کے امام ابن خزیمہ کو کہتے سنا ہے وہ کہتے تھے میں صفحۂ زمین پر محمد ابن جریر طبری سے زیادہ علم والا ثقہ آدمی نہیں جانتا۔ امام محمد بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن جریر طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: جو یہ کہے کہ ابو بکر اور عمر جائز امام ہدایت نہیں ہیں تو اُنہیں فوراً قتل کر ڈالو"۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی المجلد الثانی ۲۵۱ تا ۲۵۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ اسی طرح

یاقوت حموی علامہ طبری کی عظمت وجلالت بیان کرنے کے بعد ان کی کتاب کے بارے میں لکھتا ہے ''تاریخ طبری نہایت فضیلت وقدروالی ہے اوراس میں دین ودنیا کے علوم کثرت کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ جب علامہ طبری اپنے وطن طبرستان واپس آئے تو وہاں رفض پھیل گیا تھا اور لوگوں میں اصحاب رسول کی سب وشتم جاری ہوگئی تھی، اس کے روکنے کے لئے انہوں نے حضرت ابوبکر اور عمر کے فضائل لکھے اور طبرستان چھوڑ دیا''۔ علامہ سیوطی ان (طبری) کومجدد دین کہتے ہیں۔ علامہ یافعی نے بھی مرآۃ الجنان میں تاریخ طبری کو اصح التواریخ واثبتها لکھا ہے ملاحظہ ہو مرآۃ الجنان الجزء الثانی ص ۲۶۱۔

ابن الاثیر: **ابوالحسن بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الرحیم بن عبد الواحد الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ** مطابق ۱۲۳۲ء **صاحب تاریخ کامل و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:** وفیات الاعیان میں ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں: عزیز الدین ابوالحسن مؤلف تاریخ کامل حدیث کے حفظ وجمع کا امام تھا۔ اور متقدین ومتاخرین کے تواریخ سے واقف تھا۔ اس نے علم تاریخ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام الکامل ہے۔ وھو من خیار التاریخ۔ یہ بہترین تاریخ ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے بھی ''الفاروق'' ص ۹ پر اس تاریخ کو **من خیار تاریخ** لکھا اور مزید یہ لکھا کہ درحقیقت اس کی مقبولیت عام نے قدیم تصنفین ناپید کردیں۔ **علامہ یافعی مرآۃ الجنان الجزء الرابع** ص ۷۰ میں لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ میں نہایت عمدہ کتاب لکھی۔

ابن کثیر: ابن کثیر امام حافظ المفسر عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی الموفی ۷۷۴ھ م ۱۳۷۲ء۔ کی کتاب **البدایۃ والنہایۃ** ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ نہایت مبسوط تاریخ ہے۔ مؤلف نے اس کی تحریر کو قرآن وسنت رسولؐ پر مبنی کیا ہے اور صحیح اور غیرصحیح میں اچھی طرح تمیز کی ہے۔

تحقیق قصۂ افک

زیر نظر مضمون کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ قرآنِ مجید کی یہ سورہ نور آیت ۱۱ حضرت ام المومنین عائشہ کی صفائی کے لئے نازل نہیں ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ سورہ نور آیت ۱۱

بیشک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی وہ تمہیں میں سے ایک ہے، تم اپنے حق میں اس تہمت کو بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، ان میں جس نے جتنا گناہ سمیٹا وہ اس (کی سزا) کو خود بھگتے گا اور ان میں سے جس نے اس تہمت کا بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑی (سخت) سزا ہوگی۔ یہاں پر واضح رہے کہ تَوَلَّی صیغہ واحد کا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ازواج نبی کافر اور منافق ہوسکتی ہیں مگر ہرگز ہرگز وہ بدکار نہیں ہوسکتیں۔ جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی ازواج ہیں جن کا ذکر سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ضرب اللہ مثلا للذین کفروا مرأت نوح و امرأت لوط کانتا تحت عبدین من عباد صالحین فخا نتھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار مع الدٰخلین. سورۃ تحریم آیت ۱۰۔ فرمایا اللہ نے کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال ہے وہ دونوں دو بندوں کے گھروں میں تھیں ہمارے صالح بندوں میں سے، سوانہوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو اللہ کے آگے اِن دونوں کے کچھ کام نہ آیا اور کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ، جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ۔ تمام علماء اور مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں خیانت سے مراد بدکاری نہیں ہے بلکہ اُن کا کفر اور نفاق ہے۔ رسول ؐ کی بی بی اس طرح کی خیانت نہیں کرسکتیں یہ ہم سب کا ایمان ہے مگر یہ

آیت حضرت عائشہ کی صفائی میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس مضمون سے یہ نتیجہ اخذ نہ فرمائیں کہ حضرت عائشہ کے کردار پر معاذ اللہ کوئی جسارت کی گئی ہے۔

چنانچہ اس آیت کے سلسلے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ہے۔ روایت پہلے عربی میں اور پھر اس کا لفظ بہ لفظ اردو ترجمہ مترجم علامہ وحید الزمان تیسیر الباری شرح صحیح بخاری سے پیش ہے۔ بخاری میں یہ حدیث کتاب الشہادات اور کتاب التفسیر سورہ نور ہر دو مقامات پر مذکور ہے۔ دیگر مفسرین اور مورخین نے چونکہ بخاری شریف میں ہے بغیر مزید تحقیق کے اس کو نقل کیا ہے۔ شائد ہی کوئی تاریخ اسلام یا تفسیر ہو جس میں اس واقعہ کو فراموش کیا گیا ہو۔

[2518] حدثنا أبو الربيع سليمان بن داود وأفهمني بعضه أحمد بن يونس حدثنا فليح بن سليمان عن بن شهاب الزهري عن عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب وعلقمة بن وقاص الليثي وعبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن عائشة رضى الله تعالى عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم حين قال لها أهل الإفک ما قالوا فبرأها منه قال الزهري وكلهم حدثني طائفة من حديثها وبعضهم أوعى من بعض وأثبت له اقتصاصا وقد وعيت عن كل واحد منهم الحديث الذي حدثني عن عائشة وبعض حديثهم يصدق بعضا زعموا أن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن يخرج سفرا أقرع بين أزواجه فأيتهن خرج سهمها خرج بها معه فأقرع بيننا في غزاة غزاها فخرج سهمي فخرجت معه بعد ما أنزل الحجاب فأنا أحمل في هودج وأنزل فيه فسرنا حتى إذا فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوته تلک وقفل ودنونا من المدينة آذن ليلة بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شأني أقبلت إلى الرحل فلمست صدري فإذا عقد لي من

۳۲	عبداللہ ابن عمر نماز مغرب وعشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے	۱	۱۱۳۳	۱۶۹۰	جلد۳،ص ۱۹
۳۳	آنحضرتؐ نے جب رمضان کے روزے واجب ہوئے تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا جو جہالت کے زمانہ کا رواج تھا۔	۱	۱۲۵۲	۱۸۷۸	
۳۴	وقت افطار جب مشرق کی روشنی مغرب کی طرف پیٹھ موڑے	۱	۱۲۲۶	۱۸۳۲	جلد۳، ص ۱۱۵
۳۵	تراویح باجماعت اچھی بدعت ہے (قول عمر ابن خطاب)۔ دور رسولؐ میں یہ نماز فرداً تھی	۱	۱۲۵۳	۱۸۸۵	جلد۳، ص ۱۴۸
۳۶	قول عمر ابن خطاب کہ وہ بعض احکام رسولؐ سے بوجہ تجارت غافل تھے جبکہ کمسن لوگ بھی ان احکام سے واقف تھے	۱	۱۲۸۵	۱۹۳۴	جلد۳، ص ۱۸۵
۳۷	آنحضرتؐ کا عمل تراویح چوتھی رات کو آپؐ نہیں آئے اور فرمایا کہ کہیں تم اس کو فرض نہ سمجھو اور یہی حالت آپ کی وفات تک رہی	۱	۱۲۵۳	۱۸۸۶	جلد۳، ص ۱۴۹
۳۸	حوض کوثر سے اصحاب ہٹادئے جائیں گے اس کی وجہ یہ کہ وہ اسلام سے پلٹ گئے تھے مرتد (عربی میں اصحاب ہے ترجمہ میں لوگ) ہوگئے تھے	۳	۸۵۷	۱۴۹۶ ۱۴۹۹	جلد۸،ص ۳۹۷-۳۹۰

جزع أظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدي فحبسني ابتغاؤه فأقبل الذين يرحلون لي فاحتملوا هودجي فرحلوه على بعيري الذي كنت أركب وهم يحسبون أني فيه وكان النساء إذ ذاك خفافا لم يثقلن ولم يغشهن اللحم وإنما يأكلن العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم حين رفعوه ثقل الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدي بعد ما استمر الجيش فجئت منزلهم وليس فيه أحد فأممت منزلي الذي كنت به فظننت أنهم سيفقدونني فيرجعون إلي فبينا أنا جالسة غلبتني عيناي فنمت وكان صفوان بن المعطل السلمي ثم الذكواني من وراء الجيش فأصبح عند منزلي فرأى سواد إنسان نائم فأتاني وكان يراني قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين أناخ راحلته فوطىء يدها فركبتها فانطلق يقود بي الراحلة حتى أتينا الجيش بعد ما نزلوا معرسين في نحر الظهيرة فهلك من هلك وكان الذي تولى الإفك عبدالله بن أبي بن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت بها شهرا يفيضون من قول أصحاب الإفك ويريبني في وجعي أني لا أرى من النبي صلى الله عليه وسلم اللطف الذي كنت أرى منه حين أمرض إنما يدخل فيسلم ثم يقول كيف تيكم لا أشعر بشيء من ذلك حتى نقهت فخرجت أنا وأم مسطح قبل المناصع متبرزنا لا نخرج إلا ليلا إلى ليل وذلك قبل أن نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا وأمرنا أمر العرب الأول في البرية أو في التنزه فأقبلت أنا وأم مسطح بنت أبي رهم نمشي فعثرت في مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت أتسبين رجلا شهد بدرا فقالت يا هنتاه ألم تسمعي ما قالوا فأخبرتني بقول أهل الإفك فازددت مرضا إلى مرضي فلما رجعت إلى بيتي دخل

علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كيف تيكم فقلت ائذن لي
إلى أبوي قالت وأنا حينئذ أريد أن أستيقن الخبر من قبلهما فأذن لي
رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتيت أبوي فقلت لأمي ما يتحدث به
الناس فقالت يا بنية هوني على نفسك الشأن فوالله لقلما كانت
امرأة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر إلا أكثرن عليها فقلت
سبحان الله ولقد يتحدث الناس بهذا قالت فبت الليلة حتى أصبحت
لا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم ثم أصبحت فدعا رسول الله صلى الله
عليه وسلم علي بن أبي طالب وأسامة بن زيد حين استلبث الوحي
يستشيرهما في فراق أهله فأما أسامة فأشار عليه بالذي يعلم في نفسه
من الود لهم فقال أسامة أهلك يا رسول الله ولا نعلم والله إلا خيرا
وأما علي بن أبي طالب فقال يا رسول الله لم يضيق الله عليك
والنساء سواها كثير وسل الجارية تصدقك فدعا رسول الله صلى
الله عليه وسلم بريرة فقال يا بريرة هل رأيت فيها شيئا يريبك فقالت
بريرة لا والذي بعثك بالحق وإن رأيت منها أمرا أغمصه عليها أكثر
من أنها جارية حديثة السن تنام عن العجين فتأتي الداجن فتأكله فقام
رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه فاستعذر من عبدالله بن أبي بن
سلول فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذرني من رجل بلغني
أذاه في أهلي فوالله ما علمت على أهلي إلا خيرا وقد ذكروا رجلا ما
علمت عليه إلا خيرا وما كان يدخل على أهلي إلا معي فقام سعد بن
معاذ فقال يا رسول الله أنا والله أعذرك منه إن كان من الأوس ضربنا
عنقه وإن كان من إخواننا من الخزرج أمرتنا ففعلنا فيه أمرك فقام
سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان قبل ذلك رجلا صالحا
ولكن احتملته الحمية فقال كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على

ذلك فقام أسيد بن الحضير فقال كذبت لعمر الله والله لنقتلنه فإنك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الأوس والخزرج حتى هموا ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فنزل فخفضهم حتى سكتوا وسكت وبكيت يومي لا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم فأصبح عندي أبواي قد بكيت ليلتين ويوما حتى أظن أن البكاء فالق كبدي قالت فبينا هما جالسان عندي وأنا أبكي إذ استأذنت امرأة من الأنصار فأذنت لها فجلست تبكي معي فبينا نحن كذلك إذ دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس ولم يجلس عندي من يوم قيل في ما قيل قبلها وقد مكث شهرا لا يوحى إليه في شأني شيء قالت فتشهد ثم قال يا عائشة فإنه بلغني عنك كذا وكذا فإن كنت بريئة فسيبرئك الله وإن كنت ألممت بشيء فاستغفري الله وتوبي إليه فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالته قلص دمعي حتى ما أحس منه قطرة وقلت لأبي أجب عني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والله ما أدري ما أقول رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت لأمي أجيبي عني رسول الله صلى الله عليه وسلم في ما قال قالت والله ما أدري ما أقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وأنا جارية حديثة السن لا أقرأ كثيرا من القرآن فقلت إني والله لقد علمت أنكم سمعتم ما يتحدث به الناس ووقر في أنفسكم وصدقتم به ولئن قلت لكم إني بريئة والله يعلم إني لبريئة لا تصدقوني بذلك ولئن اعترفت لكم بأمر والله يعلم أني بريئة لتصدقني والله ما أجد لي ولكم مثلا إلا أبا يوسف إذ قال "فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون" ثم تحولت على فراشي وأنا أرجو أن يبرئني الله ولكن والله ما ظننت أن ينزل في شأني

وحيا ولأنا أحقر في نفسي من أن يتكلم بالقرآن في أمري ولكني
كنت أرجو أن يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم رؤيا
يبرئني الله فوالله ما رام مجلسه ولا خرج أحد من أهل البيت حتى
أنزل عليه الوحي فأخذه ما كان يأخذه من البرحاء حتى إنه ليتحدر منه
مثل الجمان من العرق في يوم شتاء فلما سرى عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو يضحك فكان أول كلمة تكلم بها أن قال لي يا
عائشة احمدي الله فقد برأک الله فقالت لي أمي قومي إلى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقلت لا والله لا أقوم إليه ولا أحمد إلاالله فأنزل
الله تعالى" إن الذين جاؤوا بالإفک عصبة منكم" الآيات فلما أنزل
الله هذا في برائتي قال أبو بكر الصديق رضى الله تعالى عنه وكان ينفق
على مسطح بن أثاثة لقرابته منه والله لا أنفق على مسطح شيئا أبدا
بعد ما قال لعائشة فأنزل الله تعالى } ولا يأتل أولو الفضل منكم
والسعة { إلى قوله } ألا تحبون أن يغفرالله لكم والله غفور رحيم
فقال أبو بكر بلى والله إني لأحب أن يغفرالله لي فرجع إلى مسطح
الذي كان يجري عليه وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل
زينب بنت جحش عن أمري فقال يا زينب ما علمت ما رأيت فقالت يا
رسول الله أحمي سمعي وبصري والله ما علمت عليها إلا خيرا قالت
وهي التي كانت تساميني فعصمهاالله بالورع قال وحدثنا فليح عن
هشام بن عروة عن عروة عن عائشة وعبدالله بن الزبير مثله قال
وحدثنا فليح عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن ويحيى بن سعيدعن
القاسم بن محمد بن أبي بكر مثله.

ترجمہ علامہ وحید الزمان

ہم سے ابوالربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، امام بخاری نے کہا مجھے اس حدیث کے کچھ مطلب احمد بن یونس نے سمجھائے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن میتب اور علقمہ بن وقاص لیثی، اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں وہ قصہ بیان کیا جو تہمت لگانے والوں نے اُن پر تہمت لگائی اور اللہ تعالی نے اُن کی پاکیزگی بیان کی۔ زہری نے کہا ان سب لوگوں (یعنی عروہ اور سعید وغیرہ) نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور اُن میں کسی نے اس کو خوب یاد رکھا اور اچھی طرح روانی سے بیان کیا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی حدیث جو حضرت عائشہ سے نقل کی یاد رکھی اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہے (باہم اختلاف نہیں ہے)۔ انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو جانا چاہتے تو اپنی بیبیوں پر قرعہ ڈالتے اور جس کے نام پر پانسہ نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ ایک جہاد (بنی مصطلق) کے لئے آپؐ جب جانے لگے تو میرا نام نکلا میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور یہ واقعہ پردے کا حکم اُترنے کے بعد کا ہے۔ خیر میں ایک ہودج میں سوار رہتی اس میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا کرتے۔ ہم اسی طرح چلتے رہے جب آپ جہاد سے فارغ ہوئے اور سفر سے لوٹے اور ہم لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ ایک رات ایسا ہوا آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔ میں یہ حکم سنتے ہی اُٹھی اور لشکر سے آگے بڑھ گئی جب حاجت سے فارغ ہوئی تو اپنے ہودے کے پاس آئی سینے پر جو ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں کا ہار جو میں پہنے تھی ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کے ڈھونڈنے کے لئے پھر لوٹی اور ڈھونڈھتی رہی۔ میرا ہودج اُٹھانے والے لوگ ہودج کے پاس آئے وہ سمجھے میں اسی میں ہوں انہوں نے اسے اٹھایا اور جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی اس پر لاد دیا۔ اس زمانے میں عورتیں ہلکی

پھلکی ہوا کرتی تھیں۔ بھاری بھر کم نہ تھیں نہ اُن کے بدن پر زیادہ گوشت تھا۔ ذرا سا
کھانا کھایا کرتی تھیں۔ تو جب لوگوں نے میرا ہودہ اٹھایا اس کو معمول کے موافق
بوجھل سمجھ کر اُٹھا لیا کیونکہ میں اُس وقت ایک کم سن لڑکی تھی۔ خیر وہ اونٹ کو اُٹھا کر چل
دئے۔ اور جب سارا لشکر نکل گیا اُس وقت میرا ہار ملا میں لوگوں کے ٹھکانے پر آئی
دیکھا تو وہاں کوئی نہیں ہے میں اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں پر اُتری تھی۔ میں یہ سمجھی کہ
جب لوگ مجھ کو قافلہ میں نہ پائیں گے تو اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے۔ بیٹھے بیٹھے میری
آنکھ لگ گئی میں سو رہی۔ صفوان بن المعطل السلمی ذکوانی ایک شخص تھے وہ قافلے کے
پیچھے رہا کرتے۔ میری جگہ پر آئے اُن کو ایک آدمی سوتا ہوا معلوم ہوا جب میرے
نزدیک پہنچے تو انہوں نے مجھ کو پہچانا کیونکہ پردے کا حکم اُترنے سے پہلے وہ مجھ کو دیکھا
کرتے تھے۔ انہوں نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اُن کی آواز سُن کر میں
جاگ اُٹھی جب انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر پاؤں رکھا۔ میں اونٹ
پر چڑھ گئی وہ پیدل اونٹ کو کھینچتے ہوئے چلے اور قافلے میں اس وقت پہنچے جب ٹھیک
دوپہر کو لوگ آرام لینے کو اتر چکے تھے۔ اب جس کی قسمت میں تباہی تھی وہ تباہ ہوا۔
اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول بنا۔ خیر میں مدینے میں آئی اور
ایک مہینے تک بیمار رہی۔ لوگ اس طوفان کا چرچہ کرتے رہے میں تو بیمار تھی۔ مجھ کو شک
یوں پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانی میں نے نہ پائی جو بیماری کی حالت میں
مجھ پر ہوا کرتی۔ آپ صرف اندر آتے اور سلام علیک کرتے اور یہ پوچھ کر چلے جاتے:
اب کیسی ہو؟، مجھے اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی میں بہت ناتواں ہوگئی۔ ایک بار میں
اور مسطح کی ماں دونوں مناصع کی طرف نکلے۔ مناصع میں ہم لوگ رفع حاجت کے لئے
جایا کرتے اور رات ہی کو جایا کرتے۔ ان دنوں گھروں کے قریب بیت الخلاء نہ تھے۔
اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں یا باہر دور جا کر رفع حاجت کرتے۔ خیر میں
اور مسطح کی ماں (سلمٰی) بنت رھم دونوں جا رہے تھے۔ وہ اپنی چادر میں اٹک کر پھسلی
کہنے لگی (ہائے) مسطح تباہ ہوگیا۔ میں نے کہا یہ بری بات نکالتی ہو۔ تو ایسے شخص کو برا

کہتی ہو جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگی: اری بھولی بھالی تجھ کو کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھایا ہے۔ اس نے مجھ سے یہ طوفان بیان کیا۔ ایک تو میں بیمار تھی ہی دوسرے یہ سن کر اور زیادہ بیمار ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر پہنچی تو آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے سلام علیک کی، پوچھا اب کیسی ہے۔ میں نے عرض کیا مجھ کو میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اُن کے پاس جا کر اس خبر کی تحقیق کروں خیر آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں اپنے ماں باپ کے پاس پہنچی، اور اماں جان سے پوچھا یہ لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا بیٹا! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر یہ تو زمانے کا دستور ہے۔ جہاں کسی مرد کو کوئی گوری چٹی خوبصورت عورت ملی اور مرد کو اس سے محبت ہوئی تو اُس کی سوکنیں اسی قسم کی باتیں بہت کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگوں میں کیا اس کا چرچا ہو گیا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ خیر میں نے یہ رات اس طرح کاٹی کہ ساری رات میرے آنسو تھمے نہ مجھ کو نیند آئی۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؑ اور اسامہ بن زید (دونوں کو بلوا بھیجا)۔ کیونکہ اُس وقت کوئی وحی آپ پر نہیں اتری تھی آپؐ نے ان سے یہ صلاح کی کیا میں عائشہ کو چھوڑ دوں؟۔ اسامہ کے دل میں جو آنحضرتؐ کی بیبیوں سے محبت تھی انہوں نے ویسی ہی رائے دی کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ کی بی بی ہے اور ہم تو اس کو پاک دامن ہی سمجھتے ہیں خدا کی قسم۔ اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے یوں کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی عائشہ نہیں نہ سہی عورتوں کی کیا کمی ہے۔ بھلا آپ عائشہ کی لونڈی (بریرہ) سے ان کا حال پوچھئے وہ سچ سچ کہہ دے گی آپؐ نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے عائشہ میں کوئی شک کی بات کبھی دیکھی ہے۔ وہ کہنے لگی نہیں قسم اُس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں۔ ہاں یہ تو ہے وہ ابھی کم سن بچی ہے آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ یہ سُن کر آپؐ اس دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی (اس کو سزا دلوانا

چاہی) آپؐ نے فرمایا: کون میرا بدلہ لے گا اس عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق مردود) سے جس نے میری بی بی پر تہمت لگائی۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد (صفوان) سے تہمت لگاتے ہیں میں اس کو بھی نیک ہی جانتا ہوں وہ کبھی میری بی بی کے پاس نہ آتا مگر میرے ساتھ۔ یہ سُن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے (جو اوس قبیلے کے سردار تھے) کہنے لگے یارسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس میں کا ہے تو ہم اُس کی گردن اڑا دیں گے اور جو ہمارے بھائی خزرج میں کا ہے تو آپ جیسا حکم دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے۔ سعد بن عبادہ جو خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے نیک آدمی تھے لیکن اس وقت ان کو حمیت آ گئی سعد بن معاذ سے کہنے لگے پروردگار کی بقا کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے نہ تو اُسے مارے گا نہ ایسا کر سکے گا۔ یہ سُن کر اسید بن حضر (جو اوس قبیلہ کے تھے) کھڑے ہوئے اور سعد ابن عبادہ سے کہنے لگے چل جھوٹے پروردگار کی بقا کی قسم، واللہ ہم تو اُس کو ضرور کریں گے اور تو بیشک منافق ہے جو منافقوں کی (عبدا بن ابی اور اُس کے ساتھیوں) کی طرف داری کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس اور خزرج دونوں طرف کے لوگ کھڑے ہو گئے اور ہتھیار چلنے ہی کو تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اُترے اور اُن کو ٹھنڈا کیا اور وہ خاموش ہوئے۔ آپ بھی خاموش ہو رہے۔ میرا یہ حال کہ سارا دن روتے گزرا نہ آنسو رکتا تھا، نہ دم بھر نیند آتی تھی۔ میرے ماں باپ میرے پاس آ گئے میں دو رات اور ایک دن سے برابر رو رہی تھی۔ میں سمجھی کہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھے تھے میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دی وہ بھی آن کر بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم اسی خیال میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے یہ طوفان اُٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے ایک مہینہ آپ اسی تردد میں رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی۔ آپ نے تشہد پڑھا اور فرمایا: عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تیری پاک

دامنی کھول دے گا اور جو تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ جب آپؐ یہ گفتگو کر چکے تو میرے آنسو دفعتہً بند ہو گئے ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں نے اپنے باپ سے کہا تم میری طرف سے آنحضرت ﷺ کو جواب دو۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا میں آنحضرت ﷺ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا تم ہی میری طرف سے کچھ بولو۔ آنحضرت ﷺ کو جواب دو۔ وہ بھی یہی کہنے لگیں قسم خدا کی میری سمجھ نہیں آتا میں آنحضرت ﷺ کو کیا جواب دوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ان دنوں میں ایک کم سن لڑکی تھی اتنا بہت قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا۔ اور کہا میں جانتی ہوں لوگوں نے جو باتیں بنائیں ہیں وہ تم سن چکے ہو اور تمہارے دل میں جم گئی ہیں۔ اور تم نے ان کو سچ بھی سمجھ لیا ہے اور میں اگر اپنے تئیں پاک کہوں اور اللہ میری پاکی کو خوب جانتا ہے جب بھی تم مجھے سچا کیوں سمجھنے لگے اور اگر میں (جھوٹ موٹ) خطا کا اقرار کر لوں تو اللہ میری پاکی کو جانتا ہے تو تم مجھ کو سچا جانو گے (یعنی حقیقتاً خطا کار سمجھو گے)۔ خدا کی قسم اب تو میری اور تمہاری وہی مثل ہے جو یوسفؑ کے باپ پر گذری جب انہوں نے کہا: اچھی طرح صبر کرنا یہی میرا کام ہے اور جو تم باتیں بنا رہے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے یہ کہہ کر میں نے اپنے بچھونے پر گردن موڑ لی مجھے امید تھی اللہ ضرور مجھ کو پاک ثابت کر دے گا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میرے باب میں قرآن اترے گا۔ میں اپنی حیثیت اتنی نہیں جانتی تھی کہ میرے مقدمہ میں قرآن پڑھا جائے۔ بلکہ مجھے امید تھی کہ آنحضرت ﷺ میرے مقدمے میں کوئی خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکدامنی ظاہر کر دے گا۔ پر قسم خدا کی آپؐ اس جگہ سے سرکے بھی نہ تھے اور نہ گھر کے لوگوں میں سے کوئی باہر گیا تھا اتنے میں آپؐ پر وحی آنے لگی آپ کو پسینہ آنا شروع ہوا موتیوں کی طرح سردی کے دن میں بھی آپؐ کے چہرے سے ٹپکتا۔ جب وحی کی حالت ختم ہوئی تو آپؐ ہنسنے لگے اور پہلی جو بات آپ نے فرمائی وہ یہ تھی: عائشہ اللہ کا شکر بجا لاؤ، اللہ نے تیری پاکی

بیان فرمادی۔ اس وقت میری ماں ام رومان کہنے لگیں: اُٹھ اور آنحضرت ﷺ کے پاس آ اور آپ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ آپ کے پاس اُٹھ کر جاؤں گی نہ آپ کا شکریہ کروں گی۔ میں تو اپنے مالک کا شکریہ ادا کروں گی۔ پھر اللہ تعالی نے یہ آیتیں اُتاریں۔ ان الذین جآء وا بالافک عصبة منکم ۔ جب اللہ نے میری پا کی اتاری تو ابوبکر صدیق نے جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے قرابت کی وجہ سے سلوک کیا کرتے یہ قسم کھالی کہ اب میں مسطح سے کبھی کچھ سلوک نہ کروں گا۔ اس نے عائشہ کے باب میں طوفان اُٹھایا۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی ولا یاتل-----

ابوبکر کہنے لگے بیشک میں تو اللہ کی مغفرت کا طالب ہوں اور مسطح سے جو سلوک کیا کرتے تھے وہ پھر جاری کر دیا اور آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش سے میرا حال پوچھتے فرماتے: زینب تو کیا سمجھتی ہے تو نے کیا دیکھا ہے وہ کہتیں: یارسول للہ میں نے جو سُنا اور جو دیکھا وہی کہوں گی میں نے عائشہ کو پاک دامن ہی سمجھتی ہوں اور آپ کی بیبیوں میں میرے مقابل کی وہی تھیں مگر ان کی پرہیز گاری کی وجہ سے اللہ نے اُن کو بچائے رکھا۔ ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروة سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ اور عبداللہ بن زبیر سے یہی حدیث نقل کی ابوالربیع نے کہا اور ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے یہی حدیث۔ (ختم ترجمہ)

نقد وتبصرہ

مذکورہ حدیث میں چند نام اور امور ہیں جو قابل بحث ہیں۔ ذیل میں اُن کی فہرست ہے جس پر سلسلہ وار تبصرہ ضروری ہے۔

یہ واقعہ کس سن ہجری میں ہوا۔

صفوان بن المعطل کون تھا

۳۹	آنخضرتؐ کی بیبیوں نے وراثت کا دعویٰ کیا تو اُن کو بھی یہ گڑھی ہوئی حدیث کا علم نہ تھا سوائے عائشہ کے "لانرث ولانورث"	۳	۹۱۶	۱۶۳۶	جلد۸، ص۵۰۱
۴۰	آنخضرتؐ نے کفار کے مردوں سے مخاطب ہو کر کہا تو عمر کو تعجب ہوا کہ مردوں سے بات کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم سے بہتر سنتے ہیں۔	۲	۴۷۵	۱۱۵۴	جلد۵، ص ۲۴۹ اور ص ۲۵۰
۴۱	عثمان بن عفان جنگ اُحد میں بھاگ گئے تھے۔ نہ وہ بدر میں شریک تھے نہ بیعت رضوان میں	۲	۴۸۶	۱۲۳۳	جلد۵، ص ۳۱۷ و ص۳۱۸
۴۲	آنخضرتؐ نماز میں قنوت میں لعنت کرتے فلانے فلانے پر	۲	۴۸۹	۱۲۳۵	جلد۵، ص۳۲۰
۴۳	جنگ اُحد میں آنخضرت کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے تھے (سوائے حضرت علیؑ اور چند خاص صحابہ کے)	۲	۴۸۷	۱۲۳۴	جلد۵، ص۳۱۸
۴۴	سیدۂ کونین روز اُحد آنخضرتؐ کے زخم دھو رہی تھیں	۲	۴۹۳	۱۲۴۰	جلد۵، ص۳۲۶
۴۵	واقعۂ افک اور حضرت عائشہ	۲	۵۰۳	۱۳۰۰	جلد۵، ص ۳۶۹-۳۸۳
۴۶	جنگ حنین میں آنخضرت کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے (سوائے حضرت علیؑ اور چند خاص صحابہ کے)	۲	۵۲۴	۱۳۴۵	

حضرت عائشہ کا سفر صفوان کے ساتھ۔ کتنا فاصلہ طے کیا ان دونوں نے عبداللہ ابن ابی ابن سلول۔ حضرت عائشہ کو دیکھ کر کیا کہا اور اس کا رد عمل کیا تھا۔
رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل حضرت عائشہ کے ساتھ۔
ام رومان مادر حضرت عائشہ کا وجود اور اُن کا بیان
اُسامہ بن زید سے سوالات
بریرہ کنیز حضرت عائشہ کب کنیزی میں آئی
رسول اللہ ﷺ کی تقریر
سعد بن عبادہ کا دوران خطبہ اعلان۔
منبر رسول اور اُس کی تاریخ
حضرت عائشہ کی کیفیت وقت وحی
آیت افک نازل ہونے کے بعد حضرت عائشہ کا بیان
تہمت لگانے والوں کو سزا
مسطح کا نان ونفقہ
اصلی واقعہ افک۔

اس بابت میں سارے مفسرین، مورخین متفق ہیں کہ یہ یہ نام نہاد واقعہ غزوہ بنی مصطلق کے بعد سن ۶ ہجری میں ہوا۔

صفوان بن المعطل السلمی

یہ ایک صحابی ہیں جن کے ذمہ یہ کام سونپا گیا تھا کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہیں تاکہ کسی کا کوئی سامان گر جاتا یا رہ جاتا تو وہ اُٹھا لاتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ وہ گہری نیند سوتے تھے اس لئے لشکر کے پیچھے رہ جاتے تھے۔ بہر حال جیسا کہ واقعہ مذکور ہوا انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا کہ وہ اکیلی ہیں تو وہ اپنا اونٹ لے آئے اور اس پر سوار کروایا اور خود پیدل چلتے رہے۔ لشکر شام کو نکلا اور یہ لشکر کے جانے

کے تھوڑی دیر بعد حضرت عائشہ کو ہار کے گم ہو جانے کا علم ہوا اور رات کی اندھیری میں یہ کالے نگینوں کا ہار تلاش کرنے تشریف لے گئیں۔ ظاہر ہے کہ اُن دنوں شمع جلا کر یا مشعل کی روشنی میں ہار تلاش کیا ہوگا۔ اور اس رات کے اندھیرے میں لشکر میں سے کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ اس اندھیرے میں کہیں روشنی نظر آرہی ہے۔ اور جب وہ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اندازاً زیادہ سے زیادہ حضرت عائشہ ایک یا دو گھنٹے تلاش کی گئی ہوں۔ ریاضی کے حساب سے حضرت عائشہ قافلے سے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ پیچھے رہ گئی ہوں گی۔ جب صفوان ملے اور حضرت عائشہ کو لے کر چلے اور مزید ایک گھنٹہ کا اضافہ ہوا ہوگا۔ حضرت عائشہ کے بیان کے مطابق یہ رات بھر چلتے رہے اور قافلے سے اُس وقت جا کر ملے جب کہ قافلہ یا لشکر دوپہر کے آرام کے لئے رک جاتا ہے۔ اس عرصہ میں نماز صبح ہو چکی ہوگی۔ کسی نے بھی آکر ہودج کے پاس حضرت عائشہ کو نماز کے لئے یا کسی اور ضرورت کے لئے نہیں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ازواج کو اس لئے ساتھ غزوات میں لے جاتے ہوں گے کہ سفر میں کوئی ساتھی رہے۔ ان ۱۲ یا ۱۴ گھنٹوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اپنی سب سے چہیتی بیوی سے غافل رہے جس کی وجہ سے ام المومنین کو اتنی تکلیف اُٹھانی پڑی۔

سیرۃ حلبیہ (اردو) جوام سیر کے نام سے مشہور ہے جس کی تالیف علامہ ابن برہان الدین الحلبی ترجمہ مولانا محمد اسلم قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند طبع کتب خانہ قاسمی دیوبند یو پی ہندوستان۔ جلد ۴ ص ۳۳۶۔ جب کہ حضرت عائشہ کی صفائی میں آیت افک نازل ہو چکی اور قصہ ختم ہو گیا تھا بعنوان ''صفوان السلمی نامرد تھے'' لکھا۔ اس مزید وضاحت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر لکھا کہ صفوان نامرد تھے۔ ملاحظہ ہو:۔

وذكر أن صفوان بن المعطل رضي الله عنه كان الإفك بسببه ظهر أنه كان حصورا لا يأتي النساء أي انما معه مثل الهدبة أي عنين وقد قال الشيخ محي الدين الحصور عندنا العنين أي ويدل له ما في البخاري أنه رضي الله عنه ما كشف كنيف امرأه قط أي سترها لأن الكنيف الساتر

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ صفوان بن المعطل سلمی کے متعلق جن کی نسبت سے یہ بہتان تراشی ہوئی تھی ''بعد میں ظاہر ہوا'' کہ وہ قوت مردانہ سے معذور تھے اور عورتوں کے پاس جانے کے قابل نہیں تھے یعنی اُن کی مردانہ عضو نہ ہونے کے برابر تھا''۔ شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں حصور کے معنی عنین یعنی نامرد کے ہیں۔ اسی بات کی تائید بخاری کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ صفوان نے کبھی کسی عورت کی شرمگاہ دیکھی ہی نہیں۔ لغت میں حصورا اُس کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل نہ ہو اور اگر ہو مگر کام کے قابل نہ ہو۔

واضح رہے کہ مصنف الحلبی نے یہ لکھا ہے کہ ''بعد میں ظاہر ہوا''۔ چنانچہ اس بابت کی مزید تحقیق کی جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے:

وکانت عائشة تقول : لقد سئل عن ابن المعطل، فوجدوه رجلا حصورا، ما یأتي النساء، ثم قتل بعد ذلک شهیدا.

سیرۃ ہشام ج ۲ ص ۳۵۶۔ تاریخ طبری عربی ج ۲ ص ۲۷۰ اور (اردو) نفیس اکیڈمی حصہ اول ص ۳۲۳؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۴ ص ۱۸۷

وکان صفوان هذا صاحب ساقة رسول الله ﷺ فی غزواة شجاعة و قیل: کان حصورا لا یأتي النساء. ذکره ابن اسحاق من طریق عائشة. تفسیر قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹۹۔

واضح رہے ان تمام کے راوی خود حضرت عائشہ ہیں جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ ''صفوان نامرد تھے کبھی کسی عورت کی شرمگاہ دیکھی ہی نہیں''۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ کوئی اور صفوان نہ ہو، صفوان بن المعطل السلمی کا نام مع ولدیت کے مذکور ہے:۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة ، جریر عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی سعید قال جائت امراة الی النبی ﷺ و نحن عنده فقالت یا رسول الله! ان زوجی صفوان بن معطل یضربنی اذا صلیت و یفطرنی اذا

صمت ولا یصلی صلوۃ الفجر حتّٰی تطلع الشمس ، قال و صفوان عندہ قال فسالہ مما قالت فقال یا رسول اللہ اما قولھا یضربنی اذا صلیت فانھا تقرا بسورتین و قد نھیتھا فقال لو کانت سورۃ واحدۃ لکفت الناس و اما قولھا یفطرنی فانھا تنطلق فتصوم و انا رجل شاب فلا اصبر۔

سنن ابی داؤد باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا ؛مسند امام احمد بن حنبل ج۳ ص ۸۰، مسند ابی یعلی ج۲ ص۳۹۸؛ فتح الباری ج۸ ص۳٤۹۔سنن ابی داؤد(اردو) ج ۲ ص ۲۸۳ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور پاکستان)۔

عثمان بن ابی شیبہ، جریر، الاعمش، ابی صالح، ابی سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے، وہ بولی یا رسول اللہ! میرا خاوند صفوان بن معطل مارتا ہے مجھ کو جب میں نماز پڑھتی ہوں اور روزہ توڑ ڈالتا ہے میرا جب میں روزہ رکھتی ہوں اور نماز فجر کی نہیں پڑھتا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے (یعنی ہر روز نماز میں دیر کرتا ہے اپنے وقت سے، اگر چہ یہ تیسرا عمل عورت کے حق کے متعلق نہ تھا جیسے پہلے دو امر متعلق تھے مگر شائد یہ مقصود ہو کہ میرا مرد خود بے احتیاط اور فاسق ہے اس سبب سے وہ میرے روزے اور نماز میں بھی خلل ڈالتا ہے۔ مترجم علامہ وحید الزمان) اور صفوان آپ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے اُن سے پوچھا: عورت کیا کہتی ہے؟۔ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! یہ جو کہتی ہے کہ نماز میں مجھے مارتا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دو سورتیں نماز میں اتنی طویل پڑھتی ہے میں نے اس کو منع کیا وہ یہ نہ پڑھے وہ میری بات مانتی نہیں۔ اور جو کہتی ہے کہ میرا روزہ توڑ ڈالتا ہے تو وہ روزے رکھتے چلی جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔ یعنی صفوان صرف مرد ہی نہیں تھے بلکہ شادی شدہ، انتہائی حریص، پر شہوت، بے صبر تھے کہ اپنی زوجہ کو نماز ختم کرنے کی اور روزہ تمام کرنے کی مہلت تک نہیں دیتے تھے۔

عبداللہ ابن ابی سلول: یہ مشہور منافق ہے جو اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ کے ساتھ تھا۔ سیرۃ حلبیہ کی جلد دوم ص ۳۲۱ میں ہے کہ فرماتی ہیں حضرت عائشہ کہ:

جب ہم لشکر میں پہنچ گئے جو نحر ظهیره کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوا تھا۔ اس وقت سورج اپنی مسافت طے کر چکا تھا نصف النہار۔

قالت عائشة رضي الله عنها فلما نزلنا هلك من هلك بقول البهتان والإفتراء والذي تولى كبره أي معظمه عبدالله بن أبي ابن سلول أي فإنه كان أول من أشاعه في العسكر أي فإنه كان ينزل مع جماعة المنافقين مبتعدين من الناس فمرت عليهم فقال من هذه قالوا عائشة وصفوان فقال فجربها رب الكعبة وفي لفظ ما برئت منه وما برئ منها وفي لفظ والله ما نجت منه ولا نجا منها وصار يقول امرأة نبيكم باتت مع رجل حتى أصبحت۔ مجمع الزوائد الهيثمی ج۹ ص ۲۳۷ و ج ۷ ص ۷۷؛ فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج۸ ص ۳۵۲؛ الدر المنثور سیوطی ج٦ ص ۳۰؛ تفسیر قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹۹، تفسیر جامع البیان طبری ج۱۸ ص۱۱۸۔

ترجمہ: تو جن لوگوں کے مقدر میں ہلاکت اور بربادی تھی وہ بہتان تراشی کر کے برباد ہوئے۔ ایسے لوگوں میں منافقوں کا سردار عبد اللہ ابن ابی ابن سلول سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اس واقعہ کو سارے لشکر میں شہرت دی۔ یہ شخص اگر چہ سارے لشکر کے ساتھ تھا مگر جہاں بھی لشکر کا پڑاؤ ڈالتا تو ابن ابی اپنے منافقوں کے گروہ کے ساتھ عام لوگوں سے ہٹ کر ذرا فاصلے سے ٹھیرا کرتا۔ اب جب حضرت عائشہ اور صفوان منافقوں کے گروہ کے پاس سے گذرے تو ابن ابی نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا یہ عائشہ اور صفوان ہیں۔ ابن ابی نے فوراً کہا: رب کعبہ کی قسم ان دونوں میں ملاپ ہو چکا ہے (معاذ اللہ۔ مراد)۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ: نہ یہ عورت اس شخص سے محفوظ رہی اور نہ یہ مرد اس عورت سے محفوظ رہا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ: خدا کی قسم یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مبتلا ہو چکے (معاذ اللہ۔ مراد) ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ: لو تمہارے نبی کی بیوی ایک دوسرے شخص کے ساتھ پوری رات گذار چکی

ہے۔ یادر ہے یہ الفاظ عبداللہ ابن ابی کے ہیں جو سب کے سامنے تہمت لگا رہا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو آنحضرت کا طرز عمل سرد مہری کا سا ہو گیا۔ جب میں نے بے اعتنائی دیکھی تو میں آنحضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے پاس آئی ۔اور جب میں نے اپنی اماں ام رومان سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں میرے بابت میں تو ام رومان نے کہا رنج نہ کرو جب کوئی خوبصورت عورت جو اپنے شوہر کے دل میں گھر کئے ہوئے ہو تو اُس کی سوکنیں اُس کے درپئے آزار رہتی ہیں۔

أم رومان: قلت من زعم انها توفيت سنة أربع او خمس۔ تهذيب الكمال ج۳۵ ص ۳۵۹، اسد الغابة ج۵ ص ۵۸۳۔ یعنی ام رومان ۴ یا ۵ ہجری میں وفات پائیں ۔ یادر ہے مذکورہ واقعہ سن ۶ ہجری کے اواخر کا بتلایا جاتا ہے یعنی آیت حجاب آنے کے بعد کا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اب تک اس پورے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ کی کسی بھی زوجہ کا ذکر نہیں ہے کہ انہوں حضرت عائشہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ اس کی شہرت عبداللہ ابی منافق نے دی۔ پھر ام رومان کا یہ الزام دینا کہ "سوکنوں نے حسد کی وجہ سے بدنام کرنے کی کوشش کی" یہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے بلا شبہ یہ تہمت ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کے لئے حضرت علی اور اسامہ بن زید کو بلایا۔ واضح رہے سن ۱۱ ہجری میں جب جیش اُسامہ تیار ہوا تو اُس وقت اسامہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ برس بتلایا جاتا ہے۔ سن ۶ ہجری میں یہ ۱۱ یا ۱۲ سال کے ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ اپنی ازدواجی مشورے کے لئے ایک نوعمر لڑکے سے مشورہ لیں؟ جب کہ اس وقت اکابر صحابہ موجود تھے اور خود اسامہ کے باپ زید زندہ تھے۔ اسامہ کے عمر کا اندازہ اس ایک حدیث سے چل جائے گا۔

وقالت عائشة رضي الله عنها : قالت أمرني رسو ل الله صلى

اللّٰه علیه وسلم : " أغسل وجه أسامة " ـ یوما وهو صبی فجعلت أغسله وأنا أنفة **فضرب یدی** ثم أخذه فغسل وجهه ـ ابن عساکر ج۸ ص ٦٨٠؛ الاحیاء العلوم ج۲ ص ۱۳۳ ؛مسند ابی یعلی ج۷ ص ٤٣٥؛ کنزالعمال ج۱۳ ص ۲۷۱ سلسله ۳٦٧٩٨ ؛ـ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے مجھے حکم دیا کہ اُسامہ کا منہ دھلاؤ۔ اور وہ ان دنوں بچہ تھے جب میں منہ دھلوا رہی تھی اور مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؑ نے یہ منظر دیکھ کر میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا اور خود منہ دھلانے لگے۔ اسامہ اتنے کم سن تھے کہ وہ اپنا چہرہ دھو نہیں سکتے تھے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ **النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یستشیر فی الامور العامة ذوی الاسنان من أکابر الصحابة.** فتح الباری ج۸ ص ۳۷۸. مشورہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ ہمیشہ اکابر صحابہ سے مشورہ کرتے تھے۔

اس روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے تفتیش کے لئے بریرہ کنیز کو بلایا'' آپؑ نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا کیا: تو نے عائشہ میں کوئی شک کی بات کبھی دیکھی ہے۔ وہ کہنے لگی: نہیں قسم اُس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہا **انما اشترت بریرة بعد الفتح** فتح الباری ج۸ ص ۳۵۸ سیرۃ حلبیہ (اردو) جلد۲ ص ۳۳۱ یعنی بریرہ کو فتح مکہ کے بعد خریدا گیا تھا اور یہ واقعہ یاد رہے ٦ ہجری کا ہے اور فتح مکہ ۹ ہجری میں ہوئی۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ عم رسول حضرت عباس بعد فتح مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ کے پاس آئے۔ ملاحظہ کریں انساب الاشراف، الاصابۃ، اُسد الغابۃ، استیعاب جو رجال کی اعلیٰ سطح کی کتاب مانی جاتی ہیں۔ چنانچہ بخاری کتاب طلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ مخاطب ہوتے ہیں حضرت عباس سے اور فرماتے ہیں: یاعباس ألا تعجب من حب مغیث بریرة ـ صحیح بخاری جلد۷ ص ٦۲؛ فتح الباری ج۸ ص ۳۷۹۔ یعنی حضرت

عباس کے مدینہ آنے تک یعنی فتح مکہ تک بریرہ کو خریدا نہیں گیا تھا۔

واضح رہے یہ جو گفتگو بغرض تفتیش ہوئی آنحضرت ﷺ و آلہ اور حضرت علیؑ اور اسامہ اور بعد میں بریرہ سے ہوئی اس کی راوی حضرت عائشہ ہی ہیں۔ کیا حضرت عائشہ اس وقت اس گفتگو میں موجود تھیں؟۔ اور اگر نہیں تو حضرت عائشہ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ فلاں نے مجھ سے بیان کا جو اس وقت موجود تھا۔

اس روایت کے آگے یہ لکھا ہے کہ: یہ سُن کر آپؐ اس دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی (اس کو سزا دلوانا چاہی) آپؐ نے فرمایا: کون میرا بدلہ لے گا اس عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق مردود) سے جس نے میری بی بی پر تہمت لگائی۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا اور جس مرد (صفوان) سے تہمت لگاتے ہیں میں اس کو بھی نیک ہی جانتا ہوں وہ کبھی میری بی بی کے پاس نہ آتا مگر میرے ساتھ۔ یہ سُن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے (جو اس قبیلے کے سردار تھے) کہنے لگے یارسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس میں کا ہے تو ہم اُس کی گردن اڑا دیں گے اور جو ہمارے بھائی خزرج میں کا ہے تو آپ جیسا حکم دیں گے وہ ہم بجالائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ و آلہ جب کہ تہمت لگانے والے کا نام برسر "منبر" بتلا رہے ہیں تو سعد ابن معاذ کا یہ کہنا اگر وہ شخص "اوس" قبیلہ کا ہے تو ہم اُس کا سر اڑا دیں گے۔ اور خزرج کا ہے تو آپ جیسا حکم دیں عمل کریں بے معنی ہو جائے گا۔ کیا سعد ابن معاذ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کس قبیلہ کا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سعد بن معاذ اس واقعہ سے قبل خندق کی جنگ میں ۴ ہجری میں قتل ہو چکے تھے۔ اور یہ واقعہ افک ۶ ہجری کا ہے۔

الأوس والخزرج حتى هموا ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فنزل فخفضهم حتى سكتوا وسكت آگے لکھا ہے کہ جب سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ ایک دوسرے کو جھوٹا اور منافق کہنے لگے تو رسول اللہ ﷺ

وآلہ منبر سے اُترے اور اُن کو ٹھنڈا کیا اور خاموش ہوئے۔

المنبر: واضح رہے یہ واقعہ ۶ ہجری کا ہے اور منبر کی تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ ۹ ہجری میں بنایا گیا۔

ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد جلد اول حصہ دوم ص ۲۲ بعنوان ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک''۔ابو ہریرہ (یہ خیبر کے بعد یعنی ۸ ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے) ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے۔تمیم الداری نے گذارش کی: کیا میں آپ کے لئے ایک منبر بنادوں جیسا میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے؟، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے یہی تھی کہ اسے بنالیں۔عباسؓ ابن عبدالمطلب نے کہا: میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔عباسؓ نے اُس کو جنگل میں درخت کاٹنے بھیجا اس کے دو درجے اور ایک نشست بنائی۔

حدثنا الحسن بن علی ابو عاصم عن ابی رواد عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بدن قل له تمیم الداری الا اتخذ لك منبرا یا رسول الله یجمع او یحمل عظامك قال بلی فاتخذو له منبرا مرقاتین۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزن بڑھ گیا تو تمیم الداری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ کے لئے ایک منبر تیار کروں جو آپ کا بوجھ اُٹھا سکے۔آپؐ نے فرمایا: ہاں۔انہوں نے ایک منبر بنایا دو سیڑھیوں کا۔سنن ابی داؤد باب اتخاذا المنبر۔ج اول ص ۴۴۶ (اردو)

اس سے قبل یہ واضح کر چکے ہیں عم رسولؐ حضرت عباسؓ فتح مکہ ۹ ہجری کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔اس سے ظاہر ہوا کہ اس واقعہ کے وقت کوئی منبر کا وجود ہی نہیں تھا۔

اس منبر کے سلسلے میں جو صحابی کا ذکر ہے وہ تمیم الداری ہیں یہ عیسائی تھے اور یہ سن ۷ ہجری میں اسلام لائے اور ۹ ہجری میں خدمت رسولؐ میں پیش ہوئے۔اس

کے لئے استیعاب میں ہے کہ:

تمیم الداری وھو تمیم بن أوس بن خارجة بن سود بن جذیمة ابن دراع بن عدی بن الدار بن هانیء بن حبیب بن نمازه ابن لخم بن عدی ینسب إلی الدار وھو بطن من لخم یکنی أبا رقیة بابنة له تسمی رقیة لم یولد له غیرها .

کان نصرانیاً و کان إسلامه فی سنة تسع من الهجرة و کان یسکن المدینة ۔ حالات تمیم الداری۔

سیرۃ حلبیہ میں ہے أن ذکر المنبر یخالف ما في الأصل من أن اتخاذ لمنبر کان في السنة الثامنة وقصة الإفك کانت في السنة الخامسة أو السادسة یعنی آنحضرتؐ کے خطبہ کے ساتھ منبر کا ذکر بھی ہے کہ آپ منبر سے اترے۔ اور اس واقعہ میں بعد میں ہے کہ منبر سے خطبہ دیا۔ علامہ حلبی سیرہ الحلبیہ (اردو) ج ۴ ص ۳۳۵ میں لکھتے ہیں: منبر ۸ ہجری میں بنا اور واقعہ افک ۵ یا ۶ ہجری کا ہے اور انہوں کتاب عیون الآثار کا حوالہ بھی دیا (عیون الآثار ابن سید الناس ج اول ص ۳۱۸)۔

اس کے بعد حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے یہ طوفان اُٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے ایک مہینہ آپ اسی تردد میں رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی۔ آپ نے تشہد پڑھا اور فرمایا: عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تیری پاک دامنی کھول دے گا اور جو تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

اس کا یہی مطلب اخذ ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ کے گناہ گار ہونے کا اگر یقین نہیں تو شک ضرور ہو گیا تھا۔ جب ہی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ چنانچہ یہ تمام واقعات کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین نہیں تھا اسی روایت میں مذکور ہے اور راوی خود

۴۷	اُن بھاگنے والوں میں عمر ابن خطاب تھے (منهم عمر بن خطاب)	۲	۵۲۴	۱۴۴۸	جلد۵، ص۴۸۱
۴۸	ارشاد رسول کہ یا علیؑ میرے پاس تیرا درجہ ایسا ہے جیسے موسیٰ کے پاس ہارون کا	۲	۵۴۸	۱۵۳۷	جلد۵، ص۵۵۲
۴۹	آنحضرت کا پیروں پر مسح کرنا	۲	۵۵۱	۱۵۴۲	جلد۵، ص۵۶۵
۵۰	جنگ جمل میں اس لیے عائشہ کے ساتھ نہیں شریک ہوا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ قوم کہیں فلاح پاسکتی ہے جو اپنا کام نادان عورت کے سپرد کردے؟	۲	۵۵۲	۱۵۴۷	جلد۵، ص۵۶۷
۵۱	حدیث قرطاس اور معاذ اللہ یہ کہنا کہ آنحضرتؐ بڑبڑا رہے ہیں	۲	۵۵۳	۱۵۵۱	جلد۵،ص ۵۷۲،۵۷۱
۵۲	ابوبکر کا شرمناک گالی دینا اور واقعہ حدیبیہ	۲	۴	۴	جلدص ۶۸۵
۵۳	ابن عباس متعہ کو جائز جانتے تھے۔ بخاری نے بغیر کسی حوالے کہ ایک روایت حرام کی جناب امیرؑ سے منسوب کردی۔	۳	۶۱	۱۰۴-۱۰۶	جلد۷،ص ۴۳-۴۵، ص۴۴
۵۴	آنحضرتؐ کا سر اور پیر کا مسح کرنا	۳	۴۶۰	۷۴۸	جلد۷، ص۵۴۲
۵۵	امام حسنؑ سے زیادہ آنحضرتؐ کو کوئی محبوب نہیں	۳	۵۰۹	۸۲۸	جلد۷، ص۵۹۰
۵۶	امام حسنؑ وامام حسینؑ کے بارے میں ارشاد آنحضرتؐ	۳	۵۷۰	۹۳۱	جلد۸،ص ۱۵

حضرت عائشہ ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش سے میرا حال پوچھتے فرماتے: زینب تو کیا سمجھتی ہے تو نے کیا دیکھا ہے؟۔ وہ کہتیں: یا رسول اللہ میں نے جو سُنا اور جو دیکھا وہی کہوں گی میں نے عائشہ کو پاک دامن ہی سمجھتی ہوں۔

حکم الٰہی ہے کہ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ، جب تم کوئی بہتان سُنو تو تم نے مومنین اور مومنات کے بارے میں نیک خیال کیوں نہ کیا؟ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو کھلا بہتان ہے۔

رسول اللہ ﷺ قاعدے کے حساب سے خود حضرت عائشہ سے پوچھتے یا صفوان سے پوچھتے کہ کیا یہ صحیح یا غلط ہے۔ بجائے اس کے ایک ماہ تک یا تو اُسامہ سے جو ایک لڑکا ہے جس کو ازدواجی زندگی کا کوئی تجربہ بھی نہیں اور حضرت علیؑ سے رائے لے رہے ہیں اور مزید یہ کہ جو کنیز گھر میں تھی اور جو اس وقت ساتھ سفر میں بھی نہیں تھی اس سے پوچھا جا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کنیز کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں ان دنوں ایک کمسن لڑکی تھی اتنا قرآن بھی نہیں پڑھی تھی۔

حضرت عائشہ کا سن کیا تھا؟

یہ معلوم کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ معلوم کریں یہ اپنی بہن اسماٗ بنت ابی بکر سے کتنے سال چھوٹی تھیں؟۔ اس کے لئے حالات اسماء بنت ابی بکر ملاحظہ ہو اور اس حدیث پر غور فرمائیں۔ وھی أکبر من عائشة بعشر سنین . وماتت بمکة أن قتل ابنها بأقل من شهر . ولها من العمر مائة سنة . وذلک سنة ثلاث و سبعین. سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۲۹ . ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں

اور ان کی وفات مکہ میں اُنکے بیٹے (عبد اللہ ابن زبیر) کے قتل کے بعد اسی مہینہ اور سنہ ۷۳ھ میں ہوئی اور اُن کا سن سو (۱۰۰) سال کا تھا۔ اس کی مزید تائید ملے گی ان تمام معتبر تواریخ سے مثلاً۔ ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۶۹ ص ۸ اور ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء الذھبی طبع مؤسسة الرسالة ۔ بیروت ج ۲ ص ۲۸۹ اور جلد ۳ ص ۳۸۰؛ السنن الکبری البیھقی طبع دار الفکر بیروت ج ۶ ص ۲۰۴؛ البدایة والنهایة ابن کثیر طبع دار احیاء التراث العربی بیروت (عربی) ج ۸ ص ۳۸۱ اور تاریخ ابن کثیر (اردو) طبع نفیس اکیڈمی پاکستان ج ۸ ص ۳۶۸ اور ۳۶۹ ۔ ان سب نے لکھا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر ۲۷ سال کی تھیں اور حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ چنانچہ اگر اس میں سے دس سال نکال لیں تو حضرت عائشہ ہجرت کے وقت ۱۷ سال کی تھیں۔ کتنا تاریخ میں اندھیر ہے جو عورت ۱۷ سال کی تھی اس کو ۶ سال کا بنا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد بھی کرا دیا۔ لہذا اس تشریح کے بعد ۶ ہجری میں جب یہ نام نہاد مفروضہ واقعہ ہوا تو اس وقت حضرت عائشہ ۲۳ سال کی مکمل عورت تھیں۔ اور اُن کو قرآن کا علم نہیں تھا اور حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوبؑ کا نام تک یاد نہیں تھا۔ اور یہی بعد رسولؐ ۵ سال بعد تین ہزار سے زائد روایتیں بیان کرتی ہیں جن میں مکہ کی وہ زندگی جو عقد سے قبل ہوئی جیسے بعثت، شق صدر، اس روانی سے بیان کرتی ہیں جیسے یہ خود اس وقت موجود تھیں۔

حضرت عائشہ اپنے والدین سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ میں جانتی ہوں لوگوں نے جو باتیں بنائیں وہ تم سن چکے ہو اور وہ تمہارے دل میں جم گئی ہیں۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تم سب کو یقین ہو گیا ہے کہ میں گناہ گار ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں یہ گفتگو کر کے اپنے بستر پر گردن موڑ لی۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پسینہ آنا شروع ہوا جیسا وحی کے وقت آتا ہے۔ جو انسان گردن موڑ لے اس نے کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ پر نور کو دیکھا ہو گا؟۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ نے تیری پاکی بیان فرمائی تو میری اماں نے کہا اُٹھ اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کر تو میں نے کہا اللہ کی قسم نہ میں آپ کے پاس اُٹھ کر جاؤں گی اور نہ آپ کا شکریہ ادا کروں گی میں تو اپنے مالک کا شکریہ ادا کروں گی۔

یہ آیت افک اگر واقعی حضرت عائشہ کی نسبت ہے تو اس کا نزول اور انکشاف صرف حضرت رسول اکرم ﷺ وآلہ کے لئے ہے۔ کیا ہر کس و ناکس کی صفائی کے لئے اللہ سبحانہ قرآن کی آیتیں بھیجتا ہے؟۔ کیا حضرت عائشہ کو اس کا اتنا بھی علم نہیں تھا کہ جو بھی شرف اُن کو ملا وہ صرف آنحضرت ﷺ کی وجہ سے؟۔ کیا یہ صریحاً اہانت رسولؐ نہیں ہے؟۔

اب صرف ایک سوال ہے اس واقعہ کے بعد آیت افک کے نازل ہونے کے بعد جنہوں نے تہمت لگائی مورخین لکھتے ہیں کہ مسطح، حمنہ اور شاعر حسان بن ثابت پر ۸۰ کوڑوں سے حد لگائی گئی۔ کسی ایک حدیث میں کہیں نہیں لکھا کہ کب لگائی گئی اور کس نے لگائی؟۔ اس فہرست میں عبداللہ ابن اُبی جو منافقین کا سردار تھا کہیں نظر نہیں آتا۔ حالانکہ اُس نے جو الفاظ حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد استعمال کیے ہیں ام المومنین کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی قابل تحدید ہیں۔ بلکہ صحیح بخاری شریف میں یوں لکھا ہے کہ:

حدثنا مالك بن اسماعيل: حدثنا ابن عيينة ، عن عمرو: سمع جابرؓ قال: أتي النبي ﷺ و آله عبد الله بن أبي بعد ما دفن فأخرجه فنفث فيه من ريقه و البسه قميصه۔ ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں جابرؓ سے سُنا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اُس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اُس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب اللہ نے میری پاکی اتاری تو ابوبکر جو پہلے

مسطح بن اثاثہ سے قرابت کی وجہ کچھ سلوک کرتے تھے قسم کھالی کہ اب نہیں کریں گے۔ و کان أبوبکر ینفق علی مسطح بن أثاثه:

فان أبابکر لم ینفق علیها شیئا. الطبقات ج۳ ص ۶۱۴، الاصابة ج۲ ص ۳۰، أسد الغابة ج۲ ص ۲۰۴. ابوبکر کسی کا بھی نفقہ نہیں دیتے تھے۔ مزید یہ مذکور ہے کہ:

ابوبکر عندکم کان موسرا و کان ابوه مقترا. شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی ج۱۳ ص ۲۷۲. طبع دار احیاء الکتب العربیة بیروت. تم لوگ کہتے ہو ابوبکر بڑے مالدار تھے مگر اُن کا باپ بدحال اور نادار تھا۔

ان ارباب السیرة ذکروا انه لم یکن ینفق علی ابیه شیئا وانه کان اجیر الابن جدعان علیٰ مائدة یطرد عنه الذبان. شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی ج۱۳ ص ۲۷۲ طبع دار احیاء الکتب العربیة بیروت.

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر اپنے باپ کو کچھ بھی نہیں دیتے تھے اور نہ ایک دانہ بھی کھلاتے تھے بلکہ اُن کا باپ (ابو قحافہ) بیچارا ابن جدعان کے خدمت گار تھے اور اُس کے دستر خوان کی مکھیاں اڑانے کی خدمت کرتے تھے۔

یٰایها الذین اٰمنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویٰکم صدقه ۔سورة مجادله ۔۱۲۔ اے ایمان والو جس وقت تم رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لئے بہتر ہے۔

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت پر نہ مجھ سے پہلے اور نہ میرے بعد کسی نے عمل نہیں کیا۔ ابن عمر سے روایت کہ جناب امیرؑ میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو مجھے سرخ پیٹھ والے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی، ایک جناب سیدہؑ سے عقد، دوسرے روز خیبر علم کا دینا، اور تیسرے آیت

نجوٰی پر عمل بجالانا (الجوزی فی اسباب النزول ، تفسیر مدارك ، ابن مردویة ، النسائی و الثعلبی)۔

حضرت ابوبکر نے صدقہ دینا گورا نہیں کیا تو مسطح کے ساتھ کیا سلوک کرتے؟۔

اس حدیث افک کے راویان کو بھی ایک نظر دیکھ لیں ۔ تمام کے حالات لکھنا مشکل ہے صرف چند راویوں کے بارے میں ملاحظہ ہو:

فلیح بن سلیمان ۔ ابن معین وابوحاتم اور نسائی کہتے ہیں کہ فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن صالح کو کہتے سُنا کہ یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ فلیح بن سلیمان ثقہ نہیں ہے اور نہ اُس کا بیٹا۔ عثمان بن سعید نے یحییٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح بن سلیمان ضعیف ہے۔ عباس روایت کرتے ہیں یحییٰ سے کہ فلیح بن سلیمان کی حدیث سے استدلال نہ کرنا چاہئے۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ ابن احمد کہتے ہیں میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمیوں کی بیان کردہ احادیث سے پرہیز کرنا چاہئے وہ تین یہ ہیں محمد بن طلحہ بن مصرف، ایوب بن عتبہ، اور فلیح بن سلیمان ۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم نے کس سے سُنا اُنہوں نے جواب دیا کہ مظفر بن مدرک سے ۔ معاویہ بن صالح یحییٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح ضعیف ہے۔ میزان الاعتدال جلد۳ ص ۳۶۵ ۔ ابوداؤد کہا کرتے تھے کہ لا یحتج بفلیح فلیح کی حدیثوں سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵۔

امام نووی نے ایک حدیث کے ذیل میں جو شرح کی ہے اُس میں اُنہوں نے ان کو رد کیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ باب الخوخه والممر فی المسجد حدیث ۳۵۵ جلد اول ص ۳۲۵ طبع اعتقاد پبلشنگ ھاوس نئی دہلی)۔

ربیعة بن أبی عبدالرحمن ۔فروخ المدنی الفقیه .ربیعة الرأی مولی آل المنكدر التیمی .یكنی أبا عثمان .ویقال أبا عبدالرحمن .سمع السائب ابن یزید ، وأنسا ، وسعید بن المسیب . وعنه شعبة ، ومالك ،

وأبو ضمرة .وقال أبو عمرو بن الصلاح : قيل إنه تغير في الآخر، ولم أذكره إلا لان أبا حاتم بن حبان ذكره في ذيل الضعفاء ـ ميزان الاعتدال ج۲ ص۴۲ ـ ۲۷۵۳ ـ ابن حبان نے ان کا ذکر ضعیف راویان کے ذیل میں کیا ہے۔

يحيى بن سعيد التميمي المدني قاضي شيراز . عن الزهري، وعمرو ابن دينار، وأبي الزبير ،قال البخاري وأبو حاتم : منكر الحديث. وقال النسائي :يروى عن الزهري أحاديث موضوعة. وقال ابن عدى وغيره :يروى عن الثقات البواطيل .وقال ابن حبان :يروى عنه ابن المبارك ، ومعلى بن أسد، كان ممن يخطئ كثيرا۔ میزان الاعتدال ج۴ ص۳۷۹ ـ ا ن کے احادیث سے بخاری نے انکار کیا ہے، امام نسائی نے کہا کہ اس کی روایتیں جو زہری سے مروی ہیں سب موضوع ہیں، ابن مبارک نے کہا یہ اکثر احادیث میں غلطیاں کرتا تھا۔

اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ اس آیت مذکورہ کا تعلق حضرت عائشہ سے نہیں ہے اور یہ کہ جو حدیث بنائی گئی اُس میں ایک نہیں کثرت سے غلط بیانی کی گئی ہے تو سوال ہوگا کہ پھر اس آیت مبارکہ کی شان نزول کیا ہے؟۔

یادرہے قرآن کے ۱۱۴ سورے ہیں اور یہ آیت سورہ نور میں ہے جو تنزیل کے حساب سے ۱۰۲ سورہ ہے یعنی اواخر عہد رسالت کا ہے۔ اور جو واقعہ بتلایا جاتا ہے وہ ۶ ہجری کا ہے اس کا کوئی ربط نظر نہیں آرہا ہے۔ ذیل کی روایت سے سارا معمہ حل ہوجائے گا۔

حدثني علي بن حمشاذ العدل ثنا أحمد بن علي الأبار ثنا الحسن بن حماد سجادة حدثني يحيى بن سعيد الأموي ثنا أبو معاذ سليمان بن الأرقم الأنصاري عن الزهري عن عروة عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت أهديت مارية إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعها بن عم لها قالت فوقع عليها وقعة فاستمرت حاملا قالت فعزلها عند بن

عـمهـا قالت فقال أهل الإفك والزور من حاجته إلى الولد أدعى ولد غيره وكـانـت أمه قليلة اللبن فابتاعت له ضائنة لبون فكان يغذى بلبنها فحسن عـليـه لـحـمه قالت عائشة رضى الله تعالى عنها فدخل به على النبي صلى الـلـه عـليـه وسلم ذات يوم فقال كيف ترين فقلت من غذي بلحم الضأن يـحسـن لـحـمه قال ولا الشبه قالت فحملني ما يحمل النساء من الغيرة أن قـلـت مـا أرى شبهـا قـالـت وبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يقول الـنـاس فقال لعلي خذ هذا السيف فانطلق فاضرب عنق بن عم مارية حيث وجـدتـه قالت فانطلق فإذا هو في حائط على نخلة يخترف رطبا قال فلما نـظر إلى علي ومعه السيف استقبلته رعدة قال فسقطت الخرقة فإذا هو لم يـخـلـق الـلـه عز وجل له ما للرجال شيء ممسوح ۔ مستدرک الصحیحین ج۴

حالات حضرت ماریہ

۷ھ میں حضرت ماریہ کو مقوقس بادشاہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا جو انتہائی حسین تھیں۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ''حضرت ماریہ کی خوبصورتی سے جتنا حسد ہوتا تھا کسی اور پر نہیں ہوتا تھا رسولؐ اللہ عموماً اپنا وقت وہیں گذارتے تھے۔ چنانچہ ہم ماریہ کو تنگ اور پریشان کرنے لگے جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اکثر اپنا وقت وہیں گذارتے تھے جو ہم کو اور شاق گذرا پھر اللہ نے ماریہؓ سے رسولؐ اللہ کو بیٹا دیا اور ہم اس عطا سے محروم رہے'' ۔طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۹۵۔

جب حضرت ابراہیم (فرزند رسولؐ اکرم) کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ نے یہ الزام لگایا کہ یہ تو اُس قبطی کی اولاد تھی جو اُن (ماریہؓ) کے پاس آتا جاتا ہے رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور وہ شخص ایک درخت پر ڈر کر چڑھ گیا جب اُس نے حضرت علیؑ کے غصہ کی حالت دیکھی گھبرا کر درخت سے گرا اور اُس کا ستر کھل گیا جس سے پتہ چلا کہ وہ شخص مرد ہی نہیں تھا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی۔ چنانچہ آیت میں جو '' تَوَلّٰی '' صیغہ واحد ہے اس کی تصدیق ہوگئی۔

حرف آخر یہ کہ مسلمانوں کی تصنیفات اور اُن کے بیانات کا آج اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ احمقانہ تقدس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور کسی خود ساز خلیفہ وامام کی عظمت، یا کسی ولی و مرشد کی معجزہ نمائی، کسی مسئلہ شرعی کے رواج کے لئے آج تک انہیں جعلی احادیث کا سہارا لیا جارہا اور انہیں تقدس کے اثرات اور اسلام کی مدد کا درجہ دیا جارہا ہے۔ جن کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں اس وقت بھی دستیاب ہیں۔ مگر شرط کھلے ذہن سے پڑھنے اور سمجھنے کی ہے حق خود بخود ظاہر ہوجائے گا۔ بعد وفات رسالت مآبؐ مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں) ہو یا بنی اُمیہ ہو یا بنی عباس اُن کا بغض وعناد جو بنی ہاشم سے تھا اُسکا عذر قابل فہم ہے کہ چونکہ وہ اقتدار اور حکومت کے خواہاں اور حریص سلطنت تھے اس لئے بنی ہاشم کا وجود اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا مگر آج کل کے ہوا خواہان کے متعلق کیا کہا جائے گا جو آج بھی اس روشن زمانے میں انتہائی بے شرمی سے اِن کا دم بھرتے ہیں حالانکہ اِنھیں معلوم ہے کہ اِن سے دنیا ہی ملنے کی امید ہے نہ آخرت ہی سے کچھ حصہ پائیں گے۔

تین طلاق ایک نشست میں

۵۷	آنحضرتؐ نماز میں سلام کیسے پھیرتے تھے	۳	۶۸۳	۱۱۶۰	جلد ۸، ص ۱۹۵
۵۸	جناب سیدہؑ تمام امت کے عورتوں کی سردار	۳	۷۲۳	۱۲۱۳	جلد ۸، ص ۱۹۵
۵۹	درود بر آل محمد صلی اللہ علیہ والہ	۳	۷۶۵	۱۲۸۱	جلد ۸، ص ۲۴۰
۶۰	آل محمدؐ نے کبھی تین رات پیٹ بھر نہیں کھایا ایک دن دو وقت نہیں کھایا	۳	۸۲۱	۱۳۷۵-۱۳۷۴	جلد ۸، ص ۳۰۹
۶۱	آل محمدؐ کے لیے آنحضرتؐ کی دعا	۳	۸۲۱	۱۳۸۰	جلد ۸، ص ۳۱۱
۶۲	اصحاب رسولؐ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے چونکہ وہ مرتد ہو گئے تھے	۳	۸۴۹	۱۴۴۶	جلد ۸، ص ۳۵۷
۶۳	اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر (ترجمہ میں امتی لکھا عربی میں اصحابی)	۳	۸۵۷	۱۴۹۰	جلد ۸، ص ۳۹۱-۳۹۲
۶۴	انحضرتؐ کی شفاعت سے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے				جلد ۸، ص ۳۷۷
۶۵	اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر	۳	۸۵۷	۱۴۹۷	جلد ۸، ۳۹۴
۶۶	اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر	۳	۸۵۷	۱۴۹۸	جلد ۸، ص ۳۹۵
۶۷	اصحاب رسولؐ اور دوزخ	۳	۸۵۷	۱۴۹۹	جلد ۸، ص ۳۹۶

...الی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ: الطلاق مرتٰن فامساک بـ...روف او تسریح باحسان ط ولا یحل لکم ان تا خذوا مما اتیتمو هن شیئا الآ ان یخافآ الا یقیما حدود الله ط فان خفتم الا یقیما حدود الله لا فلا جناح علیهما فیما افتدت به ط تلک حدود الله فلا تعتدوها ج ومن یتعد حدود الله فاولٓئک هم الظالمون. سورة البقرة آیت ۲۲۹.

طلاق دو مرتبہ ہے اور مناسب طریقے سے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا نیکی کے ساتھ اُسے چھوڑ دے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ اُنہیں جو چیز دی ہے وہ اُن سے واپس لو۔ مگر یہ کہ دونوں اس سے ڈریں کہ حدود الٰہی کی پاسداری نہیں کرسکیں گے اگر اُنہیں خوف ہے کہ وہ حدود الٰہی کا لحاظ نہ کرسکیں گے تو پھر اُن کے لئے کوئی حرج نہیں کہ عورت معاوضہ دے دے (اور طلاق لے لے) یہ حدود اور خدائی سرحدیں ہیں۔ اُن سے تجاوز نہ کرو اور جو شخص اُن سے تجاوز کرے وہ ظالم ہے۔ (سور بقرہ آیت ۲۲۹)

زیر بحث آیت میں ارشاد ہے کہ دو مرتبہ طلاق اور دو مرتبہ رجوع صحیح ہے لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق انجام پذیر ہوئی تو پھر رجوع کا حق نہیں ہے۔ اور آخری طلاق یہی تیسری طلاق ہے۔ البتہ" الطلاق مرتان " سے مراد ہے وہ طلاق جس میں رجوع ممکن ہے اور جس کے بارے میں" امساک بمعروف "صادق آتا ہے جو دو سے زیادہ نہیں اور تیسری طلاق میں رجوع نہیں ہے جیسا کے آیت کریمہ گواہی دیتی ہے۔

"امساک" کے معنی ہیں روکے رکھنا اور "تسریح" کے معنی ہے رخصت کردینا۔ جب کشمکش، پھر طلاق پھر صلح پھر رجوع دو مرتبہ گزرے تو پھر مرد کو چاہئے کہ معاملے کو ایک طرف کردے۔

شیعہ مکتب میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن اہل سنت کے درمیان اس سلسلے

میں اختلاف ہے۔

چنانچہ مفتی عزیز الرحمٰن روزنامہ ''انقلاب'' ممبئی ہندوستان نے ایک سوال کے جواب میں یہ دلیل پیش کی: ''آیتِ کریمہ میں اصل لفظ مرّتان ہے قرآن کریم میں ایک دوسرے موقع پر بھی یہ لفظ استعمال ہوا جہاں یکے بعد دیگرے کا بھی کوئی تصور نہیں چہ جائیکہ الگ الگ مجلسوں اور مہینوں کا۔ چنانچہ سورۂ احزاب میں ارشادِ ربانی ہے نؤتها اجرها مرتين مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جونا گڑھی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اور تم میں سے کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اُسے اجر بھی دُہرا دیں گے''۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اجر الگ الگ مہینوں میں دیا جائے گا نیز علامہ ابن جریر نے مرتان کی تفسیر سے یہ واضح کر دیا ہے کہ مجلس یا طہر کے الگ الگ ہونے کا اس لفظ کے ساتھ کوئی تصور نہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وضو کیا مرةً مرةً مرّتین مرّتین اور ثلاثا ثلاثا ظاہر ہے اعضاءِ وضو کا دھونا دو دو مرتبہ ہو یا تین تین مرتبہ ایک ہی مجلس میں تھا ایسا حضور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کو دو یا تین الگ الگ مجلسوں یا مہینوں میں دھویا تھا۔

قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ تین کے بعد عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہے یہ آیت یعنی آیت ۲۳۰ عربی کے حرفِ عطف فاء سے شروع ہوئی ہے قواعد عربی میں فاء صرف ترتیب کو بتلاتا ہے تاخیر کا اس میں کوئی مفہوم نہیں تاخیر کے مواقع میں ثُمَّ استعمال ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ تیسری طلاق تیسرے مہینے یا طہر میں دی جانے والی طلاق ہوتی تو فاء کے بجائے ثُم کا استعمال کیا جاتا حرف فاء کا لایا جانا بتلا رہا ہے۔ (ختم بیان مفتی عزیز الرحمٰن ''انقلاب'' حرف بہ حرف نقل ہے)۔

حسب بالا دلیل کا جواب صرف قرآن مجید ہی سے ممکن ہے اور وہ ہے سورہ بنی اسرآئیل (اسراء) کی آیت (۴) اور (۵)۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وقضينآ الى بنى اسرآءيل فى الكتٰب لتفسدن فى الارض مرتين ولتعلن علوا

کبیرا. فاذا جآء وعدا ولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنآ اُلی باس شدید فجاسوا خلٰل الدیار ط وکان وعدا مفعولا .

تمام مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں بتلا دیا تھا کہ زمین میں دو مرتبہ (مرتین)فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع آیا تو ہم تمہارے اوپر نہایت زورآور لوگ بھیجیں گے گھروں کی تلاشی لیں گے اور یہ وعدہ قطعی ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ دونوں واقعہ کے درمیان برسوں کا فاصلہ ہے یعنی ایک کے بعد ایک بلا فصل نہیں ہوئے۔ اور آیت ۵ بھی باوجود تاخیر کے لفظ ''فا'' سے ہی شروع ہو رہی ''ثم'' سے نہیں۔ لہذا جو دلیل مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے قرآن سے دی ہے وہ اس آیت قرآنی سے رد ہو جائے گی۔

یہاں دو نکات قابل توجہ ہیں:

۱۔ جس طرح رجوع کرنے اور عورت کو روکے رکھنے میں ''معروف'' کی شرط ہے، یعنی رجوع اور روکے رکھنا صلح وصفائی اور خلوص ومحبت کی بنیاد پر ہو اُسی طرح جدائی بھی ''احسان'' کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی علیٰحدگی اور جدائی ہر طرح کے ناپسندیدہ امر سے پاک ہو۔ مثلاً انتقام، غیض، غضب، اور کینہ سے مبرّا ہو۔

۲۔ الطلاق مرتان ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو یا تین طلاقیں ایک ہی نشست میں انجام نہیں پا سکتیں اور چاہئے کہ متعدد مواقع پر واقع ہوں۔ خصوصاً جب تعداد طلاق کا مقصد یہ ہے کہ رجوع کا زیادہ موقع مل سکے اور شائد پہلی کشمکش کے بعد صلح وصفائی برقرار ہو جائے، اور اگر پہلی مرتبہ صلح وصفائی نہ ہو سکے تو شائد دوسری مرتبہ صلح اور محبت پیدا ہو جائے۔ لیکن ایک ہی موقع پر متعدد طلاق، طلاق، طلاق سے یہ راستہ صلح وصفائی کا بند ہو جائے گا۔ اور میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور اس طرح تین طلاق عملی طور بے اثر ہو کر رہ جائیں گے۔

اس کواحادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:۔

کان الیٰ سنتین من عهد عمر طلاق الثلٰث واحدة فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاه علیهم ثلٰثا . آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکراور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنے کا) حکم جاری کیا۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج ۳ ص ۱۸۳؛ مسند احمدابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹۶؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص۲۹۷؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛المصنف ج۶ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹؛ تفسیر قرطبی ج۳ص ۱۳۰؛تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص۱۶۸؛ نیل الاوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱؛المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶؛المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳ ؛لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف "ط". ص ۳۸

الطلاق الثلاث: قال ابن عباس: کان الطلاق في عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبی بکر و سنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث، واحدة، فقال عمر : ان الناس قد استعجلوا في أمر کانت لهم فیه أناة فلو

أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم،وروى عكرمة عن ابن عباس قال: طلق ركانة امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزنا شديدا فسأله النبي ﷺ كيف طلقتها ؟ فقال طلقتها ثلاثا: فقال في مجلس واحد؟ فقال :نعم. قال فانما تلک واحدة فان شئت فراجعها. محاضرات الادباء الامام الاديب الراغب الاصفهانی متوفی ۵۰۲ھ طبع شرکة دارالارقم بیروت جلد اول ص ۲۴۶.

اسی روایت کو دوسرے طریقے سے یوں بیان کی گئی ہے:

حدثنا عبد الله حدثنی أبی سعد بن ابراهیم ثنا أبی عن محمد ابن اسحاق حدثنی داود بن الحصین عن عکرمة مولی ابن عباس عن ابن عباس قال طلق رکانة بن عبد یزید أخو بنی مطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدا قال فسأله رسول الله ﷺ کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فقال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها فکان ابن عباس یری انما الطلاق عند کل طهر. مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۶۵؛السنن الکبری البهیقی ج۷ ص ۳۳۹؛ فتح الباری ج۹ ص۲۹۷؛ مسند ابی یعلی الموصلی ج۴ ص ۳۷۹ سلسله ۲۵۰۰؛ کنزالعمال ج۹ ص ۷۰۵ سلسله ۲۸۰۶۰؛ عون المعبود محمد شمس الحق العظیم آبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف عبدالرزاق ج۷ ص ۱۲؛ الکفایة فی علم الروایة خطیب بغدادی ص ۱۸۱.

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالة الخفاء عن خلافة الخفاء طبع قدیمی کتاب خانہ کراچی جلد سوم ص ۲۱۶ تا ۲۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد

حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔

کتاب ''المسند''، ص ۱۹۲ دار الکتب لعلمیة بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴؛ سنن ابوداوُدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶۔

اسی کتاب ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۳۶ میں عمران بن سوادۃ اللیثی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے اقرار کیا کہ انہوں نے جو تبدلیاں کیں اُن میں تین طلاق بھی شامل ہے۔

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد اول ص ۴۹۳ میں اسی سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالی کے مرتان فرمانے او ثنتان نہ فرمانے میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک ہی دفعہ دو طلاقیں مکروہ ہے کیونکہ مرتان کا لفظ عبارۃً تو تفریق پر دلالت کرتا ہے اور اشارۃً عدد پر اور الطلاق میں حرف ''لام''، جنس کے لئے ہے اور جنس کے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں ہے پس قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اکٹھی دو طلاقیں معتبر نہ ہوں اور جب دو طلاقیں معتبر نہ ہوئیں تو تین طلاقیں اکھٹی دیدینی تو بدرجہ اولیٰ معتبر نہ ہوگی کیونکہ تین میں دو کے علاوہ اور زیادتی ہے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ طلاق سے مراد تطلیق ہے اور معنٰی (آیت کے) یہ ہیں کہ شرعی طلاق دینا یہ ہے کہ اطہار میں متفرق طور پر یکے بعد دیگرے طلاق دے نہ کہ اکٹھی اور اِس وقت مرتین سے تثنیہ مراد نہ ہوگا بلکہ تکریر (تکرار) مقصود ہوگی

جیسا کہ اللہ تعالٰی کے اس قول میں ہے ثم ارجع البصر کرتین۔ یعنی کرۃً بعد کرۃٍ۔ اس تاویل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک طہر میں اکٹھی دیدینی حرام۔

بدعت، باعث گناہ ہیں۔ تفسیر مظہری

یہ واضح ہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظِ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اُس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ اگر زوجیت طلاق چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے تو دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے، اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ حضرت عمر کی ایجاد ہے۔

Izhar-E-Haq Wa Haqeeqat

Research & Compiled by:
Mir Murad Ali Khan

Recompiled and Presented by:
Dr. Syed Manzoor Naqi Rizvi
Idara-E-Payam-E-Aman N.J

Message of Peace Inc
P.O. Box 390
Bloom field N.J 07003
USA

۶۸	ابوبکر کی بیعت بن سوچے ہوگئی تھی قول عمرابن خطاب	۳	۹۷۴	۱۷۳۲	جلد۸،ص ۵۷۴،۵۶۷
۶۹	تقیہ آنحضرتؐ کا ارشاد صحابی مقدادؓ سے کہ تو مکہ میں ایمان چھپاتا تھا	۳	۹۹۰	۱۷۶۲	جلد۸،ص ۵۹۸
۷۰	تقیہ	۳	۹۹۱	۱۷۶۸	جلد۸،ص۶۰۲
۷۱	آیات قرانی برائے تقیہ المومن ۴۰، عمران ۲۸	۳			
۷۲	تقیہ تفسیر کبیر جلد۳،ص ۶۴۶، تفسیر البیان ،جلد۲،ص ۳۰	۳			
۷۳	فدک	۳	۹۱۶	۱۶۳۴-۱۶۳۲	جلد۸،ص ۴۹۷-۵۰۲
۷۴	جنگ میں بعض مسلمان مشرکین کے ساتھ ہوجاتے تھے خلاف رسولؐ	۳	۱۱۱۱	۱۹۶۷	جلد۹،ص ۱۴۹
۷۵	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ فتنہ نجد سے نکلے گا (محمد بن عبدالوہاب نجدی)	۳	۱۱۱۵	۱۹۷۴	جلد۹،ص ۱۵۵
۷۶	عبداللہ ابن عمر نے جناب امیر کی بیعت نہیں کی، مگر یزید کی بیعت کرلی	۳			جلد۹،ص ۱۵۷-۱۵۸
۷۷	عمار یاسرؓ کی تقریر جمل کے بارے میں کہ تم اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی	۳	۱۱۱۷	۱۹۷۹	جلد۹، ص۱۶۴-۱۶۳
۷۸	ابوبکر، عمر اور دیگر مشہور صحابہ ابوحذیفہ کے غلام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے	۳			جلد۹،ص ۲۲۷

۷۹	ارشاد آنحضرتؐ کہ تم یہود اور نصاریٰ کی پیروی کروگے	۳	۱۲۲۱	۲۱۶۱-۲۱۶۰	جلد ۹، ص ۳۴۳
۸۰	آنحضرتؐ کا عائشہ سے کہنا صواحب یوسف (یعنی دل میں کچھ اور زبان پر کچھ) منافق کس کو کہتے ہیں؟	۳	۱۲۱۲	۲۱۴۶	جلد ۹، ص ۳۲۷
۸۱	معاذ اللہ جہنم کے پکارنے پر اللہ اپنا پیر ڈال دے گا	۳	۱۲۶۰	۲۲۸۱	جلد ۹، ص ۴۵۷
۸۲	دیدارِ خدا	۳	۱۲۵۹	۲۲۶۸	جلد ۹، ص ۴۳۵
۸۳	اگر ذبیحہ میں شک ہو تو بسم اللہ بولو اور کھالو	۳	۱۲۴۸	۲۲۳۴	جلد ۹، ص ۴۰۶
۸۴	(معاذ اللہ) آنحضرتؐ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے	۱	۱۵۸	۲۲۲	
۸۵	آنحضرتؐ رات دن (۲۴ گھنٹوں) میں گیارہ عورتوں سے صحبت کرتے تھے آپؐ میں تیس مردوں کی طاقت تھی	۱	۱۸۵	۲۶۳ ۲۶۴	
۸۶	آنحضرتؐ عائشہ کے پیروں کے درمیان نماز پڑھتے تھے (معاذ اللہ)	۱	۲۶۲	۳۷۳	
۸۷	بعد اذان آنحضرتؐ کے وسیلہ سے شفاعت کے لیے دعا کرنا	۱	۳۸۹	۵۸۵	
۸۸	(معاذ اللہ) آنحضرتؐ نے یوم خندق نماز عصر قضا کردی	۱	۴۱۶	۶۱۱	

۸۹	آنحضرتؐ نے سو کر اٹھنے کے بعد بغیر وضو کے نماز پڑھی	۱	۴۴۸	۶۶۳	
۹۰	نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والی روایت آنحضرتؐ تک نہیں پہنچائی	۱	۴۷۷	۷۰۳	
۹۱	اسامہ بن قتادہ صحابی کا جھوٹی قسم کھانے پر عذاب میں مبتلا ہونا	۱	۴۸۵	۷۱۸	
۹۲	ابوہریرہ کا کہنا کہ میری نماز بہت مشابہ ہے آنحضرتؐ کی نماز کے بہ نسبت دیگر اصحاب کے	۱	۵۰۵	۷۴۸	
۹۳	دور آنحضرتؐ میں اور دونوں خلفاء کے زمانے میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی عثمان نے پوری نماز کر دی	۱	۶۹۶	۱۰۲۱ ۱۰۲۳	
۹۴	وقت وفات آنحضرتؐ ابوبکر نے سورہ آل عمران کی جب یہ آیت پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" تو اس وقت لوگوں کو اس آیت کی خبر نہیں تھی	۱	۷۸۷	۱۱۶۸	
۹۵	آنحضرتؐ نے فرمایا جو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا وہ عذاب میں ہے	۱	۸۷۲	۱۲۹۵	
۹۶	آنحضرتؐ عائشہ کے مکان میں دفن ہوئے	۱	۸۸۰	۱۳۰۶	
۹۷	عمر ابن خطاب کا اجازت لینا عائشہ سے ان کے کمرے میں دفن ہونے کے لیے	۱	۸۸۰	۱۳۱۰	

۹۸	حدیث رسول کہ سب سے پہلے آپؐ سے کون ملے گا تو فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہوں اس کا مطلب سخاوت تھی لوگ واقعی ہاتھ ناپنے لگے چنانچہ سب پہلے زینب زوجہ رسول کی وفات ہوئی آخر میں عائشہ کی	۱	۸۹۴	۱۳۳۷	
۹۹	امام حسنؑ سے فرمایا کہ آل محمدؐ زکوۃ کا مال نہیں کھاتے	۱	۹۴۰	۱۳۹۸	
۱۰۰	مزدلفہ میں آنحضرتؐ نے نماز مغرب وعشا پڑھی حالانکہ نماز کا وقت عرفات میں ہو چکا تھا	۱	۱۰۵۵	۱۵۶۶	
۱۰۱	قول عمر ابن خطاب کہ ہم اللہ کے حکم کو لیں تو وہ حج وعمرہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اگر آنحضرت کے قول کو لیں تو آپؐ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ ہوگئی	۱	۱۱۲۴	۱۱۷۹	
۱۰۲	آنحضرتؐ نے فرمایا بدعتی پر اللہ وفرشتوں کی لعنت	۱	۱۱۷۲	۱۷۴۹	
۱۰۳	ابوہریرہ حدیث غلط سمجھتے تھے اور غلط فتویٰ دیتے تھے	۱	۱۲۰۶	۱۸۰۶	
۱۰۴	تراویح زمانہ رسولؐ اور ابوبکر میں فرداً پڑھتے تھے عمر نے جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا اور کہا یہ بدعت اچھی ہے	۱	۱۲۵۳	۱۸۸۵	

۱۰۵	ابوہریرہ کا کہنا کہ مہاجرین بازار میں مصروف رہتے تھے اور انصار اپنے باغات میں۔ میں ایک کنگال فقیر آدمی تھا جو کنگال سائبان کے فقیروں میں سے تھا لوگ بھول جاتے تھے میں یادرکھتا تھا	۱	۱۲۷۷	۱۹۲۰		
۱۰۶	عتبہ بن ابی وقاص صحابی، سعد ابن ابی وقاص کا بھائی اور وہ زانی تھا	۱	۱۲۷۹	۱۹۲۶		
۱۰۷	عمر ابن خطاب کا کہنا کہ میں بازاروں میں رہتا تھا اور آنحضرتؐ کے احکام سے غافل رہا	۱	۱۲۸۵	۱۹۳۴		
۱۰۸	آنحضرتؐ کا ارشاد امام حسنؑ کے بارے میں یا اللہ تو اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے	۱	۱۳۲۴	۱۹۹۱		
۱۰۹	حضرت ابراہیمؑ کا تقیہ کرنے کا حکم اپنی زوجہ سارہؑ کے بارے میں	۱	۱۳۷۶	۲۰۷۶		
۱۱۰	عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں خیبر کی زمین یہودیوں سے نکال کر آنحضرتؐ کی بیبیوں میں تقسیم کردی	۱	۱۴۵۳	۲۱۷۶		
۱۱۱	عبداللہ ابن عمر کا عمل خلاف حکم آنحضرتؐ ہوتا تھا	۱	۱۴۶۳	۲۱۹۰		
۱۱۲	عائشہ کا حسد کہ سوتن کے پاس سے تحفہ میں بھیجا ہوا برتن توڑ دیا	۱	۱۵۵۹	۲۳۱۷		

۱۱۳	آنحضرتؐ کی بیبیوں کی دو پارٹیاں تھیں ایک میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ، دوسری میں حضرت ام سلمہ اور باقی بیبیاں	۱	۱۶۱۳	۲۴۰۷	
۱۱۴	عائشہ نے بغیر تحقیق کے ایک شخص سے جس کا نام نہیں لکھا باتیں کر رہی تھیں بے حجاب۔آنحضرتؐ کے ٹوکنے پر بولیں میرا رضاعی بھائی ہے جس پر آپؐ نے فرمایا ''ذرا سنبھال کر چلو رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو''۔	۱	۱۶۴۹	۲۴۶۸	
۱۱۵	آنحضرتؐ کو ایک اندھے نے قرآن کی آیتیں یاد دلائیں جو وہ بھول گئے تھے (معاذ اللہ)	۱	۱۶۵۳	۲۴۷۶	
۱۱۶	آنحضرتؐ کا ارشاد برائے جناب امیر کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے	۱	۱۶۷۹	۲۵۱۶	
۱۱۷	آنحضرتؐ کا فرمانا امام حسنؑ کے بارے میں یہ میرا بیٹا (ابنی) ہے	۱	۱۶۸۲	۲۵۲۰	
۱۱۸	جناب امیر نے کچھ (نصیری لوگوں) کو آگ سے جلانے کی سزا دی اور قول رسولؐ تھا کہ ایسی سزا صرف اللہ ہی دے سکتا ہے	۲	۱۹۲	۲۶۹	
۱۱۹	لڑائی میں جھوٹ بولنا جائز	۲	۲۰۱	۲۷۹	

۱۲۰	اگر کسی سے فساد یا برائی کا اندیشہ ہو تو اس سے مکر و فریب کر سکتے ہیں	۲	۲۰۳	-	
۱۲۱	اُحد میں آنحضرتؐ کے پاس صرف ۱۲ لوگ رہ گئے تھے اور آپؐ بلا رہے تھے مگر وہ سن نہیں رہے تھے	۲	۲۰۷	۲۸۵	
۱۲۲	اہلبیت کے پاس قرآن کے سوا اور بھی کچھ وحی کی باتیں ہیں (صحیفۂ جناب امیر) وہ علم قرآن تھا جو اللہ کسی خاص بندے کو عطا کرتا ہے	۲	۲۱۴	۲۹۳	
۱۲۳	آنحضرتؐ فارسی اور دیگر زبانوں سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے امام حسنؑ سے جب کہا ''کخ، کخ'' وہ فارسی لفظ تھا جس کو امام حسنؑ بھی سمجھتے تھے	۲	۲۳۱	۳۱۶	
۱۲۴	فدک اور جناب سیدہؑ کا غضب ناک ہونا	۲	۲۴۳	۳۳۵	
۱۲۵	آنحضرتؐ کا عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہنا کہ یہیں سے شیطان اپنا سر نکالے گا اور دین کے فساد نکلیں گے	۲	۲۴۶	۳۴۶	
۱۲۶	بنی مطلب اور بنی ہاشمؑ ایک ہیں خمس کے مال میں سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں ملتا تھا	۲	۲۵۹	۳۸۰	

۱۲۷	عمرابن خطاب پارسیوں سے جزیہ نہیں وصول کرتے تھے جب عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ آنحضرتؐ لیتے تھے تب وصول کرنا شروع کیا	۲	۲۶۳	۳۹۶	
۱۲۸	حدیث قرطاس ابن عباس یاد کر کے اتنا روئے کہ کنکریاں بھیگ گئیں	۲۲	۲۶۸	۴۰۵	
۱۲۹	خیبر کی فتح کے بعد ایک یہودن بھونی ہوئی زہریلی بکری آنحضرتؐ کے پاس بھیجی تھی۔ جو آپ نے نہیں کھائی	۲	۲۶۹	۴۰۶	
۱۳۰	عمرابن خطاب کا شک اورآنحضرتؐ کا کہنا "خطاب کے بیٹے میں اللہ کا بھیجا ہوارسول ہوں اور جو میں کررہا ہوں وہ حکم خدا کے مطابق ہے"	۲	۲۸۰	۴۱۷	
۱۳۱	معراج میں حضرت موسیٰ کے کہنے سے نمازیں کم ہوئیں۔ حسن بصری نے انکار کیا	۲	۲۹۰	۴۹۰	
۱۳۲	جس راستہ سے عمر بن خطاب جاتے تھے شیطان راستہ بدل دیتا تھا	۲	۲۹۵	۵۲۵	
۱۳۳	درود بر محمدؐ وآل محمدؐ	۲	۳۱۳	۵۹۵	
۱۳۴	جناب موسیٰ کے کپڑے ایک پتھر لے کر بھاگا اور لوگوں نے برہنہ دیکھا	۲	۳۳۰	۶۲۸	
۱۳۵	حضرت موسیٰ نے ملک الموت کوتھپڑ مار کر آنکھ پھوڑ دی	۲	۳۳۳	۶۳۱	

۱۳۶	ابن عباس اور عمر ابن خطاب کی قرائت میں فرق انما فَتَنَّاهُ کے بجائے انما فَتَنَاهُ پڑھتے تھے	۲	۳۴۰	۶۴۴		
۱۳۷	بنی اُمیہ اور بنی ہاشم میں فرق بنی اُمیہ خمس کے مستحق نہیں تھے	۲	۳۵۶	۷۱۷		
۱۳۸	آنحضرت کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا	۲	۳۷۷	۷۸۱		
۱۳۹	آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ''میرے بعد کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے اور روزہ حقیر مگر وہ لوگ دین سے نکل گئے ہوں گے'' ان کو جناب امیر نے نہروان میں قتل کیا	۲	۳۷۸	۸۱۵		
۱۴۰	آنحضرتؐ نے فرمایا ''میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بات کریں گے تو سب سے افضل بات مگر وہ اسلام سے ایسے نکل گئے ہوں گے جیسے تیر کمان سے''	۲	۳۷۸	۸۱۶		
۱۴۱	ایک صحابی اپنے آپ کو جہنمی سمجھتا تھا اس لیے کہ اُس نے اپنی آواز کو آنحضرتؐ کی آواز سے بلند کیا تھا	۲	۳۷۸	۸۱۸		
۱۴۲	تعریف صحابی کی۔ جس نے آنحضرتؐ کی صحبت اُٹھائی ہو یا آپ کو دیکھا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان ہو	۲	۳۸۲			

۱۴۳	قاتل عمر ابن خطاب مسلمان تھا بقول خود	۲	۳۹۰	۸۹۷	
۱۴۴	نبیذ شراب پی تو پیٹ سے نکل گئی	۲	۳۹۰	۸۹۷	
۱۴۵	عبدالرحمٰن بن عوف نے جناب امیرؑ سے کہا گر تم کو خلیفہ بناؤں گا تو تم عدل اور انصاف کرو گے اور اگر عثمان کو بناؤں گا تو تم عثمان کی بات مانو گے	۲	۳۹۰	۸۹۷	
۱۴۶	آنحضرتؐ نے فرمایا ''جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا''	۲	۳۹۴	۹۰۹	
۱۴۷	آنحضرتؐ نے فرمایا ''فاطمہؑ جنت کے عورتوں کی سردار ہیں''	۲	۳۹۴		
۱۴۸	عمار یاسر کا جنگ جمل کے وقت کہنا کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی	۲	۴۱۴	۹۵۷	
۱۴۹	عائشہ کا جناب خدیجہؑ کے بارے میں خیال کہ وہ بڈھی جس کے منہ میں دانت نہیں سرخ مسوڑھے والی	۲	۴۳۴	۱۰۰۷	
۱۵۰	عائشہ کا کہنا کہ وہ کسی اور عورت پر اتنا حسد نہیں کرتی تھیں جتنا جناب خدیجہؑ سے	۲	۴۳۴	۱۰۰۵	
۱۵۱	ابوبکر کا ایک غلام تھا نام نہیں معلوم جو اپنی کمائی ان کو لا کر دیتا اور ابوبکر اُس کی کمائی کھاتے تھے	۲	۴۴۰	۱۰۱۳	

۱۵۲	عبداللہ ابن عمر اپنے باپ عمر ابن خطاب سے قبل اسلام لائے	۲	۵۰۴	۱۳۳۷		
۱۵۳	جناب سیدہؑ نے ابوبکر سے مرتے دم تک بات نہیں کی	۲	۵۰۴	۱۳۸۳		
۱۵۴	جنگ حنین میں بھاگنے کا واقعہ اور آپ گا فرمانا کہ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں	۲	۵۲۴	۱۴۴۳		
۱۵۵	آنحضرتؐ نے یمن کی طرف پہلے خالد بن ولید کو روانہ کیا پھر خالد کو ہٹا کر جناب امیرؑ کو مقرر کیا	۲	۵۳۱	۱۴۷۳		
۱۵۶	آنحضرتؐ کے دہن اقدس میں عائشہ نے زبردستی باوجود رسولؐ کے منع کرنے کے دوا ڈالی اور جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے حکم دیا سوائے عباس کے یہ دوا سب پئیں مگر کسی نے نہیں پیا۔ (کیا وہ زہر تھا؟)	۲	۵۵۳	۱۵۷۰		
۱۵۷	وفات آنحضرتؐ کا کہنا کہ مجھ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی تکلیف معلوم ہوتی ہے جو خیبر میں ایک یہودن نے بھیجا تھا (سوال-کیا غیر مسلم کا ذبیحہ جائز تھا جو پیغمبرؐ نے کھایا؟۔اب اوپر والی حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے گا)	۲	۵۵۳			
۱۵۸	آنحضرتؐ کے وقت وفات اصحاب کا جھگڑنا اور ''اھجر'' کہنا	۲	۵۵۳	۱۵۵۱		
۱۵۹	لشکر اُسامہ میں ابوبکر اور عمر بھی شریک تھے	۲	۵۵۷	۱۵۸۰		

۱۶۰	حالت نماز میں بھی اگر رسولؐ پکارے تو نماز چھوڑ کر آنا	۲	۵۶۰	۱۵۸۵	
۱۶۱	عمر ابن خطاب کا کہنا کہ ازواج رسول کو کہ ”اگر تم لوگ باز نہ آؤ گی تو رسول تم کو طلاق دے دیں گے اور تم سے بہتر بیبیاں اللہ عطا کرے گا“	۲	۵۷۰	۱۵۹۴	
۱۶۲	عاشورہ کا روزہ ایام جہالت میں رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے واجب ہو گئے تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا گیا	۲	۵۸۵	۱۶۱۳	
۱۶۳	عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکن دین نہیں تھا	۲	۵۹۱	۱۶۲۴	
۱۶۴	عبداللہ ابن عمر کے نزدیک ”اللہ نے عثمان کا قصور معاف کر دیا لیکن یہ معافی تم لوگ قبول نہیں کرتے، اور رہا علیؑ وہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے“	۲	۵۹۱	۱۶۲۴	
۱۶۵	عمرۂ تمتع ایک شخص (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہنے لگا	۲	۵۹۴	۱۶۲۷	
۱۶۶	وطی فی دبر	۲	۶۰۰	۱۶۳۴	
۱۶۷	عبداللہ ابن زبیر کا اصرار کہ منسوخ آیت کو قرآن سے مٹادو	۲	۶۰۲	۱۶۳۷	
۱۶۸	عمر ابن خطاب کو آیت کا مطلب معلوم نہیں تھا	۲	۶۰۸	۱۶۴۵	
۱۶۹	دیدار خدا	۲	۶۴۴	۱۶۸۹	

۱۷۰	عمر ابن خطاب کو معلوم تھا کہ آیت الیوم اکملت کب اور کہاں اُتری	۲	۶۶۵	۱۷۱۴	
۱۷۱	متعہ	۲	۶۷۲	۱۷۲۳	
۱۷۲	مسلمان مشرکوں کے پاس جاکر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے	۲	۶۹۵	۱۷۵۸	
۱۷۳	قرآن آنحضرتؐ کی حیات میں جمع نہیں ہوا تھا	۲	۷۱۷	۱۷۸۵	
۱۷۴	حضرت علیؑ نے فرمایا ''روز قیامت سب سے پہلے دوزانو ہو کر اللہ کے سامنے میں اپنا مقدمہ پیش کروں گا''	۲	۷۶۸	۱۸۵۳	
۱۷۵	درود	۲	۸۰۵	۱۹۰۳	
۱۷۶	عمر ابن خطاب کا آنحضرتؐ سے جھگڑا کرنا	۲	۸۳۵	۱۹۴۹	
۱۷۷	ابوبکر اور عمر میں جھگڑا	۲	۸۳۶	۱۹۵۰	
۱۷۸	فضیلت حضرت سلمانؓ	۲	۸۶۸	۲۰۰۲	
۱۷۹	عائشہ اور حفصہ کے قلوب ٹیڑھے ہونے کا واقعہ	۲	۸۷۹	۲۰۱۵	
۱۸۰	جناب ام سلمہؓ کا عمر ابن خطاب کو ڈانٹنا اور کہنا ''خطاب کے بیٹے''	۲	۸۸۰	۲۰۱۷	
۱۸۱	عمر ابن خطاب تلاوت میں الحی والقیوم کے بدلے الحی القیام پڑھتے تھے	۲		انا ارسلنا	

۱۸۲	سورہ اللیل میں معاویہ والے وما خلق الذکر والانثیٰ کے بجائے وما خلق الذکر الانثیٰ پڑھتے تھے	۲	۹۰۰	۲۰۴۹	
۱۸۳	عبداللہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور الناس قرآن کا جز نہیں سمجھتے تھے	۲	۹۲۱	۲۰۸۰	
۱۸۴	قرآن کے جمع کرنے کا قصہ	۲	۹۲۴	۲۰۸۹	
۱۸۵	ایک آیت کہیں نہیں ملی صرف ابوحزیمہ کے سوا	۲	۹۲۵	۲۰۹۰	
۱۸۶	متعہ	۳	۶۱	۱۰۴	
۱۸۷	حنفیہ متعہ کو جائز سمجھتے تھے	۳	۱۰۴۰	۱۸۵۰	
۱۸۸	عمر ابن خطاب کا اعتراف کے ''وہ مسئلہ دادا کا، کلالہ کا، اور سود کا کاش آنحضرتؐ سے پوچھتے''	۳	۳۴۴	۵۴۷	
۱۸۹	تقیہ	۳	۹۹۰	۱۷۶۲	
۱۹۰	عمر ابن خطاب نے منبر رسولؐ سے لعن کیا	۳	۱۱۴۶		
۱۹۱	عمر ابن خطاب نے کہا ''اگر لوگوں کا خوف نہ ہوتا تو قرآن میں میں اپنی مرضی سے بڑھا دیتا'' (لوگوں کا خوف تھا اللہ کا خوف نہیں)	۳	۱۱۴۹		
۱۹۲	آنحضرتؐ (معاذ اللہ) نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے	۳	۵۹۷	۹۸۸	

۱۹۳	ارشاد آنحضرتؐ "خطاب کے بیٹے (عمر ابن خطاب) کیا ابھی تک تجھ کو شک ہے" اوفي شك انت يا بن ابی خطاب	۳	۶۴۸	ص۴۷۵	تیسر بخاری
۱۹۴	حفصہ کی گستاخیوں کی وجہ سے آنحضرتؐ سارا دن غصے میں رہتے تھے	۳	۶۴۸	ص۴۷۶	شرح بخاری
۱۹۵	عمر ابن خطاب آنحضرتؐ کے سامنے توریت پڑھنے لگے جس پر دیگر صحابہ نے ان کو ملامت کیا اور کہا' کیا تم نہیں دیکھتے کہ آنحضرتؐ کو کہ وہ کتنا ناراض ہیں"	۳	۶۴۸	ص۴۷۶	تیسر بخاری
۱۹۶	حدیبیہ میں حضرت علی کا انکار ان کے قوت ایمانی کا جوش تھا آنحضرتؐ کا حکم بطور وجوب نہیں تھا اور دوسرے یہ معجزہ دکھلانا تھا کہ آپ کو لکھنا آتا ہے	۳	۸۶۲	ص۶۵۸	تیسر بخاری
۱۹۷	عمر ابن خطاب حفصہ کے بیوہ ہونے کے بعد ہر ایک سے کہتے پھرتے تھے کہ "میں تمہارا نکاح حفصہ سے کرتا ہوں" بغیر اجازت حفصہ	۷	۶۰	ص۵۶	
۱۹۸	امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ کا قول کہ معاویہ کے بارے میں صحابیت کا ادب مانع ہے اس کے بارے میں آنحضرتؐ کی صرف ایک حدیث ہے کہ اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے اور نیز یہ دشمن خاندان رسالت ہے۔	۵	۱۰۷	ص۹۲-۹۰	باب معاویہ

۱۹۹	وقرن فی بیوتکن آنخضرتؐ کی بیبیوں کے لیے آیا تھا اور جناب ام سلمہؓ فرماتی تھیں ''میں اونٹ پر سوار ہوکر حرکت کرنے والی نہیں ہوں جب تک آنخضرتؐ سے نہ مل جاؤں یعنی مرتے دم تک گھر میں رہوں گی''	۵	۱۱۶	ص۹۵	باب مناقب عائشہ
۲۰۰	کلمہ اشھدان علیاًولی اللہ کے بجائے اشھدان علیاً امام الاولیاء کہنا چاہیے	۵	۳۰۹	ص۲۴۶	باب جنگ بدر
۲۰۱	آیت اکملت لکم کے بارے میں ایک یہودی نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ ایک ایسی آیت قرآن میں ہے اگر ہم یہودیوں کے ہاں ہوتی تو ہم اُس دن کو روز عید ٹھیراتے	۱	۴۳	ص۴۰	باب زیادۃ الایمان
۲۰۲	ایک شخص نے آنخضرتؐ سے اپنے باپ کا نام جو اُس کو علم نہیں تھا پوچھا آنخضرتؐ نے اُس کے صحیح باپ کا نام بتلایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور پوچھو تو عمر فوراً دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور تین بار کہا ہم اللہ کے رب و دین اسلام اور آپ کے پیغمبرؐ ہونے سے خوش ہیں۔ یہ سن کر آپ چپ رہے۔ (یہ کیوں کیا؟ اس کی کوئی وجہ ضرور ہے)	۱	۹۳	ص۸۱	باب من برک علی رکبتیہ
۲۰۳	نماز کی امامت کے لیے غلام، وولد الزنا اور گنوار، اور نابالغ میں جو بھی ان میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو وہ کرے	۱	باب امامہ العبد	ص۴۶۰	باب امام العبد، ولد البغی

۲۰۴	ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا نقل کیا ہے	۱	۷۰۷	ص ۴۸۹	باب وضع الیمنی علی الیسری
۲۰۵	امام مالک کے نزدیک بعد سورہ حمد نماز میں آمین نہیں کہنا چاہیے	۱		ص ۵۱۳	
۲۰۶	آنحضرتؐ نے خالد بن ولید پر تبرا کیا بعد اسلام لانے کے	۵	۶۲۸	ص ۴۹۵	
۲۰۷	عائشہ کا عمل تھا وہ جب کسی مرد سے (گوشہ) پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں سے کہتیں اس کو پانچ بار دودھ پلا دو حالانکہ وہ شخص بڑی عمر کا ہوتا تھا۔ پھر وہ شخص عائشہ کے پاس آتا جاتا رہتا آنحضرتؐ کی دوسری بیبیاں یعنی ام سلمہؓ نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا کہ رضاعت کا تعلق بچپن سے ہے	۵	بدر	۳۳۵	تیسیر الباری، ص ۲۶۷
۲۰۸	ابوبکرہ نے کہا اللہ نے مجھے جنگ جمل کے دن رسولؐ کی ایک حدیث نے بچایا کہ ''بھلا وہ قوم کہیں پنپ سکتی ہے جو اپنا کام ایک عورت کے سپرد کر دے''	۵	کتاب النبی	۷۰۸	تیسیر الباری، ص ۵۶۷
۲۰۹	بخاری نے جناب امیر کو حضرت علی علیہ السلام لکھا	۶	سورۃ والزاریات	کتاب الفسیر	تیسیر الباری، ص ۳۷۲

۲۱۰	جس حدیث رسولؐ سے لوگ یزید ملعون کو جنتی کہتے ہیں اس میں قسطنطنیہ کا نام ہی نہیں ہے ہاں ایک حدیث ملتی ہے اور وہ بھی قیصر روم کے شہر میں جہاد کی ہے جو جزیرہ قبرص کی فتح کے بارے میں ہے اس میں ابوایوب انصاریؓ شریک تھے ۲۸ھ میں واقع ہوا تھا	۴	ما قیل فی قتال روم	کتاب الجھاد ۱۷۵	تیسیر الباری، ص ۱۲۵
۲۱۱	حدیث قرطاس کے وقت عمر ابن خطاب نے ہجر لفظ کہا تھا	۴	ھل یستشفع	کتاب الجھاد ۲۸۸	تیسیر الباری، ص ۲۱۱
۲۱۲	عثمان نے فدک مروان کو (جوان کا داماد تھا) دے دیا تھا	۴	خمس	۳۲۵	تیسیر الباری، ص ۲۴۳
۲۱۳	حدیث حوض رسولؐ اصحابی کہیں گے اور فرشتے مرتد کہیں گے	۴	الانبیاء	۵۶۸	تیسیر الباری ص ۴۲۷
۲۱۴	حرام رشتوں میں جہاں بیٹیاں اور بیٹے مراد ہیں وہاں پر نواسیاں اور پوتیاں اور نواسے پوتے بھی شامل ہیں	۷	در بائبکم		ص ۲۷
۲۱۵	عمر ابن خطاب جب دعا مانگتے تھے تو رسولؐ کے چچا عباس کا وسیلہ دیتے تھے	۱	۶۳۶	۹۵۵	

۲۱۶	عبداللہ ابن عمر ابن خطاب نے لوگوں کو مخاطب ہوکر کہا کہ ''ہم یزید سے اللہ اور رسول کے حکم کے موافق بیعت کر چکے اب اس (یزید) سے بغاوت نہیں کر سکتے، اگر کوئی بیعت کر کے توڑ ڈالے تو اس میں اور مجھ میں کوئی تعلق نہیں رہا''	۹	خرج فقال بخلافہ پارہ ۲۹	۵۴	تیسیر الباری، صفحہ ۱۷۱
۲۱۷	صحابہ میں عمر ابن خطاب اور عبداللہ ابن مسعود اس کے قائل تھے کہ غسل جنابت اگر پانی سے ممکن نہیں ہے تو تیمم کرنا درست نہیں اگر پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے۔ لیکن اور سب صحابہ اس کے خلاف تھے انہوں نے جب کے لیے تیمم جائز رکھا	۱	اذا خاف الجنب	۳۴۱	تیسیر الباری، صفحہ ۲۴۶
۲۱۸	امام بخاری کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے، امام شوکانی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک وہ نجس ہے، اسی طرح کتے کا لعاب اور عکرمہ اور امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔ سور کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک سور کا جھوٹا بھی پاک ہے مگر دوسرے علماء نجس جانتے ہیں	جلد ۱	الماء الذی یغسل		تیسیر الباری حاشیہ، صفحہ ۱۳۴
۲۱۹	ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ (شراب) سے وضو جائز ہے	۱	باب وضو		صفحہ ۱۷۷
۲۲۰	عائشہ سفر میں پوری نماز پڑھتی تھیں جب کہ قصر کرنا واجب ہے	۲	یقصر		صفحہ ۱۳۸

۲۲۱	عبداللہ ابن عمر بن خطاب کا خواب کہ دو فرشتے اُنہیں جہنم کی طرف لے گئے جس میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے	۲	قیام لیل		۱۵۶
۲۲۲	عمر ابن خطاب حالت نماز میں فوج کا ج کا حساب کرتے تھے بقول خود، اور نماز مغرب میں قرأت ہی نہیں کی	۲	تفکر		تیسیر الباری، حاشیہ ۲۱۹
۲۲۳	جب معاویہ نے اپنی خلافت کے لیے کسی اعتراض کرنے والے کو اعتراض کرنے لیے کہا تو عبداللہ ابن عمر اس ڈر سے کے کہیں فساد نہ ہو خاموش رہے	5	خندق		۳۵۰
۲۲۴	بیعت رضوان جس شجر کے نیچے لی گئی تھی لوگ اس شجر کے نیچے نماز پڑھتے تھے۔ عمر ابن خطاب نے اس درخت کو کٹوا دیا (کچھ یاد آتا ہوگا)	5	الحدیبیہ		صفحہ ۳۹۲
۲۲۵	مسلم بن عقبہ جس نے مدینہ میں بحکم یزید تاراجی کی تھی جب مرنے لگا تو مرتے وقت یہ دعا کی یا اللہ میں نے توحید کی شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا	5	الحدیبیہ		صفحہ ۳۹۴
۲۲۶	براء بن عازب صحابی رسولؐ سے علاء بن میسّب کے باپ نے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہؐ کی صحبت اُٹھائی اور درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی تو انہوں (براء بن عازب) نے کہا تم کیا جانو ہم لوگو نے (اصحاب رسولؐ) آنحضرتؐ کے بعد کیا کیا نئے گن کھلائے۔	5	الحدیبیہ		صفحہ ۳۹۴

۲۲۷	ابو ہریرہ جو فتح خیبر کے بعد اسلام لائے حدیث بیان کررہے ہیں خیبر کی	۵	خیبر	۵۱۵	صفحہ ۴۱۶
۲۲۸	حدیث رسول کل علم اس مرد کو دوں گا جس سے اللہ اور رسولؐ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے	۵	خیبر	۵۲۰	صفحہ ۴۲۱
۲۲۹	ابن اسحاق نے ابورافع سے روایت کی کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ پر حملہ کر کے اُن کی ڈھال گرادی وہاں ایک دروازہ قلعہ کا تھا حضرت علیؑ نے اُسی کو اٹھالیا ڈھال کی طرح یہاں تک کہ قلعہ فتح ہوگیا ابورافع کہتے ہیں میں اور سات آدمی اور آٹھ آدمیوں نے (۱۶) نے زور لگایا تو وہ دروازہ اُلٹ نہ سکا	۵	خیبر	۵۲۱	صفحہ ۴۲۲ حاشیہ
۲۳۰	روز خیبر متواتر احادیث ہیں جس میں گدھے کا گوشت حرام کیا گیا مگر کسی حدیث میں متعہ کے حرام ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ پھر وہ حدیث جو بعد رسولؐ گڑھی گئی کہ روز خیبر متعہ اور گدھے کا گوشت حرام کیا غلط ثابت ہوتی ہے	۵	خیبر	۵۲۶ ۵۳۴	صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۶
۲۳۱	خیبر کے دن عثمان ابن عفان (جو بنی اُمیہ سے تھے اور اپنے آپ کو قریش سمجھتے تھے) رسولؐ اللہ کے پاس جاکر خمس مانگا اور کہا آپؐ نے مطلب بن عبد مناف کی اولاد کو دیا حالانکہ ہمارا اور ان کا رشتہ جو آپؐ کے ساتھ ہے وہ ایک ہے۔ آپ نے انکار کیا اور کہا ہاشم اور مطلب ایک ہے عبد شمس کو اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا	۵	خیبر	۵۳۸	صفحہ ۴۲۸

۲۳۲	جناب امیرؑ سے منسوب بیعت کا واقعہ کہ بعد وفات جناب سیدہ آپؑ نے بیعت کی۔ مگر روایت میں کہیں نہیں لکھا کہ آپؑ نے بیعت کی	۵	خیبر	۵۴۶	صفحہ۴۳۴تا ۴۳۶
۲۳۳	جیش اسامہ میں ابوبکر، عمر، اور ابوعبیدہ وغیرہ شامل تھے	۵	غزوہ زید	۲۵۵	صفحہ۴۴۰ حاشیہ
۲۳۴	فرمایا رسولؐ اللہ نے جناب امیرؑ سے کہ انت منی وانا منک	۵	عمرہ قضاء	۵۵۳	صفحہ۴۴۲
۲۳۵	عبداللہ ابن عمر کی بیان کردہ حدیث پر عائشہ کی تردید	۵	ایضا	۵۵۵	۴۴۳
۲۳۶	زنا سے پیدا ہوا طفل زانی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہوتا ہے جس کی زوجہ سے یا کنیز سے پیدا ہوا ہو	۵	مکہ	۵۹۶	۴۷۰
۲۳۷	رسولؐ اکرم کے سامنے ابوبکر اور عمر کے درمیان بلند آواز سے جھگڑا کرنا اور سورہ حجرات کی یہ آیت کہ اللہ اور رسول کے سامنے باتیں......	۵	غزوۃ عینیہ	۶۵۳	۵۱۷
۲۳۸	حدیث منزلت۔ حاشیہ میں کہ جناب امیرؑ میں بغیر نبوت کے سارے کمالات موجود تھے مگر مفضول کی خلافت افضل کے مقابل قبول ہے	۵	تبوک	۷۰۰	۵۵۲

۲۳۹	حاکم اور سعد نے جو روایت کی کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی گود میں وفات پائی تو یہ روایت اس بنا پر صحیح نہیں ہے کہ اس کی سند میں ایک شیعہ ہے (حاشیہ) (مروان جیسے ملعون سے حدیث لی جاسکتی ہے)	۵	مرض النبی	۷۲۲	صفحہ ۵۷۵
۲۴۰	عبداللہ ابن عمر کے حدیث بیان کرنے پر معاویہ کا یہ کہنا کہ لوگ جھوٹی حدیثیں بیان کررہے ہیں	۴	مناقب	۷۰۴	۵۴۰
۲۴۱	قریش قصیٰ بن کلاب کی اولاد کا نام ہے اور فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ سرداری قریش کے یہاں رہے گی	۴	مناقب	۷۰۵	۵۴۱
۲۴۲	قرآن کا جمع کرنا (حاشیہ)	۴	نزول القران	۷۰۹	۵۴۳
۲۴۳	جب لوگوں نے خواہش کی رسولؐ اللہ سے کہ آپؐ دین کی بات بتائیں تاکہ ہم واپس جاکر اپنے لوگوں میں تبلیغ کریں تو آپؐ نے فرمایا میں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان، اس بات پر گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، درستی سے نماز، زکوٰۃ اور غنیمت کے مال سے خمس، اور چار چیز سے منع کرتا ہوں کدو کے تو بنے، سبز لاکھی برتن، اور لکڑے کے کردیے ہوئے روغنی برتنوں سے (؟)	۴	نسبہ یمن	۷۱۳	۵۴۶

۲۴۴	بنی تمیم (ابوبکر کا قبیلہ) اور بنی اسد اور بن عبداللہ غطفان سے بہتر جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ	۴	ذکر اسلم وغفارہ	۷۱۸	۵۴۸
۲۴۵	فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ روز قیامت میں اللہ کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑوں گا	۶	بقرہ	۲	۴
۲۴۶	سورۃ بقرہ میں تمام قاریان "فومہا" یعنی گیہوں کہتے تھے اور ابن مسعود "ثومہا" (لہسن) حاشیہ	۶	شیاطین	۳	۷
۲۴۷	قول عمر ابن خطاب کہ علیؑ سب سے عمدہ قاضی ہیں	۶	قولہ	۸	۱۱
۲۴۸	صراط علی مستقیم - شیعہ کی تفسیر (حاشیہ)	۶	حجر	۲۲۳-۱۲۲۲	۱۹۳
۲۴۹	سورہ حجر لفظ فزع اور فزغ کی قرات میں فرق اصحاب کے زبانی	۶	حجر	۲۲۴	۱۹۵
۲۵۰	ابوحنیفہ نے نماز میں فارسی، اردو، یا کسی زبان میں قرآن کا ترجمہ جائز رکھا۔	۶	حجر	۲۲۴ حاشیہ	۱۹۸
۲۵۱	اگر رسولؐ اکرم پکاریں چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہو فوراً چلے آجاؤ	۶	سبع مثانی	۲۲۶	۱۹۷
۲۵۲	واقعہ افک میں جس کنیز کو برائے تصدیق اور گواہی کے لایا گیا اس کا نام بریرہ ہے۔ یہ واقعہ افک ۶ ہجری کا ہے۔ بریرہ کنیز کو عائشہ نے فتح مکہ ۱۰ یا ۹ ہجری میں خریدا۔ اب یہ گواہی یا صفائی بریرہ کے طرف سے دی گئی کہاں تک سچ ہے۔ اس کے علاوہ سعد بن معاذ نے بھی عائشہ کے حق میں کہا حالانکہ سعد بن معاذ خندق کی لڑائی میں ۵ ہجری میں پہلے ہی شہید ہو چکے تھے۔ اللہ کو معلوم ہے کون صحیح ہے	۶	افک	۲۷۳	۲۵۸ ۲۷۰ مع حاشیہ

۲۵۳	منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء واجداد نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ سب کے سب موحد گذرے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نور اُن کی پشت میں رہا اس وقت تک انہوں نے بت پرستی نہیں کی جب نور ان سے جدا ہوگیا تو اس وقت شرک میں مبتلا ہوگئے	٦	انک لا تھدی	۲۹۵	صفحہ۲۹۳ (حاشیہ۹)
۲۵۴	ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے قیامت کے دن اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر بولے گا انا املك این الملوك	٦	قبضۃ یوم القیامہ	۳۳٦	صفحہ۳۳۲
۲۵۵	الا المودة فی القربیٰ سعید بن جبیر نے کہا اس سے رسول کی ال مراد ہے۔ ابن ابی حاتم نے یہ اخذ کیا ابن عباس سے کہ اس سے جناب فاطمہؑ کی اولاد مراد ہے۔ ابن کثیر نے لکھا کہ اس کا راوی حسین اشقر ہے جو شیعہ حدیث بنانے والا ہے اور یہ آیت مکہ کی ہے جبکہ فاطمہؑ کے کوئی اولاد نہیں تھی (مردان سے تو حدیث لی جائے اور شیعہ ہونے کا شک بھی ہو تو رد کردی جائے)	٦	مودۃ	۳۴۳	۳۴۳

صحیح مسلم

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو مستند و معتبر قرار دے کر ''صحیح'' کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداود، اور صحیح نسائی، اور صحیح ابن ماجہ- اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری ور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے؟ اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو، امام مسلم نے چار لاکھ حدیثیں جمع وفراہم کیں اور ان میں سے ایک لاکھ مکرر تھیں جن کو ترک کر دینے کے بعد تین لاکھ حدیثوں کو یکجا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتمد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں انتخاب کیں۔

حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ''صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ ان کا قول ہے کہ ماتحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔

ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم، امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم کو امام علم حدیث شمار کرتے اور جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔ ان کی تاریخ وفات ۲۴ر رجب ۲۶۱ھ ہے۔

میں نے جن احادیث کا انتخاب کیا ہے وہ مندرجہ ذیل کتاب سے کیا ہے جو میرے پاس موجود ہے۔

صحیح مسلم معہ شرح نووی مترجم ترجمہ علامہ وحید الزمان ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور

نعمانی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

شمارہ	عنوان	باب	صفحہ
۱	آنحضرتؐ نے جناب امیر سے عہد کیا تھا کہ ''نہیں محبت رکھے گا علیؑ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا علیؑ سے مگر منافق''	تسمیه العبد الابق کافرا	جلداول ۱۷۲
۲	عائشہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن یزید کو پانی منگا کر پردہ کے پیچھے سے غسل جنابت کا طریقہ بتلایا (تاویل یہ کہ محرم کا اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے)۔ (سوال جب پانی ڈالا گیا تو بدن بھیگا یا نہیں اگر بھیگا تو اندر کا بدن نظر آئے گا یا نہیں؟)	صفة غسل الجنابة	جلداول ۴۳۲
۳	عائشہ نے ابوموسیٰ کو بتایا غسل جنابت کب واجب ہوتا ہے اس کی تفصیل بتلائی۔ کیا ایک ۱۸ سالہ بیوہ سے کوئی ایسا سوال کرسکتا ہے اور کوئی اتنی بیبا کی سے جواب دیتا ہے؟)	بیان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل	جلداول ۴۴۸
۴	امام مالک نے بیان کیا کہ ''نمازی کو اختیار ہے کہ ہاتھ باندھے اور چاہے نہ باندھے نماز میں''	وضع یده الیمنیٰ علی الیسری	جلددوم ۲۸
۵	(معاذ اللہ) پیغمبرؐ نماز میں بھول جاتے تھے۔ رسول کو دین کی باتوں میں بھول چوک ہوتی تھی	السهوفی الصلوٰة	جلددوم ۱۳۴

۶	منیٰ میں زمانہ رسولؐ سے خلافت دوم تک دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی عثمان نے شروع میں ایسا ہی کیا بعد میں چار رکعت نماز ہوگئی۔ عبداللہ ابن عمر جب امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو چار اور اگر اکیلے پڑھتے تو دو رکعت والی یعنی قصر	کتاب صلوٰۃ المسافرو قصر ھا	جلد دوم ۲۱۷
۷	آنحضرتؐ دو نمازوں کو جمع کرتے تھے (ابن عباس)	جواز الجمع بین الصلوتین	۲۲۶
۸	(معاذ اللہ) جب ایک تہائی رات گذر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُترتا ہے آسمان دنیا پر	صلواۃ اللیل و عددر کعات	۲۵۴
۹	اختلاف قرأت	مایتعلق بالقرآء ت	۲۹۴
۱۰	عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں سورہ معوذتین نہیں تھے	ایضاً	۲۹۵
۱۱	گانے میں اختلاف ہے مالک مباح کہتے ہیں ابوحنیفہ حرام، شافعی اور مالکی مکروہ	صلوۃ العیدین	جلد دوم ۳۳۹
۱۲	عبداللہ ابن عمر نے سنا کچھ اور اس کو یاد نہ رہا احکام رسولؐ بھول گئے (عائشہ)	الجنائز	۳۷۵
۱۳	آنحضرتؐ نے عائشہ کے سینہ پر اس شدت سے گھونسہ مارا جس سے اُن کو درد ہوا	الجنائز	۴۰۱
۱۴	رسولؐ اللہ "جب رات آئی دن گیا اور سورج ڈوبا روزہ دار نے افطار کیا"	بیان وقت انقضاء الصوم	جلد سوم ۱۰۹

۱۵	متعہ کے بارے عمر ابن خطاب کا کہنا ''اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا قرآن کا حکم ہو تو ہو امیرے پاس کوئی شخص اگر آئے گا تو میں اس کو پتھر ماروں گا (سنگسار)'' مترجم نے غلط ترجمہ کیا غور سے عربی عبارت پڑھیں	وجه الاحرام	جلدسوم ۲۴۳
۱۶	جواز متعہ جناب امیرؑ کا عثمان سے کہنا ''ہم نے متعہ کیا زمانہ رسولؐ میں''	جواز التمتع	۲۷۳
۱۷	جناب امیرؑ کا عثمان سے کہنا'' کیا ارادہ ہے تمہارا اس کا کہ ساتھ جو خود رسولؐ نے کیا اور تم اس سے منع کرتے ہو؟ عثمان نے کہا تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے چال پر علیؑ نے فرمایا ''میں نہیں چھوڑ سکتا''	ایضاً	۲۷۳
۱۸	حضرت ابوذرؓ نے فرمایا'' دو متعہ ایسے ہیں کہ ہمارے لیے خاص ہیں۔ عورتوں سے نکاح اور متعہ حج''	ایضاً	۲۷۳
۱۹	سعد ابن ابی وقاص سے پوچھا متعہ کو انہوں نے کہا ''ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھا مکہ کے گھروں میں'' (ملاحظہ ہو نووی کی شرح، ص ۲۷۵)	ایضاً	۲۷۴

۲۰	ابن عباس نے کہا کہ یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہے کہ روایت کرتی ہے کہ رسولؐ نے اجازت دی ہے سو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو تو پھر ہم ان کے پاس گئے وہ ایک فربہ عورت ہیں اور نابینا سوانہوں نے کہا ''بے شک اجازت دی ہے متعہ کی رسولؐ نے''	ایضاً	۲۹۰
۲۱	عبداللہ ابن مسعود کی قراءت میں فما استمتعتم منهن کے بعد الی اجل مسمی ہے جواب قرآن میں نہیں ہے	النكاح المتعة	جلد چہارم ۱۳
۲۲	حضرت جابرؓ اور سلمہؓ نے کہا کہ ''رسولؐ نے ہم کو اجازت متعہ کی''	النكاح المتعة	۱۶
۲۳	جابرؓ نے فرمایا کہ ہم متعہ کرتے تھے عورتوں سے کئی دن کے لیے ایک مٹھی کھجور اور آٹا دے کر رسولؐ اللہ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے زمانہ میں یہاں تک کہ عمر نے منع کیا	النكاح المتعة	۱۶-۲۰
۲۴	عائشہ کا اور حفصہ کا خرچ کا مانگنا اور ان دونوں کے باپ کا ان دونوں کا گلا گھونٹنا	طلاق الثلاث	۹۷
۲۵	آنحضرتؐ کا عمر سے کہنا ''اے خطاب کے بیٹے کیا تجھ کو ابھی تک شک ہے''	ایضاً	۱۰۹
۲۶	حدیث قرطاس اور لفظ ''ہجر'' (اور اس کی وضاحت قابل مطالعہ ہے)	ترك الوصية لمن ليس له	۲۵۹
۲۷	ابوحنیفہ نے کافر کو حرم میں جانے کی اجازت دی ہے	ایضاً	۲۶۳

۲۸	قول عمر ابن خطاب کہ علیؑ اور عباس ابوبکر کو جھوٹا، گنہگار دغاباز چور سمجھتے تھے	حکم الفیء	جلد پنجم ۲۲
۲۹	ام ایمن کنیز تھیں حضرت عبداللہ کی اور حبش کی تھیں جب حضرت آمنہ نے آنحضرت کو جنا پھر ام ایمن آپ کو کھلاتی تھیں جب آپؐ بڑے ہوئے تو آپؐ نے ام ایمن کو آزاد کردیا پھران کا نکاح زید بن حارثہ سے پڑھادیا اور وہ رسولؐ کی وفات کے پانچ مہینے بعد مرگئیں (کیا ہوا اُس حدیث لانرث ولانورث؟)	ردالمہا جرین الی الانصار	۴۲
۳۰	آنخضرتؐ وقت لڑائی فخراً کہتے تھے ''میں بیٹا ہوں عبدالمطلب کا'' کیا کوئی نبی اپنے آپ کو فخراً کافر سے رشتے داری بتلاسکتا ہے؟	غزوۃ حنین	۵۲
۳۱	ارشاد رسولؐ ''اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں''	صلح الحدیبیہ	۶۵
۳۲	جناب امیر اور خیبر کی جنگ اور آپ کا رجز	غزوۃ ذی قرد و غیرہ	۹۸ ۹۷
۳۳	بارہ خلیفہ ہوں گے	الناس تبع لقریش والخلافۃ	۱۱۱
۳۴	ارشاد رسولؐ ٹھلیا کی نبیذ حرام ہے	النھی الانتباذ فی المزفت	۲۴۳

۳۵	آنحضرت کوزہر ملا بکری کا گوشت یہودن کا لانا اور آپ کا اس میں سے کھانا	السم	۳۷۳
۳۶	باوجود رسولؐ کے منع کرنے کے عائشہ کا رسولؐ کو دوا پلانا اور پھر رسولؐ کا یہ کہنا کہ یہ دوا تم سب پیو مگر کسی نے نہیں پیا (کیا وہ زہر تھا؟)	لکل دآءٍ دوآءٌ	۳۸۴
۳۷	حوض کوثر اور اصحاب کو بوجہ مرتد ہونے کہ بعد دوزخ کی طرف لے جانا	اثبات حوض بینا	جلد ششم ۲۶-۲۱
۳۸	سعد ابن ابی وقاص کا معاویہ سے یہ کہنے پر کہ تم ابوتراب کو کیوں برا نہیں کہتے یہ کہنا کہ "مباہلہ میں رسولؐ اللہ علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو لے گئے تھے اور کہا تھا اللہ یہ میرے اہل ہیں"	من فضائل علی بن ابی طالب	۹۹
۳۹	جناب خدیجہؑ کی فضیلتیں	من فضائل خدیجةؑ	۱۱۷-۱۱۵
۴۰	جناب سیدہ کی فضیلتیں	من فضائل فاطمة	۱۳۱-۱۲۷
۴۱	فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ "عمر ابن خطاب اسماء بنت عمیس سے زیادہ حق نہیں رکھتے"	فضائل جعفر بن ابی طالب	۱۷۴
۴۲	زید ابن ارقمؓ سے روایت کہ رسولؐ نے حدیث ثقلین مقام خم پر ارشاد فرمایا اور اہل بیت کی تعریف اور دلیل یہ کہ ازواج اہلبیت میں شامل نہیں ہیں کہ عورت کو اگر طلاق دیدو تو وہ اپنی قوم میں اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہے۔ نووی نے لکھا بیبیاں اہلبیت میں داخل نہیں	باب فضائل علی ابن ابی طالب	جلد ششم ۱۰۳-۱۰۲
۴۳	حدیث کساء کی راوی عائشہ ہیں	من فضائل الحسن و الحسین	۱۱۳

۴۴	حسان بن ثابت کے فضائل جنہوں نے واقعۂ افک میں عائشہ پر تہمت لگائی تھی	من فضائل حسان بن ثابت	۱۵۹
۴۵	واقعۂ افک کی راوی عائشہ اور اس میں نام لینا سعد ابن معاذ کا جن کی شہادت جنگ خندق میں اس واقعہ سے پہلے ہو چکی تھی (اس سے پتہ چلتا ہے کون جھوٹا ہے)	فی حديث افك	۳۵۱
۴۶	(معاذاللہ) رسول کا جناب امیرؑ کو یہ حکم دینا فلاں شخص کو بوجہ تہمت جا کر قتل کرو اور جناب امیر کا جبکہ وہ پانی میں نہا رہا تھا باہر نکلا تو پتہ چلا کہ اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے آپ نے اس کو قتل نہیں کیا۔ کیا رسولؐ بغیر گواہ اور تحقیق کے ایسا حکم دے سکتے تھے (تہمت نبیؐ کے ایک حرم نے لگائی تھی)	برآة حرم النبی	۳۵۳
۴۷	واقعہ عقبہ آنحضرتؐ کے قتل کی سازش اور حذیفہ یمانی کو اُن بارہ منافقین کے نام بتلا دینا۔	صفات المنتقین واحكاسينم	۳۵۹ ۳۵۸
۴۸	سب جانوروں کی کھالیں پاک ہو جاتی ہیں دباغت سے یہاں تک کے سور اور کتے کی بھی۔ داود ظاہری اور ابو یوسف (شاگرد اور جانشین ابوحنیفہ)	طعام طهارة جلد الميتة بالدبآء	جلد اول ۴۵۲
۴۹	آپؐ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہ "جب تم دیکھو کہ ادھر آئی (مغرب کی طرف) تو افطار کر چکا صائم"	بيان وقت انقضاء الصوم	جلد سوم ۱۱۰
۵۰	(معاذاللہ) ابوداود کی روایت کہ آنحضرتؐ روزہ میں عائشہ کی زبان چوستے تھے	ان القبلة ليست محرمة على	ص۱۱۵

مصنفین کتاب کا تعارف

جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کے مصنفین کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں:

طبقات ابن سعد

ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دورِ ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دورِ حیات ہی میں اہلِ ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ''نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے''۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۶۹۶۔

مسعودی

ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی عقیدۃً معتزلی شافعی تھے اور مشہور صحابی رسولِ اکرم عبداللہ ابن مسعود کے خاندان سے تھے۔ جن کے بارے میں ابن خلدون جیسا مورخ ''امام الکتاب والباحثین'' لکھتا ہے۔ دورِ جدید کے دو شہرہ آفاق علماء علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق حصہ اول دیباچہ ص ۸ میں تحریر کرتے ہیں کہ ''ابوالحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۸۶ھ یا ۳۴۶ھ مطابق فوات الوفیات ابن شاکر فنِ تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا''۔ علامہ محمد بن شاکر ابن احمد اپنی کتاب فوات الوفیات الجزء الثانی ص ۴۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ ''علی بن حسین بن علی ابوالحسن مسعودی اولاد عبداللہ ابن مسعودؓ

میں سے تھا۔ نہایت زبردست علامہ، مورخ اور بہت سے نادر علوم والا انسان تھا''۔
اور مولانا مودودی اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں ص ۳۱۰ میں مسعودی کے بارے
میں لکھتے ہیں کہ ''وہ بلاشبہ معتزلی تھا اور ثقہ تھا''۔

طبری

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری ۸۳۹ء مطابق ۲۲۴ھ میں صوبہ طبرستان
کے مقام آمل میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات
پائی ان کی کتاب تاریخ ''تاریخ الامم والملوک'' جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور و
معروف ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل
ہے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف دفیات الاعیان وابناء الزمان تالیف احمد بن محمد بن
ابراہیم بن خلکان البرمکی الاربلی الشافعی نے لکھا ہے کہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن
خالد، الطبری فنون کثیرہ میں امام تھے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ شامل
ہیں اور متعدد فنون میں آپ کی خوبصورت تالیفات ہیں جو آپ کی وسعت علم اور
غزارت فضل پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ مجتہد ائمہ میں سے تھے۔ آپ اپنی روایت میں
ثقہ تھے اور آپ کی تاریخ اصح اور بہت معتبر ہے۔ تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم ص
۵٦۷ مطبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۹
میں لکھتے ہیں ''تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ
کبیر ہے، طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اُن کے فضل وکمال ثقہ اور
وسعتِ علم کے معترف ہیں۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے
بڑھ کر میں عالم نہیں جانتا۔ تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل بن الاثیر، ابن
خلدون، ابوالفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں''۔
علامہ ذہبی لکھتے ہیں ''محمد بن جریر ایک لاثانی امام صاحب علم ہیں۔ یہ ائمہ اسلام میں
سے بڑے جید عالم ہیں جن کے قول کی اطاعت واجب ہے اور جن کی رائے پر عمل کیا

جاسکتا ہے۔ان کی تاریخ بے مثال ہے۔

ابن ابی الحدید جن کا اصلی نام عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عزالدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ، ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطا تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) ''اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک ٹوکری پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے'' ۔خلافت وملوکیت علامہ مودودی ص ۲۱۹۔محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جز اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔علامہ کمال الدین عبد الرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی معجم الالقاب میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

راویانِ صحاح

ابان بن ابی عیاش

یہ روایت کرتے تھے انس اور کبھی سعید بن جبیر وغیرہ سے یہ عبدالقیس کے غلام تھے۔ ان سے صحاح ستہ میں حدیث لی گئی ہے۔ تہذیب التہذیب جلد ا ص ۵۸ ابن حجر اور میزان الاعتدال میں ذہبی جلد اول ص ۱۰ میں احمد ابن حنبل نے اُن کو متروک الحدیث قرار دیا اور ابن معین نے کہا ہے لیس حدیثہ بشیء وضعیف یعنی ان کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ ابن ابی حاتم نے انہیں کاذب قرار دیا۔ یہ ۱۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابراھیم بن اسماعیل :

ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع انصاری : ان سے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ ان سے زہری، سالم بن عبداللہ، ابونعیم، وکیع اور ابونعیم نے روایت کی ہے۔ امام نسائی نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے اور ابن معین نے لکھا کہ یہ کچھ بھی نہیں اور ابوحاتم نے انہیں کثیر الوہم قرار دیا اور کہا کہ ان کی روایتیں قوی نہیں ہیں بخاری نے بھی انہیں کثیر الوھم لکھا ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ا ص ۹۱ اور ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب جلد اول ص ۹۰ میں اس اضافہ کے ساتھ لکھا کہ دارقطنی نے انہیں متروک قرار دیا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے ابونعیم سے سُنا ہے کہ لا یسوی حدیثہ فُلسَین یعنی ان کی حدیثیں دو کوڑی کے برابر بھی نہیں۔

ابراھیم بن یزید :

ابراھیم بن یزید النخعی : یہ بھی راویان صحاح ستہ میں سے ہیں "ابراہیم النخعی ایک بڑی شخصیت ہے ایک جماعت سے مرسل طور پر روایت کرتے ہیں، انہوں نے نہ تو زید بن ارقم وغیرہ کو دیکھا تھا اور ولم یصح لہ سماع من صحابی۔ نہ ہی کسی صحابی سے سماع کیا تھا۔ ان کے بارے میں امام شعبی نے

کہا کہ ذاك الذی يروی عن مسروق ، ولم يسمع منه شيئا یہ مسروق سے روایت کرتے ہیں حالانکہ مسروق سے انہوں نے کچھ سُنا نہیں۔ (یہی تو دروغ گوئی ہوئی) وكان لا يحكم العربية وربما لحن ونقموا عليه قوله لم يكن أبو هريرة فقيها: ان کی عربی زبان تک ٹھیک نہیں تھی کئی عبارتوں میں عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے غلطیاں کی ہیں، لوگوں نے ان کے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ ابو ہریرہ فقیہ نہیں تھے۔ ابن معین نے انہیں ضعیف، ضعیف تکرار کے ساتھ کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور نسائی نے انہیں متروک کہا ہے۔ یونس بن بکیر نے کہا کہ اعمش کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا روایت کرنے والا ابراہیم جیسا ہو جو بغیر سُنے اور بغیر دیکھے روایت بیان کرے۔ یہ ۹۶ھ میں فوت ہوئے"۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۴۷۔

ابو طالوت

ابو طالوت، امام بخاری نے انہیں مجہول کہا اور ان سے حدیثیں لینے سے انکار کیا۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۴۱ ۵ سلسلہ نمبر ۱۰۳۲۸۔

ابو موسیٰ اشعری

ابو موسیٰ اشعری نام عبداللہ بن قیس ہے۔ فتح خیبر کے بعد یہ خدمت رسول اکرمؐ میں آئے۔ راویان صحاح ستہ میں سے ہیں۔ وقار اور اعتبار ان کا عام افراد کی نظر میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن آپ کے بارے میں معتبر کتب میں ایسی روایتیں پائی جاتی ہیں جن سے اِن کی وقعت و عظمت کو بہت دھچکا پہنچتا ہے۔ چنانچہ سورۃ مائدہ آیت ۵۴۔ يَـٰأيها الذين اٰمنوا من يرتد منكم عن دينه الخ اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ عنقریب ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ دوست رکھتا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد ہم ہیں جو مرتد ہو جائیں گے تو آپؐ نے ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اور اس

کی قوم۔ درمنثور ج ۲ ص ۲۹۲، تفسیر ابن کثیر اردو تفسیر سورۃ مائدہ ص ۱۱۲۔

عن ابن نجاء الحكيم قال كنت جالسا مع عمارؓ فجاء ابو موسىٰ فقال مالي ولست اخاك قال ولا ادری ولكن سمعت رسول الله ﷺ يلعنك ليلة الجبل قال انه قد استغفر لی قال عمارؓ شهدت اللعن ولكن لم اشهد الا ستغفار۔ یعنی ابن نجاء حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمارؓ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ابو موسیٰ آگئے اُنھوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ کا دینی بھائی نہیں ہوں؟ جناب عمارؓ نے فرمایا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں نے ليلة الجبل (ليلة القصه) کے موقع پر رسولؐ سے سُنا کہ وہ تجھ پر لعنت کرتے تھے۔ ابو موسیٰ نے کہا مگر اس کے بعد رسولؐ نے میرے لئے استغفار بھی کیا حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ میں لعنت کی گواہی دے سکتا ہوں استغفار کی گواہی نہیں دے سکتا۔

کنز العمال متوفی طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت جلد ۱۳ ص ۶۰۸ حدیث نمبر ۳۷۵۵۴۔ الکامل طبع دار الفکر بیروت عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ جلد ۲ ص ۳۶۲ (اس میں لیلۃ الحملق لکھا ہے)۔ تاریخ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ طبع دار الفکر بیروت جلد ۲۲ ص ۹۳ (اس میں لیلۃ الجمل تحریر ہے)۔ ظاہر ہے کہ یہ شان رسالت کے خلاف ہے کہ وہ کسی مسلمان پر لعنت فرمائیں جب کہ رسولؐ بات ہی نہیں کرتے بغیر وحی کے۔ ملا علی قاری اپنی کتاب فقہ اکبر میں ص ۸۷ میں لکھتے ہیں وما نقل من لعنة ﷺ لبعض من اهل القبلة فلما انه يعلم احوال الناس مما يعلم غيره يعني فلعله كان منافقا واعلم انه يموت كافرا۔ یعنی پیغمبر اسلام نے بعض اہل قبلہ (یعنی مسلمان پر) لعنت کی ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس مسلمان کا حال پیغمبر کو معلوم تھا اور دوسروں کو اُن کا حال نہیں معلوم تھا۔ شائد اس وجہ سے کہ وہ منافق تھا یا جانتے تھے کہ بحالت کفر میں مر جائے گا۔

ابو موسیٰ اشعری کو حضرت علیؑ سے خاص مخالفت تھی استیعاب ابن عبد البر جلد

۴ص ۵۷ طبع مصر برحاشیہ اصابہ لکھتے ہیں وکان منحرفا عن علی رضی الله عنه لا نه عزله ولم یستعمله ابوموسیٰ حضرت علیؑ سے منحرف تھے اس لئے کہ انہیں معزول کردیا گیا تھا اور کبھی اُن کو عامل نہیں بنایا۔

شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید جلد ۱۳ ص ۳۱۴ طبع احیاء الکتب العربیه میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ یمانی نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا اما انا فاشهد انه عدولله و رسوله وحرب لهما۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوموسیٰ اشعری اللہ اور رسول کا دشمن ہے اور یہ دونوں سے لڑنے والا ہے۔

حضرت مالک اشترؒ جنہیں بعض علماء صحابی رسولؐ جانتے ہیں اور بعض ان کو تابعین میں شمار کرتے ہیں اُن کا خیال ابوموسیٰ اشعری کی نسبت کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہوجائے۔

فنزل ابو موسیٰ فدخل القصر فصاح به الاشتر اخرج من قصرنا لا وأم لک أخرج الله نفسک فوالله انک لمن المنافقین قدیماً۔ اے ابو موسیٰ! نکل اس قصر سے۔ واللہ تو ہمیشہ سے منافق ہے۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۵۰۱ موسسۃ العلمی، بیروت۔ شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید جلد ۱۳ ص ۳۱۵ میں ہے کہ امیر المومنینؑ قنوت میں اس طرح لعنت کرتے تھے۔ وکان علی یقنت علیه و علی غیره فیقول اللهم العن معاویة اولا وعمرو ثانیا وابا الاعور السلمی ثالثا وابا موسیٰ الاشعری رابعا۔ اے اللہ لعنت کر پہلے معاویہ پر اور دوسرے عمرو بن عاص اور تیسرے ابوالاعور سلمی اور چوتھے ابوموسیٰ اشعری پر۔

کتاب الامامة والسیاسة جلد اول ص ۸۵ ابوموسیٰ اشعری نے لوگوں کو حضرت علیؑ کا ساتھ دینے سے روکا اور کہا کہ گھروں میں بیٹھے رہو، فقال ابو موسیٰ اما سبیل الاخرة ففی ان التزموا بیوتکم۔ اردو ترجمہ ابن خلدون نفیس اکیڈمی کراچی جلد اول ص ۴۹۳

حضرت عمارؓ جن کی عظمت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ابوموسیٰ اشعری پر ایسا

غصہ کیا کہ آپ نے اُنہیں گالی دی۔ فغضب عمار وسبه البداية والنهاية، ابن کثیر طبع داراحیاء التراث العربی بیروت جلد ۷ ص ۲۶۳؛ تاریخ ابن خلدون موسسۃ العلمی المطبوعات بیروت ق۲ ج ۲ ص ۱۵۹۔ اردو ترجمہ ابن خلدون نفیس اکیڈمی کراچی جلد اول ص ۴۹۳۔

امیر المؤمنین نے ایک خط ابوموسیٰ کو لکھا کہ میں نے قرظة بن کعب کو والی مصر بنا کے بھیجا ہے اگر تو ان سے لڑے گا تو میں نے قرظة کو حکم دیا ہے کہ جب وہ تجھ پر قابض ہو جائے تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے اڑادیں۔ طبری جلد۳ ص ۱۹۸؛ تاریخ ابن خلدون ق۲ ج۲ ص ۱۶۵۔

قصہ تحکیم کے وقت امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ میں اس ابوموسیٰ اشعری سے راضی نہیں ہوں اس لئے کہ وہ قابل اعتماد نہیں۔ لا نرضیٰ به حكما فانه ليس ثقة۔ طبری جلد۴ ص ۳۶؛ تاریخ ابن خلدون ق۲ ج ۲ ص ۱۷۵۔ اردو ترجمہ ابن خلدون نفیس اکیڈمی کراچی جلد اول ص ۴۹۲

ابوموسیٰ نے حضرت علیؑ کی برطرفی اور عمرو عاص نے اس برطرفی کے ساتھ معاویہ کے تقرر کا جو کھیل کھیلا اور اِس نے قرآن وسنت کے تقاضوں کو نظر انداز کیا وہ تاریخ پر نظر رکھنے والوں سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ وہ لوگ جو میدان حرب میں حضرت علیؑ سے جیت نہیں سکے وہ مکر وفریب کے میدان میں بازی لے گئے۔ حق اور دیانت سے منہ موڑ کر معاویہ کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بن گئے۔

جب حکم بنانے اور ابوموسیٰ اشعری کی دغابازی کا علم عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کو ہوا تو انہوں نے کہا لو مات الاشعری قبل هذا اليوم لكان خيرا له: ابوموسیٰ کے لئے بہتر تھا کہ اس دن سے پہلے مرجاتا۔ طبقات ابن سعد حالات عمرو عاص ج ۴ ص ۲۵۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۴۶ ص ۱۷۳۔

ابوموسیٰ بالکل سمجھتا تھا کی اگر حضرت علیؑ کامیاب ہو جائیں گے تو اُسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا البتہ معاویہ کی حمایت کا صلہ کسی نہ کسی صورت میں مل سکتا ہے۔

چنانچہ وہ معاویہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد سر پر ایک لانبی ٹوپی رکھے معاویہ کے دربار میں پہنچ گیا اور بہت ہی احترام کے ساتھ معاویہ کو یہ کہہ کر سلام کیا السلام علیک یا امین اللہ۔ معاویہ سمجھ گیا کہ یہ اپنی محنت کا صلہ مانگنے آئے ہیں تو ایک درباری سے کہا کہ یہ بڈھا اس لئے آیا ہے کہ اس کو کسی صوبے کا والی بنا دیا جائے مگر واللہ میں یہ نہیں کروں گا۔ تاریخ طبری جلد۴ ص ۲۴۵۔

مولانا شبلی اپنی کتاب الفاروق مکتبہ رحمانیہ ص ۱۹۸ میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت عمر کے دور میں ابوموسیٰ پر کئی الزامات لگائے گئے تھے جس میں سے ایک الزام یہ تھا کہ اسیران جنگ میں سے انہوں نے ایک کنیز کو اپنے لئے رکھ لیا ہے اور اس کو دونوں وقت نہایت عمدہ غذا پہنچائی جاتی ہے حالانکہ اس قسم کی غذا عام مسلمانوں کو میسر نہیں تھی''۔ حضرت عمر نے الزام ثابت ہونے پر اس کنیز کو ان سے چھین لیا۔ کیا یہ سراسر غبن اور چوری نہیں ہے جب یہ کنیز کو اتنی عمدہ غذا کھلاتے تھے تو خود کیا کھاتے ہوں گے؟۔ ایسا شخص امیر المومنین علیؑ ابن طالب جیسی شخصیت سے کیسے محبت رکھ سکتا تھا۔ ان کی وفات ۵۲ھ بتلائی جاتی ہے۔

ابوہریرہ

عام طور سے صحاح ستہ اور بالخصوص صحیح بخاری کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے اُن کی روایتیں صحیح السند ہیں اور ان کے راوی معتبر ہیں اور اسی لئے اُن کتابوں کو (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ) صحاح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے ان کتابوں کے اکثر راوی وہ حضرات ہیں جو کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ابوہریرہ جو خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نو ماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضورؐ کی خدمت میں رہے تھے اس لئے کہ وہ علاء بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد

ہشتم ص ۹۳۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔ان کا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگا جائے تو ابو ہریرہ سے ۱۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔جس میں سے بخاری نے صرف (مصلحتاً) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی اور مصلحت کی وجہ سے ہوگا۔

ابو ہریرہ کا نام اسلام لانے سے قبل عبد شمس تھا۔خود اُن کا کہنا ہے کہ وہ جنگل میں بکریاں چراتے تھے اور ایک دن ایک بلی اُٹھالائے تو اُن کے باپ نے کہا ''تو ابو ہریرہ'' ہے جب سے یہ ابو ہریرہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

ابو ہریرہ سے رسولؐ اکرم نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو تو ابو ہریرہ نے جواب دیا بنی دوس سے تو آپؐ نے فرمایا ''میں نے دوس میں کوئی ایک بھی نیک نہیں دیکھا'' قال النبی صلعم ممن انت قلت من دوس قال ماکنت اریٰ فی دوس احدا فیہ خیرا''۔جامع ترمذی جلد دوم ص ۷۱۸۔

''ابو ہریرہ بعد فتح خیبر اسلام لائے۔ابو ہریرہ حیات رسولؐ اکرم میں اصحاب صفہ میں (غریب اور نادار لوگوں میں) سے تھے اس دور میں فقر اور فاقہ کی مصیبت میں مبتلا رہتے تھے۔لیکن نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں اُن کی معاشی حالت کافی سدھر گئی تھی اور آپ بہت مالدار ہو گئے۔دور معاویہ میں مدینہ کے گورنر بھی رہے''۔علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۴۸۔

ناقدین احادیث ابو ہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی ص ۱۷۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم برّی ابو ہریرہ کو کاذب جانتے تھے اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا ''اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟'' تو ابوحنیفہ نے کہا ''ضرور''

علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کردوں گا‘‘۔
پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا’’سوائے انس بن مالک، اور ابو ہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کردوں گا‘‘۔

الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشرواشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ ص ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ’’صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابو ہریرہ‘‘۔

ابو ہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سُنی؟ تو ابو ہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال: لا، ھذا من کیس ابو ھریرۃ۔، کتاب النفقات، وجوب النفقۃ علیٰ الحل والعیال صحیح بخاری جلد ۷ حدیث ۲۸۶، ص ۲۵۲۔

آیت وانذر عشیرتك الاقربین، مشہور ہے کہ یہ آیت مکہ میں بعثت کے فوراً بعد اُتری جبکہ حضرت علیؑ دس یا گیارہ سال کے تھے اور ابولہب زندہ تھا۔ ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے رسولؐ اکرم نے قریش کو جمع کیا اور کہا’’اے عباس، اے فاطمہؑ بنت محمدؐ میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہ آنے کا‘‘۔ انصاف کریں ابو ہریرہ خیبر کے بعد اسلام لائے اور جب یہ آیت نازل ہوئی جناب فاطمہؑ پیدا ابھی نہیں ہوئی تھیں۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکٹھا کیا اور کہا
’’اے کعب بن لوئیؑ کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبد شمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ اپنے تئیں جہنم سے بچو‘‘
(یہ آیت قبل ہجرت وقت بعثت، مکی ہے جبکہ ابو ہریرہ کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے جب اپنی اولاد کا ذکر کیا تو صرف فاطمہؑ کا نام لیا۔ اور بیٹیاں کیا ہوگئیں؟)۔ کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۶۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکھٹا کیا اور کہا ''اے کعب بن لوئیؔ کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبدشمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبدالمطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ بیٹی محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے'' کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۷۔

مصریوں اور عثمان بن عفان کے حامیوں میں جنگ ہو رہی تھی بجائے صلح اور امن کی بات کرتے ابوہریرہ کہنے لگے ''میں تمھارے لئے نمونہ ہوں اور یہ وہ دن ہے کہ جب جنگ کرنا بہت ہی عمدہ ہے''۔ طبری حصہ سوم ص ۴۷۰۔

سعید بن مسیّب سے (یہ ابوہریرہ کے داماد تھے) روایت ہے کہ ابوہریرہ کہا کرتے تھے ''لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ یعنی بطور طعن کے مجھ کو کہتے ہیں کہ شائد اپنے پاس سے بنا بنا کر حدیثیں بیان کرتا ہوں''۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد اول ص ۲۲۳ طبع لاہور)۔ اس حدیث سے ظاہر ہوگیا کہ لوگوں کا عام طور سے ابوہریرہ کے بارے میں کس قسم کا خیال پایا جاتا تھا۔

ایک حدیث کے سلسلے میں ابوہریرہ اور عبداللہ ابن عمر میں تکرار ہوئی تو عبداللہ ابن عمر نے کہا ''ابوہریرہ بہت روایتیں بیان کرتے ہیں' قد اکثر علینا ابوھریرہ'' یعنی اُن کو روایت میں شک تھا۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز جلد دوم ص ۳۵۸۔

ایک طویل روایت جو قیامت کے سلسلے میں ہے جس کو ابوہریرہ لوگوں میں بیان کر رہے تھے جب حدیث کے اس حصے پر آئے کہ حق تعالٰی فرمائے گا ''ہم نے یہ سب تجھے دیا اور اُن کے ساتھ اُتنا ہی اور دیں گے'' تو ابوسعید خدری ایک اور صحابی نے کہا ''اے ابوہریرہ! دس حصے زیادہ دیں گے کہا تھا'' تو ابوہریرہ نے کہا ''مجھے اتنا یاد کہ رسولؐ اللہ نے یوں کہا تھا'' اس پر ابوسعید نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ اللہ نے دس حصے زیادہ دینے کے لئے کہا تھا'' اس پر ابوہریرہ نے ابوسعید کو بددعا کے طور پر

کہا" یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا" صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول اللہ عز وجل ولقد راہ نزلۃ جلداول ۳۰۷۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے " بیماری نہیں لگتی" اور ابو سلمہ یہ بھی کہتے تھے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے" نہ لایا جائے بیمار اونٹ کے پاس تندرست اونٹ"۔ ابو سلمہ نے کہا ابو ہریرہ ان دونوں حدیثوں کو رسولؐ اللہ سے روایت کرتے تھے پھر بعد میں اس حدیث کو کہ " بیماری نہیں لگتی" اسے چھوڑ دیا بیان کرنا اور یہ بیان کرتے تھے کہ نہ لایا جائے بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس تو حارث بن ابی جو ابو ہریرہ کے چچازاد بھائی تھے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ" کیا بات ہے تم دوسری حدیث جو اس حدیث کے ساتھ بیان کرتے تھے اب کیوں نہیں بیان کرتے ہو؟"۔ ابو ہریرہ نے انکار کیا کہ وہ پہلی والی حدیث کو نہیں جانتے۔ اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا اور ابو ہریرہ غصے میں آ گئے اور حبش کی زبان میں کچھ کہا (یعنی گالی دی) پھر حارث سے پوچھا " کیا تم سمجھے میں نے کیا کہا؟" (یعنی جو گالی حبش کی زبان میں دی) حارث نے کہا نہیں۔ ابو ہریرہ نے کہا" میں انکار کرتا ہوں کے میں نے پہلی والی حدیث نہیں کہی"۔ حارث نے کہا" میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اس حدیث کو بیان کیا کرتے تھے"۔ ابو ہریرہ حدیث بھول گئے تھے۔ صحیح مسلم کتاب اسلام۔ باب لا عدوٰی ولا طیرۃ جلد پنجم ص ۳۹۴۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ بحرین سے چار لاکھ درہم لائے تھے جب وہ خلیفہ وقت عمر ابن خطاب کے پاس آئے تو حضرت عمر ابن خطاب نے کہا" اے اللہ اور اسلام کے! دشمن یا اے اللہ اور اس کی کتاب کے دشمن! تم نے اللہ کے مال میں چوری کی تو ابو ہریرہ نے کہا نہیں بلکہ میں نے تجارت کی اور مال بڑھایا پھر پوچھا کتنا لائے کہا بیس ہزار (یاد رہے کہ خود اُنھوں نے اقرار کیا تھا چار لاکھ لایا تھا مگر پرسش پر بیس ہزار بتلا رہے ہیں) عمر نے حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور جو زائد ہو سوُاسے بیت المال میں داخل کردو۔ (پھر بھی تین لاکھ نوے ہزار جیب میں اُتار لیا

اس لئے کہ دس ہزار درہم ان کی تنخواہ تھی) طبقات ابن سعد حصہ چہارم ص ۴۴۶۔

الفاروق میں علامہ شبلی نعمانی اور تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ: میں نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ کیا آپ عمر ابن خطاب کے دور میں اسی طرح حدیثیں روایت کرتے تھے؟"۔ تو ابو ہریرہ نے جواب دیا" اگر ایسا کرتا تو عمر مجھکو دُرّے سے مارتے"۔ بلکہ علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المفیرہ ترجمہ شایع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی ص ۱۲۹ میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابو ہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابو جعفر محمد بن عبداللہ اسکافی کہتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کے نزدیک ابو ہریرہ مقدوح (قابل رد ہیں) ہیں اُن کی روایت مقبول نہیں۔ عمر ابن خطاب نے ان کو تازیانہ یہ کہہ کر مارا کہ "تو حدیثیں بہت بیان کرتا ہے۔ اور تو اس قابل ہے کہ تجھ کو رسول اللہ پر جھوٹ اور افترا کرنیوالوں میں سمجھا جائے" شرح ابن ابی الحدید جزء ۴ جلد ا ص ۲۴۔

مختلف ذرائع سے یہ روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "تو رسولؐ اللہ کی حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دے ورنہ تجھ کو مٹی میں ملادوں گا"۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۵ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عائشہ نے ابو ہریرہ سے کہا "تم رسولؐ اللہ سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سُنا"۔ تو ابو ہریرہ نے جواب دیا "اے اماں جان! آپ کو (عائشہ) سرمہ دانی اور آئینہ نے اُن احادیث کو سننے سے باز رکھا مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔ طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۴۰۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی "میں سرمہ دانی اور خضاب" لکھا ہے۔

مسند ابوداؤد میں روایت ہے کہ "ہم لوگ بزم عائشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو ہریرہ کو بھی اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ عائشہ نے پوچھا

"ابو ہریرہ! تم رسولؐ اللہ کی حدیث اس طرح بیان کرتے ہو کہ ایک عورت پر بلی کی وجہ سے عذاب نازل ہوا؟"۔ تو ابو ہریرہ نے کہا" ہاں میں نے رسولؐ اللہ

سے یہی سُنا''۔ عائشہ نے کہا'' مومن کی عزت اللہ کے نظر میں اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بلی کی وجہ سے اُس پر عذاب نازل کرے۔ وہ عورت کافرہ تھی (کفر کی وجہ سے اُس پر عذاب نازل ہوا)۔ اے ابو ہریرہ! جب تم رسولؐ اللہ کی کوئی حدیث بیان کرو تو پہلے یہ غور کرلیا کرو کہ کیا کہہ رہے ہو''۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عائشہ کو کتنا اعتماد ابو ہریرہ کی حدیث بیانی پر تھا۔ عائشہ نے ایک ہی ساعت میں بکثرت احادیث بیان کرنے پر ابو ہریرہ کو کئی بار ملامت کی ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔

سنن ابوداوٗد مطبع دہلی ص ۱۰۸ میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں'' ابو ہریرہ روایت کے بیان کرنے میں بڑی دلیری کرتے ہیں اور ہم دلیری نہیں کرتے''۔

عروہ ابن زبیر نے اپنے باپ کے سامنے ابو ہریرہ کو پیش کیا اور ابو ہریرہ نے احادیث بیان کرنا شروع کیں ابن زبیر کہتے ہیں کہ'' میرے باپ نے کبھی سچ اور کبھی جھوٹ کہا۔ جب ابو ہریرہ چلے گئے تو میں نے اپنے باپ سے پوچھا آپ یہ سچ اور جھوٹ کیوں کہہ رہے تھے تو زبیر نے کہا کہ کچھ احادیث سچ تھیں اور کچھ جھوٹ تھیں''۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۰ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عبداللہ ابن عمر نے ابو ہریرہ سے کہا'' ابـا ھـر! جو کچھ رسولؐ اللہ سے بیان کر رہے ہو اس پر غور کرلو'' البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۷ نفیس اکیڈمی کراچی۔

حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص ۱۰۵ میں ہے کہ ابن حبیب کہتے ہیں'' میں بزم ہارون رشید میں بیٹھا تھا کہ اس مسئلہ کا ذکر ہوا کہ بکری کے تھن میں جب دودھ جمع ہوجائے تو اُس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟۔ جب بحث کو طول ہوا یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوئیں تو بعض نے استدلال کے طور پر کہا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ سے ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو صرف اس لئے رد کردیا کہ یہ روایت ابو ہریرہ سے ہے۔ ہارون رشید نے اُن لوگوں کی تائید کی جو ابو ہریرہ کو غیر معتبر سمجھتے تھے۔

عقد الفرید جلد ۳ مطبوعہ مصر ص ۲۶ قـال لـه مـروان لقد ضیع

اللہ حدیث رسول اللہ اذلم یروہ غیرک۔ ابو ہریرہ سے مروان نے کہا" اللہ نے ضایع کر دیا حدیث رسول کو اس لئے کہ سوائے تیرے کسی اور شخص نے اس کی روایت نہیں کی"۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۲۲ میں ہے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے" آگاہ ہو جاؤ تمام موجودہ اشخاص میں سب سے زیادہ افترا کرنیوالا رسولؐ اللہ پر وہ ابو ہریرہ دوسی ہے"۔ اسی صفحہ پر قاضی ابو یوسف ناقل ہیں کہ" میرے استاد ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ سب عادل ہیں سوائے چند نفوس کے وہ غیر عادل ہیں اُن میں ابو ہریرہ، اور انس بن مالک ہیں"۔

ابو ہریرہ کی یہ حدیث تمام صحاح ستہ میں موجود ہے کہ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان جھگڑا ہوا حضرت موسیٰ نے پوچھا آپ وہی آدم ہیں جس نے لوگوں کو جنت سے نکالا، اور بدبختی اور شقاوت کے عمیق غار میں دھکیل دیا۔ حضرت آدم نے جواب دیا تم وہی موسیٰ ہو جس سے اللہ ہم کلام ہوا تھا۔ تم مجھے ایسے فعل پر ملامت کرتے ہو جس کو اللہ نے میرے لئے میری پیدائش سے ۴۰ سال قبل میرے مقدر میں لکھ دیا تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اس جھگڑے میں فحج آدم موسی آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ ابو ہریرہ تدلیس کرتے تھے۔ کبھی حدیث کو رسولؐ اللہ سے نسبت دیتے تھے اور کبھی اُسی حدیث کو کہتے تھے کہ میں نے کعب سے سُنی اور اس میں ایک دوسرے کا امتیاز نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ابو ہریرہ نے ایک حدیث بیان کی" وہ جس نے حالت جنابت میں صبح کی اُس کا روزہ نہیں" اور جب تحقیق کی گئی تو ابو ہریرہ نے کہا" مجھے کسی خبر دینے والے نے خبر دی ہے اور میں نے یہ رسولؐ اللہ سے نہیں سُنا۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۱۳۱۹ نفیس اکیڈمی کراچی۔

"شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۲۲ میں تحریر ہے کہ اعمش نے روایت ہے کہ ابو ہریرہ معاویہ کے ساتھ عراق میں پہونچے اس وقت بہت سے لوگوں نے اُن کا استقبال کیا۔ انھوں نے (ابو ہریرہ) جب لوگوں کا مجمع دیکھا تو دوزانو بیٹھ گئے اور کئی مرتبہ پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا " اے اہل عراق! تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میں اللہ اور رسولؐ پر افترا کرتا ہوں اور اپنے کو جہنم میں جلاؤں گا۔ واللہ میں اللہ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے ہر نبی کا ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے جس کی حد عیر سے ثور تک ہے جو شخص اس شہر مدینہ میں کسی بدعت کو ایجاد کرے گا اُس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام دنیا کی لعنت ہو اور میں اللہ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ علیؑ نے بدعت کی"۔ معاویہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اُس نے ابو ہریرہ کو اس حدیث کے بیان کرنے کے صلہ میں انعام دیا اور بہت عزت کی اور مدینہ کا گورنر بنایا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۲۱۔ ابو جعفر اسکافی نے کہا ہے کہ معاویہ نے صحابہ اور تابعین کی ایک کمیٹی بنائی کہ تا کہ جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے لوگ حضرت علیؑ سے نفرت کرنے لگیں اور اُن کے لئے انعام مقرر کیا تا کہ لوگ اس کی جانب رغبت کریں چنانچہ جھوٹی احادیث کے بنانے میں اس کمیٹی والوں نے معاویہ کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی احادیث بنانا شروع کی۔ اس کمیٹی کے سربراہ ابو ہریرہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ اور تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے۔

شریک نے مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ ہمارے اصحاب ابو ہریرہ کی احادیث کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اعمش نے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابو ہریرہ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے اور سفیان ثوری نے منصور سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابو ہریرہ میں غور کرتے تھے اور ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے سوائے اس حدیث کے جس میں جنت و دوزخ کا حال بیان ہوتا جس سے عمل صالح کی ترغیب ہو۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۲ نفیس اکیڈمی کراچی۔

جاریہ بن قدامہ صحابی رسولؐ، حضرت علیؑ کے دور خلافت میں جب مدینہ پہونچے تو ابو ہریرہ نے مدینہ سے فرار اختیار کیا۔ جاریہ بن قدامہ نے کہا
''واللہ! اگر میں بلی والے (یعنی ابو ہریرہ) کو پالیتا تو میں اُس کو ضرور قتل کرتا۔ طبری جلد سوم ص ۴۳۰۔

ابو ہریرہ ایک سفر میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے جب یہ لوگ ایک مقام پر اُترے تو انہوں نے کھانے کا توشہ دان رکھ کر ابو ہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تو ابو ہریرہ نے کہا میں روزہ سے ہوں چنانچہ وہ لوگ کھانا کھانے لگے جب وہ فارغ ہونے والے ہی تھے کہ اچانک ابو ہریرہ نے کھانا شروع کر دیا۔ ابو ہریرہ نے جواب دیا میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں سیر کروں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اُسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی۔

تذکرۃ الخواص الامۃ مطبوعہ ایران ص ۴۰۔ اصبغ ابن نباتہ صحابی امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میں نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ ''تم صحابی رسولؐ کہے جاتے ہو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے غدیر خم کے موقع پر رسولؐ اللہ کی زبان سے حضرت علی کے حق میں نہیں سُنا کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا علیؑ مولا ہیں''۔ ابو ہریرہ نے کہا ''بیشک واللہ میں نے سُنا جو رسولؐ اللہ نے فرمایا''۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ''اے ابو ہریرہ! اب تم نے اُس شخص کو دوست رکھا جو پیغمبرؐ کا دشمن ہے اور جو پیغمبرؐ کا دوست ہے اُس سے تم نے دشمنی رکھی''۔ ابو ہریرہ نے ایک آہ سرد کے ساتھ کہا ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔ اس کو سُن کر معاویہ نے کہا ''اے اصبغ! اپنی تقریر کو ختم کر''۔

امام احمد نے یحیٰی بن سعید بن مسیب (یہ ابو ہریرہ کے نواسے تھے) سے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ ابو ہریرہ کو کچھ عطا کرتے تو ابو ہریرہ کا منہ بند رہتا تھا اور جب معاویہ اپنا ہاتھ روک لیتے تو ابو ہریرہ بولنے لگتے تھے۔ اسے ابن عساکر نے بھی

بیان کیا ہے۔البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۴۰ نفیس اکیڈمی کراچی۔

(وروی عنه كان يصلى خلف على رضى الله عنه وياكل من سماط معاويه يعتزل القتال فسئل عن ذالك فقال الصلواة خلف على افضل وسماط معاوية ادسم و ترك القتال اسلم هكذا عنه)

اُصابۃ ابن حجر جلد اول ص ۵۷ میں؛ مولوی عبد الحی مقدمہ ہدایہ میں اور تبصرہ مقدمہ ہدایہ مطبوعہ نولکشور ص ۲۷۰ میں ہے۔روایت کی گئی ہے انھیں ابو ہریرہ سے کہ نماز میں حضرت علیؓ کی اقتدا کرتے تھے اور کھانا معاویہ کے دستر خوان پر کھاتے تھے اور لڑائی میں علیحدہ رہتے تھے کسی نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگے نماز علیؓ کے اقتدا میں پڑھنا بہتر ہے اور معاویہ کا دستر خوان بہت چکنا ہوتا ہے اور لڑائی سے جان بچانا یہ سلامتی کا طریقہ ہے۔

عن ابوهريرة أن رسول الله ﷺ قال : اذا نودى للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔

صحیح بخاری كتاب الاذان باب فضل التاذين: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ریاح خارج کرتا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پادتا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تا کہ اذان کی آواز اُس کو یعنی شیطان کو سُنائی نہ دے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص ۴۰۸۔اس حدیث کا تمام کتابوں میں تذکرہ کیا گیا۔

سئل عن قبلة الصائم فقال اقبلها واقحفها۔ابو ہریرہ سے کسی نے پوچھا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا میں تو اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہوں اور اُس کا تھوک چوستا ہوں۔غریب الحدیث، ابن سلام ج ۴ ص ۱۸۶؛

النھایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۷۔

ابن کثیر میں ہے کہ بعض لوگوں نے ابو ہریرہ کو سدرہ (جوا) کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح کی عبارت لغات الحدیث طبع میر محمد کتب خانہ کراچی جلد دوم علامہ وحید الزمان (علامہ وحید الزمان یہ وہ ہستی ہے جو محتاج تعارف نہیں انہوں نے تمام صحاح ستہ کا ترجمہ کیا) ''سین'' ص ۱۷ لکھتے ہیں ''رایت ابا ھریرہ یلعب السدر ابو ہریرہ کو سدرہ کا کھیل کھلتے ہوئے دیکھا''۔ یہ فارسی لفظ سہ درہ سے عربی میں سدرہ بن گیا یعنی تین خانوں کا کھیل جس مین ہار جیت ہوتی ہے''۔ اسی کے ذیل میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں ''یہ ایک شیطانی کھیل ہے۔ یحیٰی بن ابی کثیر کا قول ہے کہ اس قسم کا کھیل جن میں ہار جیت ہو درست نہیں ہیں۔ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے''۔

ابو ہریرہ یہ وہ شخصیت ہے کہ ان کا نام نہ کسی اہم معاملہ میں ملتا ہے نہ کسی جنگ یا صلح میں اُن کا ذکر آتا ہے البتہ مورخین نے اتنا ضرور ذکر کیا ہے کہ جنگ موتہ میں یہ بھاگ نکلے تھے۔ مستدرك الصحيحين میں ہے الا فرارك یوم مؤتۃ جلد ۳ ص ۴۲۔ عربی دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان جلد ۳ ص ۴۵ سلسلہ ۶۰-۶۳۵۶۔

ابو ہریرہ کے بدن پر ہمیشہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی ہے طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۴۶۴۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابو ہریرہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۴۶۷۔

جبکہ عبادات میں کسی کو شامل کرنا سخت منع ہے۔

مشہور یہ ہے کہ ابو ہریرہ ۵۹ ھ میں فوت ہوئے اور نماز جنازہ ولید بن عتبہ بن ابو سفیان نے پڑھائی۔

ابواسحاق السبیعی

ابو اسحاق السبیعی: میزان الاعتدال جلد۳ص ۲۷۰ میں مذکور ہے کہ جریر، مغیرہ سے روایت کرتے ہیں حدیث اہل کوفہ کو ابو اسحاق نے اور الاعمش نے غارت کردیا، بعض اہل علم کا بیان ہے کہ آخر میں اس کو خلل دماغ ہو گیا تھا اسی وجہ سے لوگوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

علامہ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد ص ۵۹ سلسلہ نمبر ۱۰۰ میں لکھتے ہیں:

ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں کہ مدلس تھا یعنی جعلی حدیثیں بناتا تھا اور مدلسین کے تذکرہ میں حسین الکرابیسی و ابو جعفر الطبری نے اس کو شامل کیا ہے۔

ابو اسحاق ایسا شخص ہے کہ اس نے عمر ابن سعد ایسے شقی سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد۲ ص ۱۹۸ میں لکھتے ہیں کہ ابو اسحاق سے ایک روایت شعبہ نے روایت کی جس کو اُس نے عزار بن حریث سے سُنا تھا اور عزار بن حریث نے عمر ابن سعد سے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا تجھے خوف خدا نہیں کہ عمر ابن سعد سے روایت کرتا ہے اس پر وہ رونے لگا اور کہا اب ایسا نہیں کروں گا۔ عجلی کہتے ہیں بہت سے لوگوں نے عمر ابن سعد سے روایت کی۔ احمد بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن معین سے پوچھا کیا عمر ابن سعد ثقہ تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص قاتل امام حسینؑ ہو وہ کیوں کر ثقہ ہوسکتا ہے۔

عمر ابن سعد کے سلسلہ میں علامہ ابن حجر تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۹۶ میں لکھتے ہیں کہ:

عمر ابن سعد بن ابی وقاص زہری کنیت ابو حفص تھی یہ مدینہ کا رہنے والا تھا کوفہ میں سکونت اختیار کرلی تھی اس نے اپنے باپ سعد ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدریؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابن ابی خثیمہ، ابن معین سے روایت کرتا ہے کہ حسینؑ کو جس نے قتل کیا وہ کیوں کر ثقہ ہوسکتا ہے۔ حمیدی کہتا ہے کہ ہم سے سفیان

بن سالم نے بیان کیا کہ ایک روز عمر ابن سعد نے امام حسین سے کہا کہ ایک جماعت بے عقلوں کی یہ خیال کرتی ہے کہ میں آپ کو قتل کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا وہ بے عقل نہیں ہیں واللہ اے عمر ابن سعد ہمارے بعد تجھ کو ملک عراق کے گیہوں بھی کھانے کو نہیں ملیں گے۔ اس کا پوتا ابراہیم ابوبکر بن حفص صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے۔ اس مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ کا کربلا میں شہید ہونا اور عمر ابن سعد کا قاتل ہونا ایسا مشہور تھا کہ اس زمانے کے لوگ قبل از واقعہ واقف تھے۔

ابواسحاق سبیعی صرف عمر ابن سعد سے ہی سے روایت نہیں کرتا بلکہ شمر قاتل حسینؑ سے بھی اس نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

شمر ذی الجوشن اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور ابواسحاق سبیعی اس سے روایت کرتا ہے مگر شمر اس قابل نہیں کہ اس سے حدیثیں روایت کی جائیں یہ قاتلان حسینؑ سے ہے جس کو مختار کے رفقاء وانصار نے قتل کیا۔ ابوبکر بن عیاش ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں ابواسحاق کہتا ہے شمر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور کہتا تھا خدایا ہم شریف ہیں ہم کو بخش دے ہم نے کہا کیوں کر تو بخشا جا سکتا ہے حالانکہ تو نے فرزند رسولؐ کے قتل پر مدد کی۔ تو اُس نے جواب دیا "ہمارے حاکموں نے اس کا حکم دیا پھر اگر اس کو انجام نہ دیتے تو گدھوں سے بھی بدتر ہوتے"۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں یہ عذر اور بھی قبیح ہے کیونکہ اطاعت نیک کام میں ہوتی ہے۔ میزان الاعتدال جلد۲ ص ۲۸۰۔

اب تو کسی کو اس میں عذر نہیں ہو سکتا کہ شمر بھی اہلسنت بلکہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہے کیونکہ بخاری نے ابواسحاق سبیعی سے حدیثیں روایت کیں ہے اور ابواسحاق نے شمر سے حدیثیں لی ہیں اب اس سے بڑھ کر قاتلان امام حسینؑ کی کیا عزت افزائی ہو سکتی ہے وہ رواۃ صحیح بخاری کا استاد تھا۔ اصابہ جلد۲ ص ۳۴۲ ابن حجر لکھتے ہیں: ولہ حدیث عند ابی داؤد من طرق ابی اسحاق عنہ ویقال انہ لم یسمع منہ وانما سمعہ من ولدہ شمر۔۔ اسد الغابۃ (اردو) جلد۳ س ۱۹۳ میں بھی یہی لکھا ہے۔

احمد بن ابی الطیب

احمد بن ابی الطیب سلیمان البغدادی المعروف بالمروزی: یہ راوی ہیں صحیح بخاری کے۔ تقریب التہذیب جلد اول ص۲۳ میں ہے کہ احمد بن ابی الطیب سلیمانی بغدادی ابوسلیمان المعروف بالمروزی صدوق حافظ له أغلاط ضعفه بسببه أبو حاتم وماله فی البخاری سوی حدیث واحد متابعة۔ یہ غلطیاں بہت کرتے تھے اسی وجہ سے ابوحاتم نے ان کو ضعیف بتایا ہے مگر بخاری نے ان سے ایک حدیث لی ہے۔

تہذیب التہذیب ج۱ ص۳۹ سلسلہ ۷۳ ابن حجر لکھتے ہیں ابوحاتم جو اساتذۂ ابن حجر میں داخل ہیں وہ اس راوی کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ تہذیب الکمال ج۱ ص ۳۵۷ ابوالحجاج یوسف المزوری متوفی ۷۴۲ھ طبع مؤسسۃ الرسالۃ ابن حبان نے ان کو منکر حدیث قرار دیا اور کہا لا یجوز لا یحتاج؛ میزان الاعتدال کی جلد۴ ص ۲۶۹ کے حوالے سے ان کے لکھا گیا کہ حدیثه غیر محفوظ

احمد بن بشیر

احمد بن بشیر القرشی: ان سے بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت لی گئی ہے یہ عمرو ابن حریث کے غلام تھے تہذیب التہذیب جلد اول ص ۱۵، ابن حجر اور میزان الاعتدال ذہبی جلد اول ص ۸۵ نے لکھا کہ دار قطنی نے انہیں ضعیف قرار دیا اور امام نسائی نے لیس بذاك القوی لکھا ہے۔ قال عثمان احمد کان من اهل کوفة ثم قدم بغداد و هو متروك۔ عثمان نے کہا کہ احمد بن بشیر کوفہ کا رہنے والا تھا، بغداد آیا اس سے روایت لینا ترک کر دیا گیا تھا۔ ان کی وفات ۱۹۷ھ میں ہوئی۔

احمد بن سالم ابو توبہ

ابو توبۃ: نام **احمد بن سالم عسقلانی** ہے یہ مشہور ہیں حدیثیں گھڑنے میں۔ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد اص ۱۰۰۔

اسحاق بن راشد

اسحاق بن راشد الجزری: طبقات المدلسین سلسلہ ۴ پر ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت زہری (ابن شہاب) کا نام لیتے تھے جب ان کو ٹوکا گیا کہ زہری سے تمہاری ملاقات کہاں ہوئی تو کہنے لگے میں نے اُن سے سُنا نہیں بلکہ اُن کی کتاب میں لکھا دیکھا۔ تہذیب التہذیب جلد اول ص ۲۲۸؛ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابوداود طیالسی نے کہا میرے ایک ساتھی نے مجھ سے کہا جو ملک رئے کا رہنے والا تھا جس کا نام اسرش تھا کہا کہ میرے پاس محمد بن اسحاق آئے اور کہا کہ مجھ سے اسحاق بن راشد نے اس طرح بیان کیا اسی اثنا میں اسحاق بن راشد آئے وہ کہنے لگے "مجھ سے خود زہری نے کہا، مجھ سے زہری نے کہا"۔ میں نے ان سے پوچھا زہری سے تمہاری ملاقات کہاں ہوئی تھی اُس (اسحاق بن راشد) نے کہا کہ مجھ سے زہری کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مگر میرا گذر بیت المقدس کی طرف ہوا تو وہاں مجھ کو ایک کتاب زہری سے موسوم مل گئی۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۱۹۰ میں لکھتے ہیں کہ لیس بہ بأس اور ابن خزیمۃ کہتے ہیں لا یحتج بحدیثہ۔ یعنی ان کی حدیثوں سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

اسرائیل بن یونس

اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: اسرائیل پوتے ہیں اُسی ابی اسحاق کے جن کا ذکر اس سے قبل ہو چکا۔ ابن مدینی کہتے

ہیں وہ ضعیف ہے۔ یحیٰ القطان اُس کی مذمت کرتے تھے۔ اس سے ناراض تھے اس سے نہ روایت کرتے تھے اور نہ اس کے شریک تھے۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۲۰۹ سلسلہ ۸۲۰۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب جلد ا ص ۲۲۹ سلسلہ ۴۹۶ میں لکھتے ہیں:

ابن حزم نے اس کو مطلقاً ضعیف کہا ہے اور ان حدیثوں کو رد کر دیا ہے جن کا وہ راوی تھا۔ عثمان بن ابی شیبہ، عبد الرحمٰن بن مہدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ چور تھا جو حدیثوں کو چرایا کرتا تھا۔

طبقات ابن سعد جلد ۶ ص ۳۹۷ نفیس اکیڈمی کراچی میں تحریر ہے کہ لوگ اُن سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے تھے اُن میں ضعیف بھی ہیں۔

اسمٰعیل بن ابراھیم:

اسمعیل بن ابراهیم بن مقسم ابن علیة :علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۱۸ میں لکھتے ہیں: سهیل بن شارویه روایت کرتے ہیں میں نے علی بن حزم کو کہتے سُنا کہ میں نے وکیع سے کہا ابن علیة کو میں نے نبیذ پیتے دیکھا اور وہ اتنا پیتا تھا کہ بے بس ہو جاتا تھا تو کوئی اُس کو گدھے پر لاد کر اُس کے گھر تک پہنچاتا تھا۔

ثابت بن اسلم البنانی جس کے متعلق تہذیب التہذیب میں ہے کہ قال یحییٰ القطان اختلط یحیٰ القطان نے کہا کہ وہ پاگل ہے۔

تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۔

اسمٰعیل بن سمیع

اسمٰعیل بن سمیع حنفی: تقریب التہذیب میں ابن حجر جلد اول ص ۹۵ سلسلہ ۴۵۳ لکھتے ہیں کہ یہ راوی سچا ہے مگر اس میں کلام کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ خارجی اور

الصفر یہ فرقہ سے اس کا تعلق تھا اس سے مسلم نے، سنن ابی داؤد، اور سنن نسائی نے حدیثیں لی ہیں۔ تہذیب التہذیب جلد اول ص ۲۶۶ سلسلہ ۵۵۹ اور میزان الاعتدال جلد اص ۲۳۳ میں لکھا ہے۔ وقال محمد بن حمید عن جریر کان یری رأی الخوارج کتبت عنه ثم ترکته (الی ان قال) وقال الحاکم قرأت بخط ابی عمروالمستملی انل محمد بن ابن یحییٰ عن اسمٰعیل بن سمیع فقال کان بیھسیا کان ممن یبغض علیا یعنی محمد بن حمید جریر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ راوی خارجی مذہب رکھتا تھا پہلے میں اس سے روایت کرتا تھا پھر ترک کر دیا حاکم نے کہا کہ میں نے ابوعمر المسلمی کے خط سے یہ مضمون پڑھا ہے کہ محمد بن یحییٰ سے کسی نے اسمٰعیل بن سمیع کے متعلق پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ یہ خوارجی مذہب رکھتا ہے اور علیؑ کے دشمنوں میں سے تھا۔ اور علیؑ سے بغض رکھتا تھا۔

خوارج کے بارے میں چند حدیثیں مذکور ہو چکی ہیں۔

اسید بن زید

أسید بن زید بن نجیح الجمال بخاری نے ان سے روایت لی ہے۔ ان سے ھشیم، الحسن بن صاح، شریک، لیث اور ابن مبارک نے روایت کی ہے۔ قال ابن الجنید عن ابن معین کذاب۔ ابن معین نے انہیں جھوٹا قرار دیا، نسائی نے متروک، ابن حبان نے لکھا یروی عن الثقات المناکیر ویسرق الحدیث ۔ یہ ثقات سے جھوٹی روایتیں کرتا تھا (یعنی کسی معتبر راوی کے حوالے سے) اور حدیثیں چراتا تھا۔ دارقطنی نے ضعیف الحدیث قرار دیا، ابن ماکولا نے ضعفو۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی روایتوں سے ضعف ظاہر ہوتا تھا۔ التہذیب التہذیب ابن حجر جلد اول ص ۳۰۱ سلسلہ ۶۲۸ ۔ میزان الاعتدال ج اص ۲۵۶ ۔ سلسلہ ۹۸۶ ۔

انس بن مالک

کثرت سے احادیث بیان کرنے والوں میں ابو ہریرہ کے بعد انس بن مالک بن نظر بن ضمضم کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی اماں کا نام ام حرام تھا، ابی طلحہ کی زوجہ تھیں ان کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں پیش کیا اور انہوں نے ۹ سال خدمت رسولؐ اکرم کی۔ یعنی ہجرت کے بعد یہ خدمت رسولؐ میں آئے۔ انہوں نے ابو بکر، عمر عثمان اور ابن مسعود سے روایات بیان کی ہیں (طبقات ابن سعد جلد ہفتم ص ۳۸، البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۹ ص ۶۴ا طبع نفیس اکیڈمی کراچی)۔ واضح رہے کہ اس فہرست میں اہلبیتؑ سے کوئی نہیں ہے۔

احمد بن صالح عجلی نے کہا کہ جذام اور برص کی بیماری میں مبتلا صحابہ میں صرف دو تھے ایک معیقب جن کو جذام کا مرض ہو گیا تھا، اور دوسرے انس کو جن کو برص کی بیماری تھی، ابو جعفر کا کہنا ہے کہ میں نے انس کو بڑے بڑے لقمے کھاتے دیکھا اور اُن کو برص کی بیماری تھی۔ اس بیماری کے سلسلے میں جو معتبر روایت ملتی ہے وہ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں لکھا ہے۔ ''انس بن مالک کے چہرے پر برص نمایاں تھا جس کہ وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے فرمایا جس نے رسولؐ اللہ سے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سُنا ہو وہ گواہی دے، بارہ صحابی نے گواہی دی مگر انس بن مالک اور براء بن عازب نہ اُٹھے اور نہ گواہی دی۔ حضرت علیؑ نے انس اور براء بن عازب سے پوچھا کہ تم نے کیوں گواہی نہیں دی حالانکہ تم دونوں نے بھی اسی طرح سُنا تھا جس طرح سب نے سُنا، انس بن مالک نے کہا میں بھول گیا مجھے یاد نہیں ہے۔ اس پر حضرت علی نے کہا اگر جھوٹا ہے تو اللہ تجھ پر ایسا سفید نشان لگائے جس کو تو کبھی چھپا نہ سکے۔ چنانچہ یہ برص میں مبتلا ہوا جس کو وہ عمامہ سے چھپانے کی کوشش کیا کرتا تھا'' کتاب المعارف لابن قتیبہ ص ۲۵۱۔

اس حدیث میں بھی لوگوں نے تحریف کی چنانچہ جو کتاب المعارف طبع مصر

مطبعۃ الاسلامیہ مصر ۱۳۵۳ھ میں یہ لکھ کر اس حدیث کو مشکوک کیا کہ" قال ابو محمد کہ اس میں کوئی اصلیت نہیں ہے" اور اسی کتاب کا دوسرا نسخہ طبع ۷۱۰ھ

Manuscript : Birtish Library Cat Ref: OR : 1491 Dated Last day ofShaban 710 AH (1310 CE)

میں یہ جملہ تحریر نہیں ہے۔

چنانچہ اس روایت کی حمایت میں ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغۃ جلد ۱۹ص ۲۱۷ طبع احیاء الکتب العربیۃ ۱۳۷۸ھ میں پورا واقعہ تحریر کیا۔

ابن قتیبہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں ص ۳۱۔ میں تحریر فرماتے ہیں کہ" یہ نہایت نامور اور مستند مصنف تھا محدثین بھی اس کے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں" اور علامہ مودودی اپنی کتاب" خلافت وملوکیت" میں ص ۳۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں" ابن کثیر اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صاحب فضل وشرف تھا" ابن حجر کہتے ہیں وہ نہایت سچا آدمی تھا" ابن حزم کہتے ہیں" اپنے دین اور علم میں بھروسے کے قابل تھا"۔

کتاب انساب الاشراف میں ہے کہ حضرت علیؑ نے خطبہ دیا کہ کون ہے جو اُٹھے اور یہ گواہی دے کہ آنحضرتؐ نے روز غدیر خم میرے بارے میں کیا یہ نہیں فرمایا تھا؟۔ زیر منبر انس بن مالک، براء بن عازب، اور جریر موجود تھے مگر یہ نہیں اُٹھے۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے اللہ ان کو ایسی نشانی دے جس سے یہ پہچانے جائیں چنانچہ انس بن مالک کو برص ہو گیا تھا اور براء اندھے بہرے ہو گئے تھے اور جریر پاگل ہو گئے۔ انساب الاشراف بلاذری جلد دوم ص ۳۸۶۔

انس ابن مالک کے تعارف کے لئے امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ فرمانا ہی کافی ہے کہ اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

جلد اول ص ۱۷۵ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا "اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟" تو ابو حنیفہ نے کہا "ضرور" علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کردوں گا"۔ پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا "سوائے انس بن مالک، اور ابو ہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا"۔

چند روایتیں جو انس ابن مالک سے تعلق رکھتی ہیں وہ قابل دید ہیں۔

۱- کتاب الاوایل ابو ہلال عسکری میں ہے کہ: انس بن مالک کو حجاج نے سابور کا حاکم مقرر کیا تھا جو زمین فارس میں ہے دو سال وہ وہاں رہے مگر نماز ہمیشہ قصر کرتے تھے اور ماہ رمضان کا روزہ نہیں رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے "دیکھئے کب ہم یہاں سے معزول ہوتے ہیں"۔

۲- وکیع نے ابو طالوت عبدالسلام سے بتایا کہ میں نے انس کے سر پر ریشمی پگڑی دیکھی۔

۳- عفان بن مسلم نے خبر دی کہ ہم نے انس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جس میں بھیڑئے یا لومڑی کی تصویر کندہ تھی۔

۴- بکار بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ صحابہ میں انس بن مالک مال وزر کے بارے میں سب سے زیادہ حریص تھے۔

۵- حماد بن سلمہ سے کہ انس بن مالک نے ایک حدیث رسولؐ اللہ کی بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا "کیا آپ نے یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سُنی؟"۔ اس پر انس انتہائی غصہ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم! ہم نے ہر حدیث رسولؐ اللہ سے نہیں سُنی۔ لیکن ہم آپس میں کسی مسلمان کو جھوٹا نہیں سمجھتے"۔ اس کا مطلب تھا میں نے حدیث نہیں سُنی مگر مجھے جھوٹا مت سمجھو۔

۶- محمد ابن عبداللہ انصاری سے ہے کہ "میں نے انس ابن مالک کو دیکھا جسم

پر ریشمی منقش چادر تھی سر پر ریشمی پگڑی تھی اور ریشمی ہی جبہ تھا۔

جب لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا یہ کیا؟ تم ہم کو ریشم سے منع کرتے ہو اور خود پہنتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں محروم رہے گا (اس سلسلے میں متعدد روایتیں بخاری اور مسلم میں موجود ہیں)۔ تو انس نے کہا ہمارے امراء ہمیں یہ لباس دیتے ہیں اور ہم سے چاہتے کہ وہ یہ لباس ہمارے جسم پر دیکھیں۔

مذکورہ بالا روایتیں کتاب طبقات ابن سعد جلد ہفتم ۳۸ تا ۴۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی میں موجود ہیں۔ جس کے مصنف کے بارے میں ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں۔

۷- الزہری کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے پاس حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے کہا کیوں رو رہے ہو جواب دیا میں رسولؐ اللہ کے زمانے کی اب کوئی بات بجز نماز کے نہیں دیکھتا تھا مگر اب تم لوگوں نے اُس میں بھی جو چاہا تبدیلی کر لی۔

۸- ابن عوف محمد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب انس ابن مالک کوئی حدیث رسولؐ بیان کرتے تو بعد کو یہ کہتے تھے یا جیسا رسولؐ اللہ نے کہا ہو۔ اس کا مطلب یہ حدیث من وعن نہیں بیان کرتے تھے۔

۹- علی بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حجاج کے ساتھ محل میں تھا اتنے میں انس بن مالک آ گئے حجاج نے کہا "یہی وہ خبیث فتنہ پرور ہے جو کبھی علیؑ کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی ابن زبیر کے ساتھ مل جاتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا ہمنوا بن جاتا ہے۔ قسم خدا کی میں اس کو اکھاڑ پھینکوں گا۔ علی بن یزید نے بیان کیا یہ سن کر انس نے کہا کیا میں یا امیر؟ حجاج نے کہا ہاں میری مراد تجھ ہی سے ہے۔ اللہ تیری سماعت ختم کر دے۔ چنانچہ انس وہاں سے چلے گئے۔

حسب بالا ۷ تا ۹ روایتیں البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر اردو جلد ۹ ص ۱۶۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی سے نقل کی گئی ہیں۔

ایوب بن عائذ

أيوب بن عائذ بن مدلج ۔ان سے بھی تمام صحاح ستہ نے روایت لی ہے ابن حجر تہذیب التہذیب جلد اول ص ۲۲۴ سلسلہ ۸۵۶ لکھتے ہیں کہ یہ ثقہ تھے مگر مرجۂ فرقہ سے تھے۔ آنحضرتؐ کی حدیث مرجۂ اور قدریہ فرقہ کے بارے میں کہ یہ اسلام سے خارج ہیں۔ صِنفَانِ من امتي ليس تنالهم من شفاعتي المرجئة والقدرية: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ میری شفاعت سے محروم ہیں ایک مرجۂ اور دوسرے قدریہ۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی حالات امام حسکانی سلسلہ ۱۰۳۲ جلد ۳ ص ۸۰۴ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاوس لاہور۔

بسر بن ارطاۃ

بُسرُ بن أرطَاة ۔سنن ابوداوٗد، ترمذی اور نسائی نے اس دشمن اہل بیت سے روایت لی ہے۔ ابن حجر اپنی کتاب تہذیب التہذیب جلد اول ۴۵۵ سلسلہ ۷۰۷ طبع دارالفکر بیروت میں ہے کہ یہ دمشق میں رہتا تھا اور معاویہ کے ساتھ اُس نے صفین میں حضرت علی کے خلاف جنگ کی۔ معاویہ نے اس کو یمن کا والی بنایا تھا جہاں پر اس سے کئی افعال قبیح سرزد ہوئے۔ دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ صحابی رسول کہلاتا تھا مگر اچھا نہیں تھا۔

(اصحاب سوء)۔اس نے نبی اکرمؐ سے کوئی حدیث نہیں سُنی مگر حدیث بیان کرتا تھا۔ اس نے قثم اور عبدالرحمن عبيد الله ابن عباس کے دونوں بیٹوں کو اُن کی ماں کے سامنے ذبح کیا۔ چنانچہ اس ماں کو اتنا صدمہ ہوا کہ وہ پاگل ہو گئیں۔ جب حضرت علیؑ کو اس بات علم ہوا تو آپ نے اس کے لئے بددعا کی۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ اصحاب سوء یعنی بُرا صحابی تھا۔